سرکاری رپورٹ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

599

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 25۔ مئی 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

## توجہ دلاؤ نوٹس

## سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2015

ایک وزیر مسودہ قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروباری لائسنس ہولڈرز پنجاب 2015

ایک وزیر مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروباری لائسنس ہولڈرز پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے حیثیت خواتین پنجاب 2015

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے حیثیت خواتین پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون تشدد کے خلاف تحفظ خواتین پنجاب 2015

600

ایک وزیر مسودہ قانون تشدد کے خلاف تحفظ خواتین پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

## (بی) مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 2015)

مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 کی (ضمن 21 سے) ضمن وار غور وخوض کا دوبارہ آغاز۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015 (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی 2015 (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی 2015 منظور کیا جائے۔

## (سی) عام بحث

### امن وامان

امن وامان پر عام بحث جاری رہے گی۔

### گندم کی خریداری

ایک وزیر گندم کی خریداری پر عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

601

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## سولھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

### سوموار، 25۔ مئی 2015

(یوم الاثنین ،6۔ شعبان المعظم 1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

اِنۡ تُبۡدُوۡا خَيۡرًا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ اَوۡ
تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيۡرًا ﴿149﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ
يَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّفَرِّقُوۡا بَيۡنَ اللّٰهِ
وَرُسُلِهٖ وَيَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّنَكۡفُرُ بِبَعۡضٍ وَّيُرِيۡدُوۡنَ
اَنۡ يَّتَّخِذُوۡا بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا ﴿150﴾ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡـكٰفِرُوۡنَ
حَقًّا ۚ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ﴿151﴾ وَالَّذِيۡنَ
اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمۡ يُفَرِّقُوۡا بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ اُولٰٓـئِكَ
سَوۡفَ يُؤۡتِيۡهِمۡ اُجُوۡرَهُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿152﴾

**سورۃ النّسَاء آیات 149 تا 152**

اگر تم لوگ بھلائی کھلم کھلا کرو گے یا چھپا کر یا برائی سے درگزر کرو گے تو اللہ بھی معاف کرنے والا (اور) صاحب قدرت ہے (149) جو لوگ اللہ سے اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں (150) وہ بلااشتباہ کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (151) اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی میں فرق نہ کیا (یعنی سب کو مانا) ایسے لوگوں کو وہ عنقریب ان (کی نیکیوں) کے صلے عطا فرمائے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (152)

**وما علینا الاالبلاغo**

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

## نعت رسول مقبول ﷺ

چوکھٹ نبی کی چھوڑ کے جاتا کہاں کہاں
ان کا فقیر ٹھوکریں کھاتا کہاں کہاں
جیسے بیاں حضور کی خدمت میں کر دیا
ایسے میں دل کا حال سناتا کہاں کہاں
ہوتی اگر نہ آپ کی چوکھٹ اسے نصیب
آنسو گنہگار بہاتا کہاں کہاں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

## پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ ٹرانسپورٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

## ایس ایچ او کی فائرنگ سے ڈسکہ بار کے صدر اور دو وکلاء کی ہلاکت

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! باہر وکلاء بہت بڑی تعداد میں احتجاج کر رہے ہیں اور آج پنجاب کی تاریخ کا ایک اور سیاہ ترین دن ہے کہ دن دہاڑے ایک وکلاء رہنما ڈسکہ بار کے منتخب صدر کو وہاں کا تھانیدار ایس ایچ او گولی مار کر قتل کر دیتا ہے، دو وکلاء موقع پر قتل کر دیئے جاتے ہیں اور کئی زخمی ہیں۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر: جی، یہ افسوسناک بات ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ پورے ملک کے اندر قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ وہ پولیس جو عوام کی محافظ ہونی چاہئے وہ کہیں تھانوں میں وکیلوں کو قتل کر رہی ہے اور کہیں چوکوں چوراہوں میں عام شہریوں کو گولیاں ماری جا رہی ہیں۔ میرے حلقہ نیابت کا ایک نوجوان حافظ قرآن معراج شریف والی رات مسجد سے باہر نکلا ہے تو وہاں کے ایس ایچ او نے جا کر گردن میں گولی ماری ہے جو آج بھی جناح ہسپتال میں موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ (شیم، شیم)

یہ کیسی اندھیر نگری ہے؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ good governance ہے لیکن آج دس کروڑ عوام بد ترین حالات کا شکار ہے اور اُن کا جان و مال محفوظ نہیں ہے۔ اگر منتخب وکلاء نمائندوں کو پولیس قتل کر دیتی ہے تو عام آدمی کے بارے میں ہم کیا سوچ سکتے ہیں؟ میں نے آج اس پر توجہ دلاؤ نوٹس ہنگامی طور پر دیا ہے لہٰذا میری آپ سے گزارش ہے کہ وقفہ سوالات کے بعد یہ توجہ دلاؤ نوٹس out of turn take up کریں جس پر حکومتی بنچ والے یہ جواب دیں کہ اصل معاملہ کیا ہے، یہ افسوسناک واقعہ کیوں پیش آیا اور وہ ایس ایچ او جس نے یہ قتل کیا ہے اس کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ وقفہ سوالات معطل کر کے امن وامان پر پہلے بحث کی جائے کیونکہ پورا پنجاب قتل و غارت گری کا ٹھکانہ بنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ امن وامان پر بحث کی بات آپ نے کی ہے تو وہ ہم کریں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! انسانی جانوں سے قیمتی چیز کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، مجھے rules کے مطابق چلنے دیں۔ آپ کی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم کب تک rules کی آڑ میں چھپتے رہیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، rules کی suspension کی درخواست ہوتی ہے۔ آپ ایسے نہ کریں اور یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ This is not good آپ rules کو violate نہ کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وقفہ سوالات ختم کیا جائے کیونکہ اس وقت وقفہ سوالات کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کریں کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ Rules کو violate نہ کریں اور آپ مہربانی کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی نشستوں
کے سامنے کھڑے ہو کر "وقفہ سوالات ختم کریں" پکارنے لگے)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ آپ کے اختیار میں ہے کیونکہ سب سے قیمتی چیز انسانی جان ہے لہٰذا وقفہ سوالات ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میرے پیارے بھائی ایسے نہیں ہے اور یہ رولز میں لکھا ہوا ہے اس کے مطابق چلنے دیں۔ مجھے اس واقعہ پر خود افسوس ہے اور ایسے واقعات پر کس کو افسوس نہیں ہے؟ آپ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

آپ تشریف رکھیں کیونکہ لاء منسٹر صاحب کو بلایا ہے۔ ابھی وہ آ رہے ہیں اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"پنجاب پولیس، مردہ باد"، "لاٹھی گولی کی سرکار، نہیں چلے گی نہیں چلے گی"
اور "ظالمو جواب دو، خون کا حساب دو" کی نعرہ بازی)

آپ تشریف رکھیں۔ مجھے لاء منسٹر صاحب کی بات سننے دیں۔ مہربانی کر کے آپ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ اس واقعہ پر سب کو افسوس ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور کسی کو ایسے ذمہ دار نہیں گردانا جا سکتا۔ لاء منسٹر صاحب آ گئے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم اس پر احتجاجاً پانچ منٹ کے لئے ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف پانچ منٹ کے لئے
ٹوکن واک کرتے ہوئے معزز ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ جو حادثہ ہوا ہے اس پر نہ صرف اپوزیشن بلکہ سب کو افسوس ہے تو میری اپوزیشن کے بھائیوں سے آپ کی وساطت سے یہی درخواست ہے کہ لاء منسٹر کو آ لینے دیں۔ اس کے بعد اس واقعہ کی پوری تفصیل ہم ان کے سامنے پیش کریں گے اور تمام حالات و واقعات کے مطابق جو کچھ بھی ہوا ہے اس پر ہم سب کو افسوس ہے۔ یہ صرف انہی کو نہیں بلکہ ہر پاکستانی کو اس واقعہ پر دکھ ہوا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے یہی گزارش ہے کہ معزز اپوزیشن واپس آئے اور آ کر وقفہ سوالات میں حصہ لے۔ شکریہ

جناب سپیکر: میں بھی گزارش کرتا ہوں کہ آپ ایوان کے اندر تشریف لے آئیں۔ میرے خیال میں سوالات بھی آپ ہی کے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید زعیم حسین قادری: شکریہ۔ جناب سپیکر! بطور ترجمان حکومت پنجاب یہ بات اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ Chief Minister already نے cognizance لے لی اور آئی جی صاحب کو time limits میں یہ حکم فرما دیا کہ ان تمام لوگوں کو as earliest as possible گرفتار کیا جائے اور وہ گرفتار ہو چکے ہیں۔ اس معاملے کو as earliest as possible investigate کر کے پنجاب حکومت کو اس بارے میں بتایا جائے۔ چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ بھی suo moto action لے چکے ہیں تو میرے خیال میں اس پر سیاسی point scoring نہیں ہونی چاہئے۔ میں بھی درخواست کروں گا بلکہ آپ وزراء صاحبان کو کہیں کہ یہ تمام باتیں شاید ان کے علم میں نہ ہوں، جا کر قائد حزب اختلاف کو بتائیں تاکہ وہ بات کو سمجھیں اور واپس ایوان میں تشریف لے آئیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح خلیل طاہر سندھو صاحب نے بطور منسٹر اور زعیم قادری صاحب نے بھی بات کی تو پورے ایوان کا اس پر consensus ہے۔ ہمارا دل بھی بڑا دکھی ہے اور میں بھی پیشے کے اعتبار سے ایک ایڈووکیٹ ہوں۔ وہاں پر جو دو وکلاء صاحبان اس واقعہ میں جاں بحق ہوئے ہیں تو اس پر suo moto action بھی چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ نے لے لیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی اس پر فوری action لیا۔ میں ایوان کے علم میں اور پریس گیلری میں ہمارے جو میڈیا والے دوست تشریف فرما ہیں، کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر ایس ایچ او کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ سارا ایوان اپنے وکلاء بھائیوں کے ساتھ کھڑا ہوا ہے اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایوان کے ایک دو ممبران پر مشتمل، میں بھی by profession ایڈووکیٹ ہوں اور بھی دوست بیٹھے ہوئے ہیں اور پورے ایوان کا اس پر consensus ہے کہ وکلاء کی جو شہادت ہوئی ہے، جو ہمارے ساتھی جاں بحق ہوئے ہیں، اس پر ہمیں بڑا افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ بھی عطا فرمائے، ہم ان کی families کے ساتھ بھی اظہار افسوس کرتے ہیں اور پورا معزز ایوان ان کے ساتھ ہے۔

جناب سپیکر! ایک دو ممبران کی ڈیوٹی لگائیں، ہم اپوزیشن کو واپس لے کر آتے ہیں اور اس کے بعد ان کے توجہ دلاؤ نوٹس پر قائد حزب اختلاف بات کر لیں لیکن اس طرح سے ایوان کو ہائی جیک کرنا، اس کو twist کر کے اور point scoring کر کے باہر چلے جانا اچھی روایت نہیں ہے۔ یہی میری گزارش ہے۔ اس کو ہمیں serious لینا چاہئے اور اس کو سیاست کی نذر نہیں کرنا چاہئے۔ آپ حکم کریں تو ہم ان کو جا کر لے آتے ہیں۔

جناب سپیکر: خلیل طاہر سندھو صاحب، ملک ندیم کامران صاحب اور شیخ اعجاز احمد صاحب جا کر سمجھداری سے کام لیتے ہوئے اپوزیشن کو منا کر واپس ایوان میں لے کر آئیں۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے پانچ منٹ کا ٹوکن واک آؤٹ کیا تھا اور ہو سکتا ہے کہ وہ خود ہی تشریف لے آئیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! ویسے اپوزیشن کے بغیر ہمیں بڑا مزہ آ رہا ہے۔

(اس مرحلہ پر ملک ندیم کامران، جناب خلیل طاہر سندھو اور شیخ اعجاز احمد صاحبان اپوزیشن کو منانے کے لئے معزز ایوان سے باہر گئے)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ ایسے نہ کہیں بلکہ وہ ایوان کا حسن اور نکھار ہیں اور ان کے بغیر ایوان اچھا نہیں لگتا۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ کس نے کہا کہ وہ ایوان کا حسن اور سنگھار ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کو اچھا لگتا ہو گا۔ مجھے اچھا نہیں لگتا تو جو کچھ انہوں نے پہلے کیا تھا میں اس پر ہی کچھ کر دیتا لیکن نہیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! آپ درست فرما رہے ہیں اور میں غلط عرض کر رہا تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: تشریف آوری کا شکریہ۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

## تعزیت

## پارلیمانی سیکرٹری جناب اکمل سیف چٹھہ کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک گزارش کروں گا کہ ابھی پچھلے دنوں پارلیمانی سیکرٹری جناب اکمل سیف چٹھہ صاحب کی والدہ محترمہ انتقال کر گئی تھیں جن کے پاس میں تعزیت کے لئے گیا تو انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اسمبلی میں فاتحہ خوانی ہو جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا ایک وکیل کو شہید کیا گیا تو آج سیشن prorogue ہو جائے گا تو میں یہ تجویز کروں گا کہ اس وکیل کی مغفرت کے لئے بھی ساتھ ہی دعا کر دی جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ابھی ان کی تدفین نہیں ہوئی ہے۔ آپ اس حوالے سے پتا کر لیں۔ ہم سب کو اور اس پورے ایوان کو اس واقعہ پر افسوس ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ دعائے مغفرت کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وکلاء کے لئے ابھی دعائے مغفرت نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کی تدفین ابھی نہیں ہوئی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اکمل سیف چٹھہ صاحب کی والدہ محترمہ کے لئے تو دعائے مغفرت کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، دعا کریں۔

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری جناب اکمل سیف چٹھہ صاحب کی والدہ محترمہ
کی روح کے ایصال ثواب کے لئے ڈاکٹر سید وسیم اختر نے دعائے مغفرت کروائی)

## سوالات

### (محکمہ ٹرانسپورٹ)

### نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: پہلا سوال نمبر 436 جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں للہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 437 بھی جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں للہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں محمود الرشید صاحب کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! سوال نمبر 875 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

### سو(100) ڈیزل بسیں خریدنے کی تفصیلات

*875: میاں محمود الرشید: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے 12 میٹر لمبی 100 ڈیزل بسوں کے لئے 97803200 روپے کی رقم ضمنی بجٹ 13-2012 میں منظور کروائی؟

(ب) کیا مذکورہ بسیں خریدی جاچکی ہیں اور کیا یہ بسیں چلا دی گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان بسوں کا پلیٹ فارم اونچا تھا، مسافروں کے سوار ہونے کے لئے سیڑھیاں نہیں لگی ہوئی تھیں جن کو بعد میں مقامی طور پر کثیر رقم خرچ کر کے لگوایا گیا اس کام پر کیا لاگت آئی؟

(د) مذکورہ بسوں کو کہاں چلایا جا رہا ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) جی ہاں!

(ب) جی ہاں!

(ج) مذکورہ بالا بسیں منگوائی گئیں جن کی سیڑھیوں میں مسافروں کی سہولت کے لئے معمولی ردوبدل کیا گیا جن پر کوئی اضافی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

(د) تمام بسوں کو طلباء کی سفری سہولیات کے لئے محکمہ تعلیم کے سپرد کیا گیا جن کو انہوں نے اپنے زیر سایہ انسٹیٹیوٹ کو بھیج دیا اور اب ان کے زیر استعمال ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! سوال کا جز (د) ہے مذکورہ بسوں کو کہاں چلایا جا رہا ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟اس کا جواب ادھورا ہے کہ تمام بسوں کو طلباء کی سفری سہولیات کے لئے محکمہ تعلیم کے سپرد کیا گیا جنہوں نے اپنے زیر سایہ انسٹیٹیوٹ کو بھیج دیا جو ان کے زیر استعمال ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ جو میں نے سوال پوچھا ہے یہ اس کا جواب ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا clear جواب دے دیں کہ یہ بسیں کتنی کتنی، کس کس ادارے کے پاس ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب نے تو سوال کیا ہے کہ مذکورہ بسوں کو کہاں کہاں چلایا جا رہا ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔ میں اس کا جواب دے دیتا ہوں کہ ڈیرہ غازی خان میں سات گرلز کالج ہیں اور تین بوائز کالج ہیں تو ان میں دس بسیں ہو گئیں، ملتان میں 9 بسیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کی مجھے خود سمجھ نہیں آئی میں ممبر کو کیا بتاؤں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان میں دس بسیں، ملتان میں 9، سرگودھا میں چودہ، راولپنڈی میں 9، لاہور میں 18، ساہیوال میں 9، فیصل آباد میں 10، بہاولپور میں 5، گوجرانوالہ میں 16 یہ ٹوٹل 100 ہو گئیں۔ اس کے بعد میرے پاس لسٹ موجود ہے جو دیگر کالجز میں چل رہی ہیں میں انہیں provide کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شاباش۔ اگلا سوال نمبر 1026 ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے اُن کی طرف سے request آئی ہے اسے pending کر دیں یہ اچھی روایت نہیں ہے بہر حال چلیں اسے pending کر دیں۔ اگلا سوال بھی ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سوال نمبر 1027 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ملک تیمور مسعود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ضلع راولپنڈی: عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1027: ملک تیمور مسعود: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں پچھلے تین سال کے دوران عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے کون سے بڑے بڑے اقدامات اٹھائے گئے؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں راولپنڈی میں مزید کتنی بسوں کا اضافہ کیا گیا، کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے گئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) ضلع راولپنڈی میں پچھلے تین سال کے دوران عوام کو بہتر سہولیات فراہم کرنے کے لئے 15 سی این جی ائیر کنڈیشنڈ بسیں چلائی گئی ہیں اور یہ تمام سی این جی بسیں روٹ نمبر B-10 (جو کہ ٹی ایم اے بلڈنگ راولپنڈی تا گوجر خان ہے) پر چل رہی ہیں۔

(ب) مذکورہ عرصہ میں 128 نان ائیر کنڈیشنڈ بسیں چل رہی تھیں جبکہ عوام کی سہولت کے لئے مزید پندرہ سی این جی ائیر کنڈیشنڈ بسیں چلائی گئی ہیں۔

جاری کئے گئے روٹ پرمٹ اُن کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:

| سال | بسوں کو جاری کردہ روٹ پرمٹ کی تعداد | |
|---|---|---|
| 2010-11 | 68 | PETROL+CNG |
| 2011-12 | 30 | PETROL+CNG |
| 2012-13 | 30 | PETROL+CNG |
| 2012-13 | 15 | DEDICATED CNG |
| تعداد | 143 | |

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ٹی ایم اے راولپنڈی میں کیا کوئی بس سٹاپ موجود ہے جس سے یہ بسیں چلائی جا رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! وہاں پر موجود ہے ٹی ایم اے بلڈنگ راولپنڈی تا گوجرخان پندرہ بسیں چل رہی ہیں اس کا روٹ نمبر B10 ہے۔

جناب سپیکر: جی، موجود ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ میرے حلقے کے ساتھ ہے میں نے تو آج تک وہ بس سٹاپ نہیں دیکھا ٹی ایم اے آفس کے پاس۔

جناب سپیکر: میں کیسے کہوں کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں میں تو اُن کو غلط نہیں کہہ سکتا جو انہوں نے فرما دیا۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آج کل میرا نہیں خیال کہ وہاں پر کوئی بس سٹاپ ہے۔

جناب سپیکر: جی، بس سٹاپ ہوگا بس سٹینڈ نہیں ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! بس سٹینڈ کی بات کر رہا ہوں میرا نہیں خیال کہ ٹی ایم اے آفس کے باہر کوئی بس سٹینڈ ہے۔

جناب سپیکر: جی، سٹینڈ ہے یا سٹاپ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق وہاں پر بس سٹینڈ ہے جہاں سے یہ بسیں چل رہی ہیں اگر اس طرح آپ پوچھنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو بتانا چاہوں گا میرے پاس تمام اڈوں اور وہاں پر جتنی بسیں چل رہی ہیں اُن کی detail موجود ہے میرے خیال میں ان کو چیک کر لینا چاہئے میں بھی چیک کر لوں گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! لیاقت باغ میں ٹی ایم اے آفس ہے اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے ساتھ چلیں تو مجھے بھی دکھا دیں شاید میں وہاں نہ دیکھ سکا ہوں کہ وہاں پر بس سٹینڈ ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کوئی ٹائم ان کے ساتھ طے کریں وہاں جا کر اس بارے میں ان کی تسلی کروائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1627 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## لاہور۔ریلوے سٹیشن سے جلو موڑ روٹ پر مزید بسیں چلانے کی تفصیلات

*1627: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور ریلوے سٹیشن سے (جی ٹی روڈ) جلو موڑ تک عوام کی سہولت کے لئے حکومت نے کتنی بسیں چلائی ہیں، تعداد بیان فرمائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بسوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ریلوے سٹیشن سے جلو موڑ تک بسوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) مذکورہ روٹ نمبر B-4 (جنرل بس سٹینڈ تا جلو موڑ براستہ ریلوے سٹیشن) اس وقت دس سے بارہ منی بسیں / مزدے عوام الناس کو سفری سہولیات دے رہے ہیں جو کہ عارضی بنیادوں پر سٹاپ گیپ ارینجمنٹ کے تحت چلائے جا رہے ہیں۔ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی مذکورہ روٹ پر بسیں چلانے کے لئے عملی طور پر اقدامات کر رہی ہے مگر بنیادی اور سب سے بڑی رکاوٹ غیر قانونی طور پر چلنے والے موٹر سائیکل رکشا ہیں جن کی وجہ سے آپریٹر اس روٹ پر بسیں چلانے کے لئے آمادہ نہیں ہو رہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے نیو خان ٹرانسپورٹ کمپنی کے بند ہونے کے بعد لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے مذکورہ روٹ فرسٹ بس پرائیویٹ لمیٹڈ کو الاٹ کیا جو مرحلہ وار بسوں کی تعداد میں اضافہ بھی کر رہا تھا مگر غیر قانونی رکشا جو کہ مافیا کی صورت اختیار کر چکا ہے بس آپریٹر کے لئے بہت زیادہ مالی خسارہ کا باعث بنا جس کی وجہ سے آپریٹر کو مجبوراً روٹ کو بند کرنا پڑا۔ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے متعدد باران غیر قانونی موٹر سائیکل رکشا کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا

مگر حکومت مخالف عناصر اور رکشا مافیا کی طرف سے پُر تشدد کارروائیوں کے سبب کامیابی ممکن نہ ہو سکی۔

(ب) درج بالا جواب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ فی الوقت مذکورہ روٹ پر مزدے / منی بسیں چل رہی ہیں اور ادارہ روٹ پر جلد از جلد بس سروس بحال کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔

(ج) انشاء اللہ جلد ہی مذکورہ روٹ پر بس آپریشن کا آغاز کر دیا جائے گا اور مرحلہ وار بسوں کی تعداد میں بھی اضافہ ممکن ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں نے ان سے سوال کیا تھا کہ جنرل بس سٹینڈ سے لے کر جلو موڑ تک براستہ ریلوے سٹیشن کا جو روٹ تھا اس پر کتنی بسیں چلائی جاتی ہیں تو انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ یہاں پر کوئی بس نہیں چل رہیں صرف کچھ منی ویگنیں ہیں جو اس راستے کو cater کر رہی ہیں جبکہ یہ روٹ وہ ہے جس میں شمالی لاہور کے تقریباً پانچ قومی اسمبلی کے حلقوں کے درمیان میں سے یہ گزرتا ہے اور یہاں پر لوئر مڈل کلاس کے بچے بچیاں اور وہ لوگ رہتے ہیں جن کو بسوں کی شدید ضرورت ہوتی ہے اور یہاں کے لوگ اپنی گاڑیاں افورڈ نہیں کر سکتے اس لئے ان کے لئے واحد ٹرانسپورٹ کا ذریعہ یہ بسیں جس کی reason انہوں نے یہ دی ہے کہ یہ بسیں یہاں پر کیوں نہیں چلا پا رہے انہوں نے خود اعتراف کیا ہے کہ یہاں پر غیر قانونی رکشا جو کہ مافیا کی صورت اختیار کر چکا ہے اُس کو ہم کنٹرول نہیں کر پا رہے تو اس پر میرا سوال یہ ہے کہ اگر یہ حکومت جو پانچ قومی اسمبلی کے حلقوں کے درمیان سے گزرنے والے روٹ پر رکشا مافیا کو کنٹرول نہیں کر سکتی تو وہ باقی ملک کیسے چلائے گی اور کس طرح باقی کرپشن کو کنٹرول کرے گی۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے یہ کیا جواب دے دیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مذکورہ روٹ پر ادارہ LTC دوبارہ جدید ائر کنڈیشنڈ ڈیزل بسوں کا آغاز کرنے جا رہا ہے جس کے لئے مورخہ 14-09-12 کو 312 بسوں کے لئے اخبار میں اشتہار دے دیا گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہاں اس روٹ پر 62 بسوں کا آغاز ہو جائے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس میں یہ جواب موجود نہیں ہے میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب! سے سوال کیا تھا کہ رکشا مافیا کو کنٹرول کیوں نہیں کر پا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! یہ بات بالکل درست ہے کہ وہاں پر کم و پیش تین ہزار کے لگ بھگ رکشے چل رہے ہیں۔ وہاں پر کئی بار کوشش کی گئی لیکن کچھ لوگ سیاست کو چمکانے کے لئے اُن کے ساتھ مل کر احتجاج کرنے کو نکل آئے تو آپ جانتے ہیں کہ بے روزگاری کی وجہ سے جو لوگ کہتے ہیں کہ اُن کا روزگار ختم کیا جا رہا ہے، اُن کو بند کیا جا رہا ہے تو اس وجہ سے یہ سروس وہاں پر ناممکن تھی لیکن اس کے باوجود ہم نے 62 بسیں یہاں کے لئے رکھی ہیں انشاء اللہ اُن کا بہت جلد آغاز ہو جائے گا اور تمام وہاں کے لوگوں کو سفری سہولیات بھی مل جائیں گی۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال ہے کہ اس پر انہوں نے کہا کہ یہ غیر قانونی موٹر سائیکل رکشے ہیں اگر حکومت اس کو خود تسلیم کر رہی ہے کہ یہ غیر قانونی ہیں تو پھر اس کی مینوفیکچرنگ کیسے ہو رہی ہے سڑک پر کیسے چل رہے ہیں میرے خیال میں گڈ گورننس کی اس سے اچھی مثال کیا ہو سکتی ہے کہ وزیر اعلیٰ خود اس محکمے کے وزیر ہیں وہ خود اس کو دیکھ رہے ہیں اس کے باوجود وہ ان غیر قانونی رکشوں کو نہیں روک سکتے تو انہوں نے باقی عوام کو اور باقی چیزوں کو کیا روکنا ہے؟

جناب سپیکر: مہربانی! آپ کا اس میں ضمنی سوال کیا بنا؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ کب تک ان غیر قانونی رکشوں کو روکیں گے؟

**MR SPEAKER:** No, it is no supplementary.

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کیوں نہیں غیر قانونی موٹر سائیکل رکشا کیوں مینوفیکچرنگ ہو رہے ہیں اور ان کو کب تک یہ رُوکیں گے؟

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! غیر قانونی ان کے اپنے الفاظ ہیں یہ میں نے نہیں کہا انہوں نے خود لکھا ہے غیر قانونی موٹر سائیکل رکشا۔

جناب سپیکر: جی، روک رہے ہیں وہ کوشش کر رہے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اب تک ان سے ٹائم پوچھ لیا جائے۔ کیونکہ یہ ایک سال پرانے سوال کا جواب ہے۔

جناب سپیکر: کریں گے جلدی کریں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سات سال سے تو حکومت چل رہی ہے کس طرح سے روکے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ہم غیر قانونی رکشوں کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں اسی لئے میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے 312 بسوں کا اشتہار دیا ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان رکشوں کو روک کر بسیں وہاں پر چلا دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال آنے دیں مہربانی کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس کو clear کر دیں کہ یہ روکنے کا کیا طریق کار ہے کس طرح روک رہے ہیں ہاتھ سے روک رہے ہیں یا کوئی اور طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے قانونی طریق کار اختیار کرنا ہے غیر قانونی طریق کار تو اختیار نہیں کر سکتے ہیں۔ جی، اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2190 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## لاہور: ٹھوکر تا رائیونڈ ایل ٹی سی کی بس سروس کی بحالی

*2190: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور سے رائیونڈ تک لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی (ایل ٹی سی) کی ائیر کنڈیشنڈ بسیں کچھ عرصہ چلتی رہی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اب یہ سروس کیوں بند کر دی گئی ہے، کب تک دوبارہ اس کا اجراء ہوگا نیز اس کا کرایہ ٹھوکر تا رائیونڈ کتنا مقرر کیا جائے گا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ علاقہ کی ایک بااثر شخصیت نے یہ سروس دوسری ٹرانسپورٹ کمپنیوں سے بھتہ کی شرح طے کر کے اپنے ناجائز مالی مفاد میں یہ سروس بند کروائی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت مورخہ 4۔اگست 2012 کو پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کمپنی کے تعاون سے مذکورہ روٹ B-56 (ٹھوکر نیاز بیگ تا رائیونڈ) پر پندرہ نئی سی این جی (اے سی) بسوں سے سروس کا آغاز کیا مگر متعلقہ آپریٹر نے اپنی ذاتی وجوہات کے پیش نظر مورخہ 13۔جنوری 2013 کو مذکورہ روٹ پر اپنی سروس کو معطل کر دیا ایل ٹی سی انتظامیہ کی جانب سے ہر ممکن تعاون کی بارہا یقین دہانی کے باوجود متعلقہ ٹرانسپورٹ کمپنی کے مالکان نے کمپنی کو مکمل طور پر بند کر دیا۔

بعدازاں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے مذکورہ روٹ غیر ملکی ٹرانسپورٹ کمپنی کو الاٹ کر دیا جس نے باقاعدہ طور پر مورخہ 14۔مارچ 2013 کو سروس کا آغاز کر دیا مگر مورخہ 20۔مئی 2013 کو متعلقہ کمپنی نے بھی اندرونی وجوہات کے پیش نظر مذکورہ روٹ پر اپنی سروس کو معطل کر دیا۔

(ب) سروس کے بند ہونے کی وجوہات کو مندرجہ بالا جواب میں تفصیلاً بیان کر دیا گیا ہے نیز لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی مذکورہ روٹ پر سروس کی بحالی کے لئے کوشاں ہے اور مختلف آپریٹروں سے مشاورت کا سلسلہ جاری ہے۔

مذکورہ روٹ پر کرایہ (ٹھوکر نیاز بیگ سے رائیونڈ) 40روپے مقرر کیا گیا تھا مگر مستقبل میں کرایہ کی شرح فیول کی قیمتوں کے تناسب سے طے کی جائے گی۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا مقصد لاہور شہر اور گردونواح میں عوام الناس کو بہترین بس سروس کی فراہمی ہے اس بات میں قطعاً صداقت نہ ہے کہ کسی بھتہ مافیا کے مفاد میں مذکورہ روٹ کو بند کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ اس روٹ کے اوپر پہلے ایک پرائیویٹ کمپنی نے سروس کا آغاز کیا اور پندرہ نئی سی این جی (اے سی) بسیں انہوں نے چلائیں اور وہ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے اپنی سروس معطل کر دی اسی طرح پھر LTC نے ایک اور کمپنی کو یہ الاٹ کیا اور انہوں نے بھی اپنی یہ سروس بند کر دی۔ میں نے سوال میں وجوہات دریافت کی تھیں کہ وزیر ٹرانسپورٹ وجوہات بیان فرمائیں۔انہوں نے صرف ایک بات لکھ دی کہ اندرونی وجوہات کی وجہ سے۔

یہ تو کوئی جواب نہیں ہے اس کی کوئی تفصیل بتائیں کہ کیا وجوہات تھیں جس کی وجہ سے یکے بعد دیگرے دو کمپنیاں جو بسیں بھی لے کر آئیں، سروس بھی شروع کر دی اور اس کے بعد معطل کر دیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ ایوان کو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، ان سے پوچھتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ڈاکٹر وسیم اختر صاحب جہاں کی بات کر رہے ہیں وہ علاقہ اربن نہ ہونے کی وجہ سے سبسڈی نہیں دی جا رہی ہے۔ اس روٹ پر کالج، سکول اتنے زیادہ ہیں کہ وہاں پر طلباء سڑکوں پر کھڑے ہو کر بسوں کو روکتے ہیں، توڑ پھوڑ کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کون کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! طلباء وہاں پر ٹیکنیکل کالج موجود ہے، ان کے ہاسٹل موجود ہیں، وہاں پر لڑکے کھڑے ہو کر بسوں کو روکتے ہیں اور توڑ پھوڑ کرتے ہیں۔ ہم نے بارہا کوشش کی، ہم نے تین چار بار کوشش کی کہ سروس کو بحال کیا جائے لیکن دو تین ماہ کے بعد خسارے کی بناء پر وہ سڑک بند ہو جاتی ہے تو اب ہم نے 312 بسوں کا اشتہار دیا ہوا ہے عنقریب انشاء اللہ جہاں پر 100 بسوں کو مختص کیا گیا ہے بہت جلد اللہ نے چاہا تو یہ سروس بحال ہو جائے گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ گورنمنٹ نے اپنی بے بسی کا اظہار کیا ہے کہ اس روٹ پر چونکہ کالج زیادہ ہیں، لڑکے سڑکوں پر آ جاتے ہیں اور وہ توڑ پھوڑ کرتے ہیں اس کے نتیجے کے اندر ہم نے یہ روٹ معطل کیا ہے۔ آپ ہی اس پر تبصرہ فرمائیں کہ یہ کیسا جواب بنتا ہے کہ گورنمنٹ اپنی نااہلی کو تسلیم کر رہی ہے کہ ہم بے بس ہیں کہ وہاں پر طلباء نکل آتے ہیں اور توڑ پھوڑ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ بھی اس معاملے میں ان کی مدد کر دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں تو ان کی مدد کرنے کے لئے تیار ہوں اگر یہ حقائق سے آگاہ کریں گے ہم جا کر اس کی بہتری کر دیں گے۔ طلباء کے لئے کالج سے آنے جانے کے لئے proper transport کی سہولت فراہم کریں تاکہ وہاں یہ چیز ختم ہو اور لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا

ہو سکے۔ میں نے اگلا سوال یہ کیا تھا کہ انہوں نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ ہم سروس کی بحالی کے لئے کوشاں ہیں اور مختلف آپریٹرز سے مشاورت کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ سوال 28۔اگست 2013 کو دیا گیا تھا اور انہوں نے 18۔ دسمبر 2013 کو جواب جمع کروایا تھا۔ اب latest position کیا ہے جو حکومت مختلف ٹوور آپریٹرز سے مشاورت کر رہی تھی جو پچھلے ڈیڑھ سال سے جاری ہے کیااس کا کوئی نتیجہ نکلاہے اور کوئی مستقبل قریب کے اندر کوئی سروس اب شروع ہونے جارہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتادیں۔ چوہان صاحب!آپ دوسرا مائیک استعمال کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر!اسی سلسلہ میں ایک نیا روٹ بھی یہاں پر شروع ہو رہاہے جو نیازی چوک سے رائیونڈ کی طرف جائے گا۔ اسی روڈ پر لوگوں کو سفری سہولت دینے کے لئے ہم کام کر رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم نے بسوں کا انتظام کیا ہوا ہے اور ہم نے RTO کو حکم دے دیا ہوا ہے کہ بہت جلد اس سروس کو بحال کیا جائے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر!کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ کی بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے میری سمجھ میں آیا نہ اُن کی سمجھ میں کچھ آیا ہے آرام سے اور اطمینان سے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر!انہوں نے کہا کہ میرا سوال 2013 کا ہے تو ابھی تک انہوں نے کیا انتظامات کئے ہیں؟ میں عرض کر رہا ہوں کہ تین چار بار کوشش کی گئی ہے میں نے پہلے اس کی reason بتائی ہے ہم انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس سروس کو بحال کرنے والے ہیں۔ ہم نے ایک اشتہار اور بھی اس روٹ کے لئے دے دیا ہے ہم نے ایک روٹ کا اضافہ بھی کر دیا انشاء اللہ بہت جلد یہاں پر سروس بحال ہو جائے گی۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر!ان کی ایک لفظ کی بھی سمجھ نہیں آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: چوہان صاحب!آپ ایسا کریں کہ یہاں سامنے آ جائیں۔ آرام سے اور اطمینان سے بات کریں انہیں سمجھ آنی چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر!یہ ایسے ہی شرارتیں کر رہے ہیں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!ان کو سمجھ نہیں آنی جو مرضی کر لیں۔

جناب سپیکر: گل صاحب! ذرا بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! LTC کو ٹوکن نمبر جاری کر دیا گیا ہے اور بہت جلد سروس بحال ہو جائے گی۔ میں نے پہلے تفصیل سے بتایا ہے یہ خود بھی جانتے ہیں کہ اس کے لئے ہم نے ایک نیا روٹ بھی تجویز کیا ہے جو نیازی چوک سے رائیونڈ جائے گا اس کی بھی انشاء اللہ جلد ہی سروس بحال ہو جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاہ جی! اب ٹھیک ہے مطمئن ہو گئے ہیں؟ اگلا سوال نمبر 1028 ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی pending کیا جائے۔ اس کو تو میرے خیال میں اب جانے دیں کافی ہو گئی ہے۔ چلیں، پھر دیکھیں گے۔ اگلا سوال جناب آصف محمود صاحب کا ہے۔ وحید گل صاحب! آپ نے ان کو disturb نہیں کرنا میں آپ کو اب دوسری سیٹ پر بھیج رہا ہوں اب آپ پیچھے چلے جائیں مہربانی کریں اور ان کو ذرا آرام سے جواب دینے دیں ان کو آپ مصروف نہ کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1037 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## راولپنڈی: گاڑیوں کو چیک کرنے کے لئے عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1037: جناب آصف محمود: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی شہر میں 13-2012 کے دوران کتنی دھواں چھوڑتی گاڑیوں کے چالان کئے گئے؟

(ب) محکمہ کے پاس دھواں چھوڑتی گاڑیوں کو چیک کرنے کے لئے کتنا عملہ کس کس گریڈ کا موجود ہے، کیا وہ strength کے مطابق پورا ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) راولپنڈی شہر میں 13-2012 کے دوران دھواں چھوڑنے والی 216 گاڑیوں کے چالان کئے گئے۔

(ب) محکمہ کے پاس دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو چیک کرنے کے لئے ایک موٹر موبائل پٹرول انسپکٹر گریڈ 16 اور دو موٹر وہیکل ایگزامینرز گریڈ 11 کے موجود ہیں جو کہ strength کے

مطابق ہیں۔ اس کے علاوہ مقامی ٹریفک پولیس اور انوائرنمنٹ ڈیپارٹمنٹ بھی ایسی گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے رہتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** کوئی ضمنی سوال ہے؟

**جناب آصف محمود:** جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ۔۔۔

**معزز ممبران حزب اختلاف:** جناب سپیکر! گل صاحب کو کہیں کہ یہ سیٹ چھوڑ دیں۔

**جناب محمد وحید گل:** اگر یہ سیٹ بدلنے کا کہیں گے [******] (شور وغل)

**جناب سپیکر:** ایسی بات نہ کی جائے۔ انہوں نے جو بات کی ہے اسے کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ میاں اسلم صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

**جناب عبدالمجید خان نیازی:** جناب سپیکر! یہ لوگ ہمیں باتیں کر رہے ہیں یہ کبھی (ن) میں جاتے ہیں کبھی پی ٹی آئی میں جاتے ہیں۔۔۔

**جناب سپیکر:** مہربانی کریں، مہربانی کریں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔۔۔

**جناب انعام اللہ خان نیازی:** جناب سپیکر! پی ٹی آئی کی لیڈر شپ [********]

**MR SPEAKER:** Order please, Order please.

نہیں۔ خان صاحب! ایسا نہ کہیں یہ اچھی بات نہیں ہے۔ (شور وغل)

خان صاحب! بڑی مہربانی۔ جوش میں ہوش گم ہو جاتے ہیں ایسا نہ کریں۔ (شور وغل)

Order please, Order please. Order in the House.

خان صاحب! آپ ادھر بات کریں، تشریف رکھیں have your seat

**جناب انعام اللہ خان نیازی:** جناب سپیکر! میرا حق بنتا ہے کہ میں ان کی بات کا جواب دوں۔۔۔

**جناب سپیکر:** آپ کی بڑی مہربانی، آپ ایسے نہ کریں۔

**جناب انعام اللہ خان نیازی:** جناب سپیکر! آپ سے request ہے کہ ایوان کو balance میں چلائیں۔ میں ان کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔۔۔

**جناب سپیکر:** انعام اللہ خان نیازی صاحب! آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں۔ جی، نازیبا الفاظ کو ایوان کی کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ (قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

No, don’t do like this. Please be careful both of you.

خان صاحب!آپ ایسے نہ کریں،آپ کی مہربانی ہو گی۔آصف محمود صاحب!آپ اپنا سوال کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال ہے کہ راولپنڈی شہر کے اندر ٹوٹل رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد کتنی ہے؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: انعام اللہ خان صاحب اور مجید نیازی صاحب!آپ دونوں کی بڑی مہربانی،پلیز!آپ ایوان کو چلنے دیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال کیا تھا کہ راولپنڈی شہر کے اندر ٹوٹل رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد بتادیں؟

جناب سپیکر: جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر!انہوں نے جو سوال کیا ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) راولپنڈی شہر میں13-2012 کے دوران کتنی دھواں چھوڑتی گاڑیوں کے چالان کئے گئے؟

(ب) محکمہ کے پاس دھواں چھوڑتی گاڑیوں کو چیک کرنے کے لئے کتنا عملہ کس کس گریڈ کا موجود ہے،کیا وہ strength کے مطابق پورا ہے،اگر نہیں تو کیوں؟انہوں نے یہ سوال کیا تھا لیکن انہوں نے یہ نہیں پوچھا تھا۔یہ نیا سوال بنتا ہے اور اگر یہ نیا سوال دے دیں تو ان کو جواب دے دیں گے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میں نے بڑا simple question کیا ہے کہ راولپنڈی میں ٹوٹل رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد بتادیں۔مجھے نہیں سمجھ آئی کہ جواب کیا آیا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وہ آپ سے رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد پوچھ رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر!یہ کام ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کا ہے اور گاڑیاں ان کے پاس رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔یہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے اور نہ ہی ٹرانسپورٹ کے پاس رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی،مجھے سمجھ نہیں آرہی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ گاڑیاں ایکسائز ڈیپارٹمنٹ میں رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ گاڑیوں کی رجسٹریشن ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے، ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ نہیں کرتا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! معذرت کے ساتھ مجھے سمجھ نہیں آئی، بہر حال میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پورے سال کے دوران کیا راولپنڈی شہر کے اندر صرف 216 ایسی گاڑیاں تھیں جو دھواں چھوڑ رہی تھیں؟ میں انہیں ایک شاہراہ مری روڈ پر لے جاتا ہوں، یہ میرے ساتھ آدھا گھنٹہ کھڑے ہو جائیں اور اس آدھے گھنٹے میں چار سے سولہ گاڑیاں گنوا دوں گا جو دھواں چھوڑتی وہاں سے گزریں گی۔

جناب سپیکر! دوسرا میرا ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے مجھے سوال کے جز (ب) میں عملہ کا بتایا ہے کہ 1 سے 16 گریڈ کا موٹر موبائل کنٹرول انسپکٹر اور 11 گریڈ کے دو examiners ہیں۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ یہ کوئی تین رکنی عملہ ہے جو پورے شہر کو examine کر رہا ہے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: جی، آرڈر پلیز! مجھے بات سننے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو چار ڈیپارٹمنٹ چیک کرتے ہیں اور میں عرض کرنا چاہوں گا کہ 13-2012 کے دوران دھواں چھوڑنے والی 216 گاڑیوں کے چالان کئے اور ان گاڑیوں کے مالکان کو 4 ہزار 5 سو روپے جرمانہ کیا گیا؟ اسی طرح 14-2013 میں دھواں چھوڑنے والی 185 گاڑیوں کے چالان کئے گئے اور ان کو جرمانہ کیا گیا۔ اس میں صرف ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ نہیں، اس میں environment بھی آتا ہے، ڈسٹرکٹ پولیس بھی آتی ہے اور ٹریفک پولیس بھی آتی ہے۔ میں اس حوالے سے سب سے بڑی بات کرنا چاہوں گا کہ یہ اوگرا کا کام بھی ہے کہ وہ بھی پٹرول پمپ چیک کرے جہاں سے گاڑیوں میں پٹرول اور ڈیزل ڈلتا ہے۔ ان کو بھی چیک کیا جائے اس سے بھی دھواں چھوڑنے میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں جز (الف) پر ضمنی سوال کرنا چاہوں گی کہ یہ دھواں چھوڑتی گاڑیوں کے حوالے سے تو پوری دنیا میں ایک سسٹم ہے کہ annually ان گاڑیوں کو پاس کیا جاتا

ہے اور دھواں چھوڑتی گاڑیوں کو روڈ پر آنے کی اجازت نہیں ہوتی تو ہمارے ہاں محکمہ نے ایسا کیا لائحہ عمل تیار کیا ہوا ہے ؟کیونکہ ہمارے ہاں ہزاروں اور لاکھوں گاڑیاں دھواں چھوڑتی ملیں گی جن سے انتہائی خطرناک pollution نکلتی ہے جو کہ انسانی صحت کے لئے انتہائی مضر ہے تو وہ سڑکوں پر کیسے چل سکتی ہیں؟اس کے علاوہ میں request کرنا چاہوں گی کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے جو بھی غیر پارلیمانی زبان دونوں طرف سے استعمال ہوئی ہے اس کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ کو حذف کرنے کا تو میں نے پہلے کہہ دیا تھا کہ ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو بند کیا جاتا ہے۔تاوقتیکہ وہ اپنی گاڑی کو درست نہ کر لیں۔اس وقت تک اس گاڑی کو ٹھیک نہیں کروایا جاتا،اس کو جرمانہ بھی ہوتا ہے اور گاڑیوں کو بند بھی کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! گاڑیوں کی annually inspection کا کوئی لائحہ عمل ہے ؟ کیا گاڑیوں کی annually inspection ہوتی ہے کیونکہ آج تک میری کسی گاڑی کی inspection نہیں ہوئی ؟

جناب سپیکر: جی، آپ نے ان کی گاڑی کی inspection کیوں نہیں کروائی ؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس میں حکومت کو ایک suggestion دی جا سکتی ہے جو کہ ساری دنیا کے اندر کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کریں، suggestion بعد میں دینا۔اگر ضمنی سوال ہے تو آپ ضرور کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہی ہے کہ کیا حکومت نے گاڑیوں کے smoke test کے لئے کوئی سسٹم بنایا ہے یا نہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! آگے سوال آرہا ہے جو اس سسٹم کے حوالے سے ہے۔جب آگے سوال آتا ہے تو میں اس میں تفصیل سے بات کروں گا۔ہر چھ ماہ کے بعد گاڑیوں کو چیک بھی کیا جاتا ہے اس کی inspection بھی ہوتی ہے۔اگر وہ چلنے کے قابل نہیں ہوتیں تو ان کو certificate جاری نہیں کیا جاتا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں صرف کمرشل گاڑیوں کے بارے میں نہیں پوچھ رہا بلکہ میں پوچھ رہا ہوں کہ سب گاڑیوں کے لئے ایک سسٹم ہوتا ہے۔ آپ کو موٹر سائیکل نظر آتے ہیں، رکشے نظر آتے ہیں، چنگ چی نظر آتی ہیں اور لوگوں کی گاڑیاں نظر آتی ہیں جس میں سے دھواں ہی دھواں نکل رہا ہے کیونکہ یہ environment کے لئے بہت خراب ہے اور اس کا smoke test ہوتا ہے تو میں پوچھ رہا ہوں کہ حکومت نے اس کا کوئی لائحہ عمل بنایا ہے یا بنانا چاہتی ہے یا نہیں۔ دنیا کہاں سے کہاں جاری ہے اور ہم ابھی تک smoke test نہیں کر سکے۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: جی، ان کو بات سننے دیں۔ انہوں نے جواب دینا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! اب دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے لئے نیا سسٹم آ رہا ہے اور عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! مینوں پرچی دے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر ان کو پرچی چاہئے تو پھر پرچی دے دیں گے۔۔۔

**MR SPEAKER:** Sorry, no interfere, no cross talk.

جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! گاڑی کو routine کے مطابق چیک کیا جاتا ہے جو چلنے کے قابل نہیں اور دھواں چھوڑ رہی ہیں ان کے certificate cancel بھی کئے جاتے ہیں اور گاڑیوں کو bound بھی کیا جاتا ہے ان کو اس وقت تک دوبارہ certificate نہیں دیا جاتا۔ جب تک وہ اپنی گاڑی کو درست نہ کروا لے۔ جہاں تک یہ smoke کی بات کر رہے ہیں، ہمارے پاس وہ سسٹم ہے، بلکہ اب جو نئی گاڑیاں آ رہی ہیں ان میں وہ سسٹم لگ کر آ رہا ہے۔ عنقریب ہمارے پاس ایک نیا سسٹم بھی آ رہا ہے اور یہ سسٹم کب تک آئے گا اور اس سسٹم کا نام کیا ہے جیسے ہی وہ آیا میں معزز ممبر کو بتا دوں گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا سوال smoke system کے بارے میں تھا، یہ سوال نہیں تھا کہ نئی گاڑیوں میں smoke system لگ کر آ رہا ہے یا نہیں، گاڑیوں میں smoke system لگ کر نہیں آتا بلکہ کسی بھی جگہ پر یا ورکشاپ میں smoke system check کرنے کی ایک مشین ہوتی ہے، جس کو گاڑی کے سائلنسر کے ساتھ چیک کرتے ہیں کہ ریس دینے پر گاڑی کتنا دھواں دے

رہی ہے۔ میں تو اس سسٹم کا پوچھ رہا ہوں کہ ہم نے اس سسٹم کو install کرنے کی تیاری شروع کی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر مراد راس کی بات کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! وہ سسٹم شروع ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ یہ سسٹم کس location پر موجود ہے کیونکہ میں اپنی گاڑی وہاں لے کر جانا چاہتا ہوں۔ مجھے بتائیں کہ کس location پر یہ سسٹم پڑا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: آپ سوچ سمجھ کر جواب دیں، کسی کے کہنے پر جواب نہ دیں۔ مہربانی کریں اپنے طور پر جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ سے معلوم کر کے ان کو بتا دوں گا اور ان کو چیک بھی کروا دوں گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! serious issue ہے اور اس کو کتنا lightly لیا جا رہا ہے، environment ایک serious issue ہے کیونکہ ہر روز یہاں پر smoke پھیلائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ اس پر کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان کو ابھی تک یہ نہیں پتا کہ smoke system ان کے پاس موجود ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کی location کدھر ہے؟

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 1425 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## لاہور: شمالی لاہور کی آبادی کے تناسب سے ٹرانسپورٹ کی فراہمی کی تفصیلات

*1425: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شمالی لاہور میں آبادی کے لحاظ سے چلنے والی بسیں اور ویگنیں انتہائی کم ہیں؟

(ب) کیا حکومت شمالی لاہور میں آبادی کے لحاظ سے بسوں اور ویگنوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) شمالی لاہور کے لئے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی مختلف ویگن اور بس روٹس چلارہی ہے اور مزید روٹس پر عوام الناس کو سفری سہولیات دینے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔

(ب) شمالی لاہور کی طرف جانے والے تمام ویگن اور بس کے روٹس پر لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی عوام الناس کو سفری سہولیات دینے کے لئے اقدامات کررہی ہے اور مزید سروے کروائے جارہے ہیں تاکہ پبلک ٹرانسپورٹ کی مطلوبہ تعداد متعین کرکے چلائی جاسکے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ میں نے جز (الف) میں یہ پوچھا تھا کہ شمالی لاہور میں آبادی کے لحاظ سے چلنے والی بسیں اور ویگنیں انتہائی کم ہیں، ڈیپارٹمنٹ نے اس میں جواب دیا ہے کہ مختلف ویگنیں اور بسیں اپنے روٹ پر چل رہی ہیں اور عوام کو مزید سفری سہولتیں دینے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔ اسی سوال کے متعلقہ پہلے بھی ایک سوال آیا ہے جس میں ڈیپارٹمنٹ نے اس بات کا اظہار کیا اور اقرار بھی کیا کہ وہاں پر ہم بسیں نہیں چلا پارہے جبکہ میرے سوال کے جواب میں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم بسیں چلا رہے ہیں۔ پہلے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے بتادیں کہ اس روٹ پر آپ کون سی بسیں چلارہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہی ہیں کہ اس روٹ پر آپ کون سی بسیں چلارہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! 2006 کے سروے کے مطابق پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے مختص کردہ 53 روٹوں میں سے شمالی لاہور کے لئے چار روٹوں کے لئے بسیں خریدی گئی تھیں اور حالیہ دنوں میں 63 بسیں اور دس سے پندرہ مزدے یعنی منی بسیں چلادی گئی ہیں ہم نے ان چار روٹوں اور 12 بسوں کا target رکھا ہوا ہے، جب یہ target مکمل ہوجائے گا تو بسیں بھی چلادی جائیں گی۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ ابھی ایک پچھلے سوال کے اندر ڈیپارٹمنٹ نے یہ جواب دیا تھا کہ ہم تو رکشا مافیا کے آگے بے بس ہوگئے ہیں لیکن میرے سوال کے

جواب میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم بسیں چلا رہے ہیں۔ ہم شمالی لاہور کے رہنے والے لوگ ہیں میرے خیال میں وہاں پر بسیں نہیں چل رہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب اپنے محکمہ کو represent کر رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہمارے ساتھ جا کر خود سروے کر لیں اور ہمیں بتائیں کہ اس روٹ پر کون سی بسیں چل رہی ہیں یا پھر انہوں نے سلیمانی ٹوپی پہن رکھی ہے جو چھپ چھپ کر اس روٹ پر چلتی رہتی ہیں۔ میں آپ سے یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب تو شریف آدمی ہیں، اس پورے سوال نامے میں ڈیپارٹمنٹ نے جتنی ڈھٹائی کے ساتھ اور بے جگری کے ساتھ جوابات دیئے ہیں، میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس پر action لیں۔

جناب سپیکر: غلط جواب ہو گا تو اس پر ضرور action ہو گا۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! آپ میرے سوال کا جواب دیکھ لیں اور پچھلے سوال کا جواب بھی لے لیں، دونوں کو پڑھ لیں تو آپ کو بات سمجھ آ جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو جواب اس book میں لکھا ہوا ہے وہ آپ کو بھی پتا ہے، تمام پارلیمنٹیرین کو بھی پتا ہے، ہمارے جوابات کا ذریعہ تو ڈیپارٹمنٹ ہی ہے، وہاں سے جو جواب آنا ہے ہم نے تو وہی دینا ہے۔ اس کے باوجود اگر کسی سوال کا جواب غلط آیا ہے تو آپ جو بھی action propose کریں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ شمالی لاہور ہمارا پرانا شہر ہے، وہاں سروے بھی کروایا گیا ہے وہاں پر جو 12 بسیں آنی تھی وہ میسر نہیں ہو سکیں اس لئے وہاں پر منی بسیں یعنی مزدے اور ٹیوٹا وغیرہ چلا دیئے گئے ہیں۔ اس کے باوجود ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہاں پر سروس کو بحال کیا جائے۔ میں اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں اور کوشش بھی کر رہے ہیں، میں نے اس سلسلے میں ڈیپارٹمنٹ کو حکم بھی جاری کیا ہے کہ آپ ان روٹوں کو بحال کریں۔ اسمبلی میں کھڑے ہو کر ہم نے جواب دینا ہوتا ہے آپ نے جواب نہیں دینا ہوتا، میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ جس کی طرف سے

بھی غلط جواب آیا، اس کے خلاف action ہو گا اور جو بھی action ہو گا وہ اسمبلی میں quote کیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

**ملک محمد احمد خان:** جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

**ڈاکٹر سید وسیم اختر:** جناب سپیکر! سوال نمبر 2218 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## لاہور: میٹرو بس کے ٹریک کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*2218: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں تعمیر کئے گئے میٹرو بس کے ٹریک کی تعمیر کو کتنے phase میں تقسیم کیا گیا ہر phase پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی، علیحدہ علیحدہ بیان فرمائیں؟

(ب) کیا میٹرو بس ٹریک کی تعمیر کا منصوبہ مالی سال 13-2012 کے بجٹ میں رکھا گیا، اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر اس کے لئے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس منصوبہ کو ریکارڈ مدت میں مکمل کیا گیا یہ خطیر رقم جو کہ اس کی تعمیر پر صرف ہوئی، کہاں کہاں سے reappropriate کر کے اکٹھی کی گئی، اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):**

(الف) لاہور میں تعمیر کئے گئے میٹرو بس کے ٹریک کی تعمیر کو بشمول بس ڈپوز 9 حصوں (phases/packages) میں تقسیم کیا گیا جس کی تفصیل بمعہ خرچ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! اس منصوبہ کے لئے حکومت پنجاب نے مختلف ڈیپارٹمنٹس کو فنڈز فراہم کئے تھے اس لئے بجٹ میں رکھے گئے کل فنڈز کے متعلق معلومات پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ سے لی جانی مناسب ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اس منصوبہ کو ریکارڈ مدت میں مکمل کیا گیا۔ جز کا بقیہ حصہ TEPA سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال میں پوچھا تھا کہ کیا میٹرو بس ٹریک کی تعمیر کا منصوبہ مالی سال 13-2012 کے بجٹ میں رکھا گیا تھا، کیونکہ مالی سال 13-2012 کے بجٹ کے اندر اس منصوبے کا کوئی وجود نہیں تھا۔ میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ آیا یہ 13-2012 کے مالی سال کے بجٹ میں موجود تھا؟ محکمہ نے جو جواب دیا ہے وہ ایسا گول مول کرکے دیا ہے۔ جی، ہاں! اس منصوبے کے لئے حکومت پنجاب نے مختلف ڈیپارٹمنٹ کو جو فنڈز فراہم کئے تھے، میں آپ کے توسط سے ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیا جواب ہے؟ میں نے تو دوٹوک سوال پوچھا تھا کہ یہ مالی سال 13-2012 کے بجٹ میں رکھا گیا تھا یا نہیں رکھا گیا تھا، اگر رکھا گیا تھا تو کہہ دیں کہ رکھا گیا تھا، اگر نہیں رکھا گیا تو کہہ دیں نہیں رکھا گیا تھا درمیان میں ہم نے اس معاملے کو take up کیا ہے۔ یہ ایک clear جواب دے دیں، میں اگلی بات اس کے بعد کروں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! 13-2012 کے متعلق میں چیک کرکے بتاتا ہوں۔ میرے پاس محکمہ منصوبہ بندی وترقیات کا لیٹر موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے مجھے تو سمجھ لینے دیں کہ یہ لیٹر آپ کو پی اینڈ ڈی سے ملا ہے یا کسی اور ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ملا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! یہ لیٹر پی اینڈ ڈی کی طرف سے ملا ہے، کہتے ہیں تو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ یہ کاپی ان کو پہنچا دیں، بس ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سوال کے جواب میں انہوں نے clear cut کیوں نہیں لکھا، جواب کے اندر لکھنا چاہئے تھا، یہ سال 13-2012 کے منصوبے میں شامل تھا، مجھے یہ کاغذ دکھا دیں پتا نہیں کہاں سے لے کر آئے ہیں۔

(اس مرحلہ پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ نے پی اینڈ ڈی
کا لیٹر ڈاکٹر سید وسیم اختر کو فراہم کیا)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب! تھوڑی سی رعایت کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں رعایت کیا کروں، میں تو دو ٹوک جواب پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہاں رعایت ہو سکتی ہے اور نہ ہی کوئی کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس منصوبے کی ایوان میں جو تفصیل پیش کی ہے، اس کے مطابق اس منصوبے کے کوئی دس phases بنائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: دس؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جی، ہاں! میٹرو بس منصوبے کے دس phases بنائے گئے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ بھی میں بیان کر دیتا ہوں کہ اس منصوبے کو اس لئے اتنے زیادہ phases میں تقسیم کیا گیا ہے کہ اتنی مالیت کے منصوبے کو منظور کرنے کی اتھارٹی پی اینڈ ڈی یا فنانس ڈیپارٹمنٹ یا گورنمنٹ آف پنجاب کے پاس نہیں تھی اس لئے یہ معاملہ ECNEC کے اندر جاتا ہے۔ ملی بھگت کر کے یہ phases بنائے گئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو phases بنائے ہیں یہ کس لئے بنائے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ڈاکٹر صاحب پوچھ رہے ہیں کہ یہ phases کیسے بنائے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! یہ سوال تین حصوں میں تقسیم ہے ایک حصے میں پوچھا گیا ہے کہ لاہور میں میٹرو بس کے ٹریک کی تعمیر کو کتنے phases میں تقسیم کیا گیا اور ہر phase پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی علیحدہ علیحدہ بیان فرمائیں۔ اس کے جواب میں لکھا ہے کہ لاہور میں تعمیر کئے گئے میٹرو بس کے ٹریک کی تعمیر کو بشمول بس ڈپوز 9 حصوں (phases/packages) میں تقسیم کیا گیا ہے جس کی تفصیل لف ہے۔ انہوں نے جو اس کے اخراجات مانگے ہیں میں ان کی تفصیل ان کو دے دیتا ہوں۔ معزز ممبر جز (ب و ج) کی بات کر رہے ہیں کہ یہ پیسے کہاں کہاں سے آئے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ سوال ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا نہیں بنتا کیونکہ یہ پی اینڈ ڈی کا ہے اس کے بعد ایل ڈی اے کا ہے جسے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ own کرتا ہے انہی سے اس کا جواب لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب جو جواب دے رہے ہیں اب اگر میں یہ سوال پی اینڈ ڈی کے نام لکھ کر دوں گا تو وہ یہ جواب دیں گے کہ چونکہ یہ ٹرانسپورٹ کا ہے اور انہوں نے ہی میٹرو کا یہ منصوبہ بنایا ہے لہٰذا یہ ان سے پوچھیں۔ میں آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ

جو اربوں روپے کا منصوبہ ہے اس میں جنوبی پنجاب کے بہت سارے منصوبوں کو قتل کیا گیا اور ان کا خون اس میں شامل ہے، reappropriate کر کے وہاں سے رقم لا کر یہاں اس میٹرو بس منصوبے میں لگائی گئی ہے۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ انہوں نے تو بڑی چکر بازی کر کے کہا کہ یہ TEPA سے متعلق نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو ایسے نہ کہیں کہ چکر بازی کر کے کہا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ یہ direction دے دیں کہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ میں نے جو ضمنی سوال کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بڑے طریقے سے slip پر کھیلا اور کہا کہ یہ ہمارے سے متعلق نہیں۔ ظاہر ہے میٹرو بس کا منصوبہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کے under ہی مکمل ہوا ہے۔ سوال کے جز (ج) میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے متعلق نہیں ہے لہذا میری گزارش ہے کہ آپ direction جاری کر دیں کہ جب اس کا وقت آئے گا تو TEPA اس کا جواب دے دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اگر آئندہ کوئی سوال آپ سے متعلقہ نہ ہو تو جس ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہو گا آپ اس کو بھجوا دیا کریں گے۔ یہ سوال ان کو refer کریں اور جواب منگوائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ سوال refer ہو گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل refer ہو گیا۔ یہ جس ڈیپارٹمنٹ سے بھی متعلقہ ہے اسے بھجوائیں۔ ڈاکٹر صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2501 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## لاہور: بند روڈ پر بس اڈوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2501: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بند روڈ لاہور کے ارد گرد کتنے بس سٹینڈ قائم کرنے کی منظوری دی گئی ہے یہ بس سٹینڈز کس کس کلاس کے ہیں ان بس سٹینڈز پر مسافروں کے لئے کم از کم کن سہولیات کی فراہمی لازمی قرار دی جاتی ہے کیا کسی بس سٹینڈ کی کم از کم سہولیات فراہم نہ کرنے پر اجازت منسوخ کی گئی ہے مسافروں کو سہولیات کی لازمی فراہمی کی نگرانی کے لئے کیا انتظام ہے؟

(ب) پرائیویٹ بس سٹینڈ ہولڈر ہر بس سے فی پھیرا کتنی اڈا فیس وصول کرنے کا مجاز ہے۔کیا یہ درست ہے کہ ہر پرائیویٹ بس سٹینڈ مقررہ اڈا فیس سے کئی گنا زیادہ اڈا فیس وصول کرتے ہیں؟

(ج) جنرل بس سٹینڈ اور پرائیویٹ بس سٹینڈز پر بسوں کی بروقت روانگی کے لئے کیا اہتمام ہے؟

**پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):**

(الف) بند روڈ کے ارد گرد اس وقت 9 منظور شدہ سٹینڈز ہیں جن میں سے سات عدد پرائیویٹ ڈی کلاس جبکہ دو عدد سی کلاس سٹینڈ ہیں ان تمام سٹینڈز پر مسافروں کی سہولت کے لئے انتظار گاہیں، بیت الخلاء، پینے کے پانی کی فراہمی اور رات کے اوقات میں روشنی کا انتظام ہونا لازمی ہے اور تمام منظور شدہ اڈوں پر یہ سہولیات بہم میسر ہیں اور آج تک کوئی سٹینڈ سہولیات کی عدم فراہمی کی بناء پر منسوخ نہ کیا گیا ہے جبکہ ان سہولیات کی نگرانی DRTA فیلڈ سٹاف وقتاً فوقتاً اور سیکرٹری DRTA بوقت سالانہ تجدید لازماً کرتے ہیں۔

(ب) پرائیویٹ بس سٹینڈ (ڈی کلاس) کے لئے اڈا فیس مقرر شدہ ہے اور نہ ہی سٹینڈ ہولڈر اڈا فیس وصول کرنے کے مجاز ہیں کیونکہ وہاں سے وہ صرف اپنی کمپنی کی گاڑیاں چلاتے ہیں۔ جبکہ سی کلاس سٹینڈز پر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اڈا فیس وصول کرنے کی مجاز ہے۔

(ج) جنرل بس سٹینڈ پر "پہلے آئیے پہلے جائیے" کے اصول کے تحت گاڑیوں کی روانگی کا انتظام ہے جبکہ پرائیویٹ اڈا مالکان اپنے اڈا کی ساکھ کی بہتری کے لئے اور مسافروں کے لئے زیادہ پر کشش سفر کی سہولت کے لئے عموماً اپنی بسیں مقررہ وقتوں پر روانہ کرتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں جواب دیا ہے کہ پرائیویٹ بس سٹینڈ ڈی کلاس کے لئے اڈا فیس مقرر شدہ ہے اور نہ ہی سٹینڈ ہولڈر اڈا فیس وصول کرنے کے مجاز ہیں کیونکہ وہاں سے وہ صرف اپنی کمپنی ہی کی گاڑیاں چلاتے ہیں۔محکمے نے جو جواب دیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! آپ میرے لئے قابل احترام ہیں میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں۔آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اس ایوان کا تقدس قائم رکھنا آپ کی بھی ذمہ داری ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! اگر میرے خلاف کوئی بات کرے گا تو اس کا جواب دینے کا تو میرا حق بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل آپ کا حق بنتا ہے لیکن آپ سینئر ہیں اس لئے آپ کو تھوڑا سا حوصلہ کرنا چاہئے۔ شکریہ۔ڈاکٹر صاحب! آپ اپنا سوال repeat کر دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محکمے نے جز(ب) میں جواب لکھا ہے کہ اس کی کوئی اڈا فیس مقرر ہے نہ ہی سٹینڈ ہولڈرز اڈا فیس وصول کرنے کے مجاز ہیں کیونکہ وہاں سے وہ صرف اپنی کمپنی کی گاڑیاں چلاتے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ حقائق اس طرح نہیں ہیں۔اس میں جو ڈی کلاس سٹینڈ مقرر ہیں یہاں سے مختلف کمپنیوں کی گاڑیاں چلتی ہیں اور جس کے نام بھی یہ ڈی کلاس سٹینڈ ہے وہ ان سے اڈا فیس بھی وصول کرتے ہیں۔ میں نے یہ عرض کی ہے کہ محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ درست نہیں ہے۔اڈے پر پرائیویٹ کمپنیوں کی دوسری گاڑیاں بھی چلتی ہیں اور وہ ان سے باقاعدہ اڈا فیس وصول کرتے ہیں لیکن محکمے نے کہا ہے کہ ایسا نہیں ہے اور اڈا فیس وصول نہیں کی جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ڈاکٹر صاحب کا یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میرے سوال نمبر 3202 کو pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوال نمبر 3202 کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

## نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

### ملتان شہر میں بسیں چلانے کے لئے غیر ملکی اداروں سے ایگریمنٹ کی تفصیلات

*436: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ملتان شہر میں 2011 سے اب تک بسیں اور دیگر ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے کس کس ملکی / غیر ملکی ادارے سے ایگریمنٹ کیا گیا، ان کے نام و پتاجات بتائیں؟

(ب) آج تک کتنی بسیں کس کس اڈا پر اس عرصہ کے دوران چلی ہیں ان کی تعداد علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(ج) آج تک مذکورہ عرصہ میں حکومتی خزانہ سے کتنی رقم اس مقصد کے لئے خرچ ہوئی ہے؟

(د) حکومت نے کتنی رقم بسوں کی خرید میں بطور سبسڈی کس کس فرم کو دی ہے، فی بس کتنی رقم سبسڈی دی گئی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ملتان شہر میں 2011 سے اب تک کسی غیر ملکی ادارے سے ایگریمنٹ نہ کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ملکی بس کمپنی فیصل موورز ایکسپریس کی طرف سے دس عدد بسیں اولڈ جی ٹی ایس سٹینڈ ڈیرہ اڈا ملتان سے چلائی گئی ہیں۔

(ب) ابراہیم اینڈ کمپنی کی 64 بسیں جنرل بس سٹینڈ ملتان، خان برادرز کی 70 بسیں اولڈ جی ٹی ایس سٹینڈ ڈیرہ اڈا ملتان اور فیصل موورز ایکسپریس کی دس بسیں اولڈ جی ٹی ایس سٹینڈ ڈیرہ اڈا ملتان سے چل رہی ہیں۔

(ج) بس کی قیمت کا بیس فیصد حکومت نے ادا کیا۔

(د) بیس فیصد بنیادی سرمایہ کاری پر رقم جو انہوں نے ادا کی ہے اس پر بیس فیصد منافع متعین کیا گیا ہے۔

### ملتان: اولڈ سٹیزن اور معذور افراد کے لئے رعائتی کارڈ جاری کرنے کی تفصیلات

*437: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ملتان شہر میں اربن ٹرانسپورٹ پر سفر کرنے والے اولڈ سٹیزن اور معذور افراد کے لئے رعائتی کارڈ جاری کرنے کا اعلان کیا تھا اس سلسلہ میں ملتان شہر میں کتنے فری سفری کارڈ جاری کئے گئے اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) کیا حکومت ملتان میں طلباء و طالبات کے لئے بھی تمام کیٹیگری کی ٹرانسپورٹ میں سفر کے لئے سٹوڈنٹ کارڈ جیسا کہ پہلے جاری کئے گئے تھے، جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب ملتان شہر میں طلباء و طالبات کے لئے بھی خادم اعلیٰ پنجاب گرین کارڈ سکیم چلا رہی ہے اس ضمن میں ڈی سی او ملتان کو کارڈ بنانے کی مشین بھی مورخہ 26.06.2013 کو فراہم کر دی گئی تھی۔

## لاہور: بس سٹینڈ سکندریہ کالونی بند روڈ پر مسافروں کو سہولیات فراہمی کی تفصیلات

*2502: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے قائم کردہ بس سٹینڈ سکندریہ کالونی بند روڈ میں مسافروں کو کیا کیا سہولیات مہیا کی گئی ہیں؟

(ب) اس سٹینڈ سے اڈا فیس کی مد میں کتنے روپے فی بس وصول کئے جاتے ہیں روزانہ کتنی بسیں اس بس سٹینڈ سے روانہ ہوتیں ہیں؟

(ج) کیا اس بس سٹینڈ کو جنرل بس سٹینڈ سے ملانے کے لئے کوئی براہ راست شٹل سروس شروع کی گئی ہے؟

(د) اس بس سٹینڈ سے کن کن اہم شہروں کے لئے بسیں روانہ ہوتی ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر انتظام، سٹی بس ٹرمینل سکندریہ کالونی بند روڈ کو جدید ترین سہولیات سے مزین کیا گیا ہے جس میں لیڈیز ائر کنڈیشنڈ ویٹنگ ہال، جنٹس ائر کنڈیشنڈ ویٹنگ ہال، واش رومز برائے لیڈیز و جنٹس، بکنگ کاؤنٹرز، کنٹین، پارکنگ سٹینڈز، نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد اور مسافروں کو لمحہ بالمحہ ملکی حالات سے باخبر رکھنے کے لئے ویٹنگ ہالز

میں جدید ترین LCDs اور مسافروں کی جان و مال کی حفاظت کی خاطر / سکیورٹی پوائنٹ آف ویو کے پیش نظر CCTV کیمرہ جات نصب کئے گئے ہیں۔

(ب) سٹی بس ٹرمینل سکندریہ کالونی بند روڈ سے آپریٹ ہونے والی گاڑیوں سے اڈا فیس مبلغ۔/500 روپے فی کس فی پھیرا وصول کی جاتی ہے اور تقریباً 430 گاڑیاں روزانہ آپریٹ ہوتی ہیں۔

(ج) اس بس سٹینڈ سے ملانے کے لئے کوئی براہ راست شٹل سروس شروع نہیں کی تاہم جنرل بس سٹینڈ سے سکندریہ بس سٹینڈ کے لئے LTC کی سروس جاری و ساری ہے۔

(د) سٹی بس ٹرمینل سکندریہ کالونی بند روڈ سے ملتان، بہاولپور، فیصل آباد، بورے والا، وہاڑی کے لئے گاڑیاں آپریٹ ہو رہی ہیں۔

## ضلع ساہیوال: فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2735: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں 13-2012 کے دوران کتنا فنڈز کس کس مد کے لئے فراہم کیا گیا؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے گئے اور ان سے محکمہ کو کتنی آمدنی ہوئی؟

(ج) مذکورہ ضلع میں اس عرصہ کے دوران عوام کو ٹرانسپورٹ کی کیا کیا سہولیات فراہم کی گئیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مالی سال 13-2012 کے دوران دفتر سیکرٹری DRTA ساہیوال کو مبلغ 18 لاکھ 13 ہزار روپے برائے تنخواہ ملازمین و دیگر اخراجات فراہم کئے گئے۔

(ب) سال 13-2012 میں کل پرمٹ (1719) جاری کئے گئے اور ان سے محکمہ کو 55 لاکھ 69 ہزار روپے آمدنی ہوئی۔

(ج) روٹ پرمٹ کے جاری ہونے سے گاڑیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور عوام کو بہترین سفری سہولیات میسر آئیں۔

علاوہ ازیں سی اور ڈی کلاس سٹینڈز میں مسافروں کے لئے بنیادی سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا۔ غیر قانونی نصب کئے گئے سی این جی سلنڈرز کو گاڑیوں سے اتروایا گیا اور عوام کو محفوظ سفر کی سہولیات کو یقینی بنایا گیا۔

## لاہور: محکمہ ٹرانسپورٹ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*3182: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے پراونشل لیول اور ڈسٹرکٹ لیول کے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟

(ب) پراونشل لیول کے دفاتر کی عمارات کہاں کہاں ہیں اور ان میں کون کون سے فرائض سرانجام دیئے جاتے ہیں؟

(ج) ان پراونشل دفاتر کے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے اخراجات بتائیں؟

(د) ان دفاتر کی ان دو سالوں کی آمدن اور آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں، تفصیل مد وار بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے پراونشل level کا ایک اور ڈسٹرکٹ level کے پانچ دفاتر موجود ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ سیکرٹری پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، II۔ایجرٹن روڈ، لاہور

2۔ سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، II۔ایجرٹن روڈ، لاہور

3۔ دفتر موٹر وہیکلز ایگزامینر، اڈا بادامی باغ، لاہور

4۔ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی، لبرٹی گول چکر، گلبرگ، لاہور

5۔ میٹرو بس اتھارٹی، ارفع کریم ٹاور، فیروز پور روڈ، لاہور

(ب) دفتر سیکرٹری پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، II۔ایجرٹن روڈ لاہور میں واقع ہے اور اس دفتر میں جو کام سرانجام دیئے جاتے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 میں دیئے گئے قوانین پر عمل کرنا اور کروانا اور ان قوانین کی پاسداری کرنا۔

2۔ ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز کے کام اور پالیسیز کو ہم آہنگ اور مربوط کرنا۔

3۔ مختلف ذیلی دفاتر کے درمیان تنازع اور غیر حل شدہ مسائل کو حل کرنا۔

4۔ انٹر ڈسٹرکٹ اور انٹر پراونشل روٹس کی کلاسیفکیشن کرنا۔

5۔ انٹر پراونشل روٹس پر AC وہیکلز اور Goods Long وہیکلز کے روٹ پرمٹ قانون کے مطابق جاری کرنا۔

6۔ موٹر کیب رکشا کے بنانے والوں اور درآمد کنندگان کو قانون کے مطابق اجازت دینا۔

7۔ تمام صوبہ پنجاب میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کے تمام ذیلی دفاتر کو روٹ پرمٹ اور فٹنس سرٹیفکیٹ کی مد میں جو ٹارگٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے دیا گیا ہوتا ہے اس کے حصول کو یقینی بنانا۔

(ج) دفتر پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے اخراجات جو تنخواہوں اور contingent bills کی مد میں خرچ کئے گئے ہیں درج ذیل ہیں۔

| | سال | اخراجات |
|---|---|---|
| 1۔ | 2011-12 | 27,829,348 |
| 2۔ | 2012-13 | 25,679,319 |

(د) دفتر پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کی آمدن مندرجہ ذیل ہیں:

| | سال | آمدن |
|---|---|---|
| 1۔ | 2011-12 | 406,652,950 |
| 2۔ | 2012-13 | 502,351,330 |

آمدن کے ذرائع مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) روٹ پرمٹ فیس (ب) کمرشل گاڑیوں کی پاسنگ فیس (پ) سی کلاس اور ڈی کلاس سٹینڈز لائسنس فیس (ت) باڈی بلڈنگ ورکشاپس لائسنس فیس (ٹ) گڈز فارورڈنگ ایجنسیز لائسنس فیس (ث) چالانوں کی مد میں جرمانہ وغیرہ۔

## راولپنڈی: ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی طرف سے فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*4086: **ملک تیمور مسعود:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راولپنڈی میں بے شمار پبلک ٹرانسپورٹ کی گاڑیاں مختلف روٹوں پر چل رہی ہیں جن کے پاس آر ٹی اے کی طرف سے فٹنس سرٹیفکیٹ نہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بے شمار fake فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے ہیں جبکہ ان سے متعلق گاڑیوں کا وجود ہی نہیں؟

(ج) سال 2013 اور 2014 میں متعلقہ ادارے نے کتنی گاڑیوں کے خلاف بغیر فٹنس سرٹیفکیٹ پر کارروائی کی اور کتنے فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کئے جن سے متعلق گاڑیاں exist ہی نہیں کرتیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ راولپنڈی شہر میں بغیر فٹنس سرٹیفکیٹ چلنے والی گاڑیوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے محکمہ ٹرانسپورٹ کے فیلڈ سٹاف، ایم ایم پی آئی اور موٹر وہیکلز ایگزامینر ایسی گاڑیوں کے خلاف موٹر وہیکلز آرڈیننس کے تحت قانونی کارروائی عمل میں لاتے ہیں اور ایسی گاڑیوں کے چالان کر کے ان گاڑیوں کو متعلقہ پولیس سٹیشن میں بند کر دیا جاتا ہے اور جب تک گاڑی کا مالک فٹنس سرٹیفکیٹ حاصل نہ کر لے اس وقت تک گاڑی کو چھوڑا نہیں جاتا اور قبضہ میں لئے ہوئے کاغذات بھی واپس نہیں کئے جاتے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ کسی بھی fake گاڑی کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری نہ کیا گیا ہے۔

(ج) سال 2013 میں 5,693 اور سال 2014 میں 2,974 گاڑیوں کے خلاف فٹنس سرٹیفکیٹ نہ رکھنے کی بنیاد پر کارروائی عمل میں لائی گئی اور کسی ایسی گاڑی کو جو exist نہ کرتی ہو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری نہ کیا جاتا ہے۔

## راولپنڈی سے ٹیکسلا کی ویگن کے کرایہ سے متعلقہ تفصیلات

*4087: ملک تیمور مسعود: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی طرف سے راولپنڈی سے ٹیکسلا کا ویگن میں فی سواری کرایہ 40 سے 45 روپے مقرر ہے مگر کرایہ نامہ نہ تو اڈوں پر آویزاں ہے اور نہ ہی ویگینوں میں لگایا گیا ہے جس بناء پر مالکان ویگن فی کس کرایہ 60 سے 65 روپے وصول کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ویگن مالکان زائد کرایہ آر ٹی اے اہلکاروں کی ملی بھگت سے وصول کر رہے ہیں اگر نہیں تو سال 2014 میں کتنے ویگن مالکان کے خلاف زائد کرایہ لینے پر کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی راولپنڈی تمام روٹوں پر چلنے والے ویگینوں سے منظور شدہ کرایہ کی پابندی یقینی بنانے کے لئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے گورنمنٹ آف پنجاب کے مقرر کردہ شرح کرایہ کے حساب سے کرایہ 37 روپے بنتا ہے جس کے مطابق کرایہ نامہ جاری کیا گیا ہے تاہم اس روٹ پر زائد کرایہ کی وصولی اور کرایہ نامہ آویزاں نہ کرنے کی شکایات وصول ہوئی تھیں جس پر قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی گئی۔ حال ہی میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے چلائی گئی سپیشل کیمپین میں تمام ٹرانسپورٹرز کو کرایہ نامے تقسیم کئے جا چکے ہیں اور تمام اڈا جات پر بھی کرایہ نامہ چسپاں کئے جا چکے ہیں اور زائد کرایہ وصول کرنے پر چالان کر کے جرمانے کئے جاتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے سال 2014 میں 506 گاڑیوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور دفتری اہلکاروں کے خلاف کسی بھی قسم کی شکایت کی صورت میں متعلقہ سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی یا ڈی سی او کو درخواست دی جا سکتی ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی راولپنڈی موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 میں دیئے گئے قوانین کے مطابق خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف اقدامات کرتی رہتی ہے اور اس عمل کو آئندہ بھی جاری رکھا جائے گا۔

## راجن پور میں بس سٹینڈز / روٹس سے متعلقہ تفصیلات

*4352: سردار علی رضا خان دریشک: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راجن پور میں کون کون سے بس سٹینڈز سے کون کونسے روٹ پر بسیں چلتی ہیں، ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے؟

(ب) ہر روٹ پر فی سواری کتنا کرایہ منظور شدہ ہے اور موقع پر کتنا وصول کیا جا رہا ہے، ہر روٹ وار کرایہ اور روٹ وار فاصلہ بتایا جائے؟

(ج) حکومت نے ان بس سٹینڈز پر زائد کرایہ وصولی کی روک تھام کے لئے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راجن پور میں تین سی کلاس سٹینڈز سے درج ذیل روٹ پر بسیں چلتی ہیں۔

1۔ راجن پور سے ملتان 2۔ راجن پور سے ڈیرہ غازی خان
3۔ راجن پور سے کشمور 4۔ راجن پور سے روجھان
5۔ راجن پور سے لنڈی سیداں 6۔ راجن پور سے بیٹ سونترہ
7۔ راجن پور سے جام پور 8۔ راجن پور سے داجل

(ب) روٹ وار فاصلہ، منظور شدہ کرایہ اور وصول شدہ کرایہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

| روٹ | فاصلہ | منظور شدہ کرایہ | وصول شدہ کرایہ |
|---|---|---|---|
| 1۔ راجن پور سے ملتان | 217۔KM | 230 | 230 |
| 2۔ راجن پور سے ڈیرہ غازی خان | 113۔KM | 120 | 120 |
| 3۔ راجن پور سے کشمور | 112۔KM | 119 | 119 |
| 4۔ راجن پور سے روجھان | 67۔KM | 76 | 76 |
| 5۔ راجن پور سے لنڈی سیداں | 48۔KM | 51 | 51 |
| 6۔ راجن پور سے بیٹ سونترہ | 21۔KM | 23 | 23 |
| 7۔ راجن پور سے جام پور | 65۔KM | 69 | 69 |
| 8۔ راجن پور سے داجل | 23۔KM | 45 | 45 |

کرایہ نامہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام ٹرانسپورٹرز کو کرایہ نامے تقسیم کئے جا چکے ہیں اور تمام اڈا جات پر کرایہ نامہ چسپاں کئے جا چکے ہیں اور زائد کرایہ وصول کرنے پر چالان کر کے جرمانے کئے جاتے ہیں۔ ہر تین روز بعد مختلف روٹس پر چیکنگ کی جاتی ہے اور مسافروں کی شکایت کے مطابق چالان اور جرمانے کئے جاتے ہیں۔

سال 14-2013 میں زائد کرایہ وصولی پر کئے گئے چالان و جرمانے کی تفصیل:

زائد کرایہ وصولی پر کئے گئے چالان۔ 155

زائد کرایہ وصولی پر کیا گیا جرمانہ۔ -/99,600 روپے

## غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

### وہاڑی میں بسوں اور ویگنوں کے اڈوں سے متعلق تفصیلات

369: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں بسوں اور ویگنوں کے اڈوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاری اڈا وہاڑی شہر کے وسط میں واقع ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کے مسائل بڑھ جاتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت یہ اڈا شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع وہاڑی میں بسوں کے اڈوں کی تعداد دو اور ویگنوں کے اڈوں کی تعداد آٹھ ہے۔

(ب) لاری اڈا وہاڑی شہر کے داخلی چوک (وی چوک) کے قریب واقع ہے اور مین شہر سے ہٹ کر ہے اس لئے فی الحال ٹریفک کا کوئی مسئلہ نہ ہے۔

(ج) لاری اڈا شہر سے باہر منتقل کرنے کا تا حال کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے کیونکہ موجودہ اڈا بسوں کی تعداد کے لحاظ سے کافی ہے۔ اگر بسوں کی تعداد بڑھتی ہے تو لاری اڈا کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

### ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گاڑیوں کی فٹنس سرٹیفکیٹ سے متعلقہ تفصیلات

393: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال 2013 میں کتنی گاڑی مالکان نے فٹنس سرٹیفکیٹ کے لئے اپلائی کیا؟

(ب) سال 2013 میں کتنی گاڑیوں کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے۔

(ج) سال 2013 میں ان فٹ ہونے کی بناء پر کتنی گاڑیوں کو سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کیا گیا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال 2013 میں 5,752 گاڑی مالکان نے فٹنس سرٹیفکیٹ کے لئے اپلائی کیا۔

(ب) سال 2013 میں 5,390 گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے۔

(ج) سال 2013 میں ان فٹ ہونے کی بناء پر 362 گاڑیوں کو سرٹیفکیٹ دینے سے انکار / مسترد کیا گیا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انعام اللہ خان نیازی صاحب!

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق ہے۔

## توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب توجہ دلاؤ نوٹسز ہیں ان کے بعد تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! میں گزارش کرنے لگا ہوں کہ اسے out of turn لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دو تین توجہ دلاؤ نوٹسز ہیں منسٹر صاحب موجود ہیں ان کا جواب دے دیں اس کے بعد تحاریک استحقاق کا ٹائم آتا ہے میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس کے بعد، شہزاد صاحب آپ بھی تشریف رکھیں میں بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 805 چودھری طاہر احمد سندھو صاحب کا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس دن توجہ دلاؤ نوٹس پر ایوان میں ذرا fuss create ہو گئی تھی، اس دن جو بھی ہوا میں اس پر دوبارہ انتہائی معذرت خواہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! شاید سپیکر صاحب نے یہ direction دی ہے یا نہیں دی لیکن میری آپ سے گزارش ہے کہ جس ضلع سے بھی متعلق توجہ دلاؤ نوٹس ہو اس ضلع کے متعلقہ افسران کم از کم ڈی پی او یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! سارے متعلقہ ڈی پی اوز موجود ہیں اور سکرین پر دیکھ رہے ہیں میں نے ان کو خود کہا ہے کہ آپ یہاں بیٹھیں اور اگر آپ کی ضرورت پڑے گی تو بلا لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو بلا کر ادھر بٹھائیں اور یہ موجود ہونے چاہئیں۔

(اس مرحلہ پر متعلقہ ڈی پی اوز حضرات گیلری میں آ گئے)

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارا یہ settle ہوا ہے کہ اس کو for the time being pending کر دیا جائے اور اس پر further investigation ہو جائے اس کے بعد اسے ایوان میں take up کیا جائے لہٰذا میری گزارش ہے کہ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! اسے pending کر دیتے ہیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! چیمبر میں سندھو صاحب سے میری بات ہو گئی ہے ہم نے انہیں تسلی دی ہے تو انہوں نے کہا کہ میں توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کر دیتا ہوں تو میں نے کہا ٹھیک ہے آپ pending کر دیں آپ کی مرضی ہے ہم اسے اور بھی تفصیل سے دیکھ لیں گے اور آپ کی satisfaction کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہو گیا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کرتے ہیں۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 807 سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔

## لاہور: رائیونڈ میں فائرنگ سے کانسٹیبل کی ہلاکت

807: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 2015-05-21 کی خبر کے مطابق رائیونڈ میں وزیر اعظم ہاؤس کی سکیورٹی پر مامور کانسٹیبل کو ڈیوٹی کے بعد گھر جاتے ہوئے فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا؟

(ب) کیا اس واقعہ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے، اب تک تفتیش اور ملزمان کی گرفتاری میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ مورخہ 21۔ اپریل کو یہ ڈیوٹی سے آ رہا تھا اور اس کے پاس اپنا پسٹل اور موبائل بھی تھا، راستے میں اس پر فائر کر کے اسے قتل کیا گیا ہے۔

(ب) وقوعہ سے جو شواہد ملے ہیں وہ فرانزک لیب میں بھجوا دیئے گئے ہیں۔ پسٹل کے ساتھ ایمونیشن اور موبائل فون بھی قتل کرنے والے ساتھ لے گئے ہیں۔ تفتیش جاری ہے لیکن ابھی تک کوئی trace out نہیں ہوا۔ اس کی جو CDR تھیں یا ایک ہفتے میں اس کی جتنی بھی بات چیت ہوئی ہے ہم نے وہ بھی نکال لی ہے اس پر تفتیش جاری ہے امید ہے کہ انشاء اللہ جلد کچھ نہ کچھ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 808 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

(اذان عصر)

## بہاولپور: تھانہ بغداد الجدید میں گرفتار ملزمان سے متعلقہ تفصیلات

808: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 16۔ مئی 2015 بروز ہفتہ تھانہ بغداد الجدید بہاولپور کے علاقہ گورنمنٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کے قرب و جوار میں سرکاری زمین پر بنے ایک ڈیرے سے فائرنگ کرتے ہوئے پولیس نے پانچ مسلح افراد کو گرفتار کیا؟

(ب) کیا ان گرفتار افراد کی شناخت ہوئی، انہوں نے کن وارداتوں کا انکشاف کیا نیز ان کے خلاف کن دفعات کے تحت مقدمہ درج ہوا اب تک کی پیش رفت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ 16اور 17۔ مئی کی درمیانی شب بذریعہ ریسکیو15 محمد رفیق ولد محمد شفیق کی اطلاع پر پولیس تھانہ بغدادالجدید موقعہ پر گئی جہاں پر محمد رفیق وغیرہ قابض ہیں اور بتلایا کہ محمد صادق وغیرہ اس کے ڈیرے پر قبضہ کے لئے آئے تھے جنہوں نے فائرنگ کی اور وہاں پر موجود محمد رفیق سمیت دیگران چار کس اشخاص موجود تھے۔ جن میں سے ایک کے علاوہ دیگران مسلح تھے جن کے پاس اسلحہ کی بابت کوئی لائسنس یا اجازت نامہ نہیں تھا۔ پولیس نے چار افراد کو گرفتار کر کے ان کے خلاف مقدمہ نمبر225/15,224/15,223/15 اور 226/15 بجرم (a)(2)13 ترمیمی آرڈیننس 2015 درج کر کے چالان عدالت میں پیش کیا۔

(ب) ان افراد کی شناخت محمد رفیق ولد محمد شفیق قوم کمبوہ سکنہ چک 7۔ بی، محمد ارشاد ولد عاشق محمد، محمد وحید ولد محمد بشیر اور عبدالقادر ولد بشیر احمد چک نمبر 2۔ بی سے ہوئی۔ دوران تفتیش یہ اشخاص واردات میں ملوث پائے گئے اور ان کے خلاف مقدمہ نمبر223/15، 224/15، 225/15 اور 226/15 بجرم (a)(2)13 ترمیم آرڈیننس 2015 درج رجسٹر ہوا۔ ملزمان مقدمہ کا چالان عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس سارے معاملے کو براہ راست جانتا ہوں۔ یہ سارے لوگ اکٹھے گرفتار ہوئے لیکن پولیس نے وقفے وقفے سے ایف آئی آر درج کی ہے تاکہ جرم کی gravity میں کمی ہو جائے۔ میری اطلاع کے مطابق ان سب ملزمان کی ضمانت پولیس نے کروادی ہے۔ یہ لوگ وہاں پر ایک عرصہ سے فائرنگ اور خوف وہراس کی فضا پیدا کرتے رہتے ہیں۔ مجھے اس پر شدید تحفظات ہیں۔ خانزادہ صاحب میرے بھائی ہیں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس وقوعہ اور ایف آئی آرز کے حوالے سے پی آر او کو direction دیں کہ اس مقدمہ کی تفتیش ایس پی رینک کے افسر سے کروائی جائے اس طرح یہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں ڈاکٹر سید وسیم اختر کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنا version بھی مجھے بتا دیا ہے۔ میں نے تو ایوان میں سرکاری version بیان کیا ہے جو کہ پولیس کی طرف سے آیا ہے۔ میں ڈاکٹر سید وسیم اختر کی قدر کرتا ہوں اور

آپ کی وساطت سے انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کے version کے حوالے سے inquiry کی جائے گی اور اس کی صحیح رپورٹ مقدس ایوان اور معزز ممبر کی خدمت میں بھی پیش کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو کیا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کر دیں؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جی ہاں! اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

## پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

## لاہور میں معذور لڑکی "اپنا روزگار سکیم" کے تحت قرعہ اندازی میں کیری ڈبہ نکلنے اور رقم جمع کروانے کے باوجود بھی محروم

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ایک بڑا ہی ضروری issue میرے پاس آیا ہے۔ حکومت کی ایک "اپنا روزگار سکیم" ہے جس میں کیری ڈبے دیئے جاتے ہیں۔ اس سکیم میں محمد رفیق نامی آدمی نے اپنی بیٹی کے نام درخواست اور 12 ہزار روپے جمع کروائے۔ اس کی پرچی میرے پاس ہے اور ان کا کیری ڈبہ قرعہ اندازی میں نکل آیا تھا۔ قرعہ اندازی کا on line result بھی میرے پاس ہے جس میں ان کا نام شامل ہے۔ انہوں نے اس کے لئے مزید ایک لاکھ 66 ہزار روپے جمع کروائے۔ پچھلے تین مہینوں سے وہ دفتروں کے چکر لگاتے رہے اور اب ان کو کہا گیا ہے کہ آپ اپنے پیسے واپس لے لیں کیونکہ آپ کو کیری ڈبہ نہیں مل سکتا۔ وہ بوڑھا آدمی اپنے سفید بالوں کے ساتھ میرے پاس بیٹھ کر رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ جب قرعہ اندازی میں ہمارا کیری ڈبہ نکل آیا تو میں نے اپنے سارے جاننے والے لوگوں سے پیسے اکٹھے کر کے جمع کروائے ہیں۔ اس کی بیٹی معذور ہے اور یہ کیری ڈبہ اس نے اپنی بیٹی کے نام پر کروایا تھا تاکہ اس کے لئے کوئی source of income بن سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر مرد راس صاحب! وہ ان کو کیری ڈبہ کیوں نہیں دے رہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ بنک آف پنجاب سے جا کر اپنے پیسے واپس لے لیں کیونکہ آپ کو کیری ڈبہ نہیں مل سکتا اور وہ کوئی reason بھی نہیں بتا رہے۔ میں اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ اس بارے میں کوئی direction دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اگر قرعہ اندازی میں ان کا نام نکلا ہے تو پھر ان کو کیری ڈبہ کیوں نہیں مل رہا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے کہوں گا کہ مجھے اس کی detail دے دیں، میں چیک کر کے ان کو بتا دوں گا کہ کیا وجہ ہے اور کیوں ان کو کیری ڈبہ نہیں مل رہا؟ اس سکیم کا totally merit پر criterion بنا ہوا ہے اگر وہ criterion meet کر رہے ہیں تو پھر ان کو کیری ڈبہ ضرور ملے گا کیونکہ اس میں کوئی آدمی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ جس کی بھی اس روزگار سکیم کے تحت گاڑی نکلی ہے وہ اس کو لازماً ملے گی بشرطیکہ وہ تمام criterion پورا کرتا ہو اور اگر وہ criterion پورا نہیں کرتا تو اس کے لئے کوئی سفارش نہیں کر سکتا کیونکہ یہ سارا process بالکل merit پر مکمل ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ بھی اس حوالے سے کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس سکیم کو انتہائی transparent طریقے سے چلایا ہے۔ میں پوری ذمہ داری سے کہوں گا کہ ایک لاکھ 52 ہزار درخواستیں موصول ہوئیں اور پچاس ہزار گاڑیاں تھیں۔ وہ تمام گاڑیاں transparent طریقے سے دی گئی ہیں اور اس حوالے سے ایک Grievance Committee بھی بنی ہوئی ہے۔ یہ Grievance Committee میں نہیں گئے تو اب چلے جائیں اور اگر merit پر بنتا ہے تو میں وہاں سے ان کا فیصلہ کرا دوں گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات اگر ڈرائیونگ لائسنس نہیں ہے، اگر کسی disable کے پاس driving license نہیں ہے کیونکہ driving license اس کی بنیادی شرط ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ ڈاکٹر مراد راس صاحب کس بنیاد پر کہہ رہے ہیں یا پتا نہیں کہ اُس کا کیس کس بنیاد پر decline ہوا ہے لیکن باقی جو 11½ ہزار گاڑیاں بچ گئی تھیں ابھی چار دن پہلے اُن کی دوبارہ balloting کی گئی اور 11½ ہزار لوگوں کو بھی وہ گاڑیاں allot ہو گئیں۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ عرض کرتا ہوں جو

حکومت کے لئے اور ہم سب کے لئے ایک اعزاز کا مقام ہے کہ ان 50ہزار گاڑیوں پر تقریباً 5۔ ارب روپیہ کی بچت ہوئی ہے اور جس کی گاڑی نکلی ہے اُس کو پہلے دن 95ہزار روپیہ profit ہوا ہے۔ اس سکیم کو ایسے طریقہ سے چلایا گیا ہے جس پر انشاء اللہ کوئی اعتراض نہیں اُٹھے گا۔۔۔

## تحاریک استحقاق

**جناب ڈپٹی سپیکر:** شیخ صاحب! آپ اور منسٹر صاحب اجلاس کے بعد اس معاملہ کو دیکھ لیں۔ اب ہم جناب انعام اللہ خان نیازی صاحب کی تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ جی، نیازی صاحب!

**جناب انعام اللہ خان نیازی:** بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آج بیس سال بعد اس floor پر کھڑے ہو کر ایک دفعہ پھر اس موجودہ اسمبلی کے وقار کی بات کرنے جا رہا ہوں۔ آج کے دن میں یہ تحریک استحقاق پیش کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا تو اپنے طور پر شرمسار بھی ہو رہا تھا کہ آیا یہ تحریک استحقاق ہے کہ ممبر اسمبلی اپنے آپ کو اس معزز ایوان کی عدالت کے سامنے کھڑا کر کے اپنے ساتھ ہونے والی ذلتوں کو برہنہ کر کے اس اسمبلی کے floor پر رکھ دے اور بیوروکریسی کا یہ جن جو کالے انگریز کی رُوح کی شکل میں عوامی نمائندوں کو ہر جگہ پر نشانہ بنانے کی کوشش کرے اور اُس کے جواب میں ایک سرسری کارروائی ہو، اُن کو استحقاقات کمیٹی میں بُلا لیا جائے اور کیلئے میں معافی مانگ لی جائے کہ ہمیں معاف کر دیں اور ممبر اسمبلی اُسی بات پر خوش ہو جائے کہ مجھ سے ایس پی / ڈی سی نے معافی مانگ لی ہے لہٰذا میں بخشا گیا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق نہیں، یہ اسمبلی کے گریبان پر ہاتھ ہے۔ جب یہاں باہر کھڑے ٹریفک کانسٹیبل ایم پی ایز کی گاڑیوں کو اُٹھا اُٹھا کر کہیں پھینک رہے ہوں جو گاڑیاں اسمبلی کی حدود میں کھڑی ہوں تو افسوس ضرور ہوتا ہے کہ آیا اسمبلی کے اس وقار کو گرانے کا ذمہ دار کون ہے، آپ ہیں یا میں ہوں یا یہ سارا معزز ایوان اس کا ذمہ دار ہے؟ یہاں پر عوام، عوامی نمائندوں اور ملک پر قابض کالے انگریز یا وردی میں ملبوس درندوں کے درمیان جنگ ہے اور اس کا کون ذمہ دار ہے اور اس جنگ کو کون جیت سکتا ہے؟۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** نیازی صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پر بات کریں۔

**جناب انعام اللہ خان نیازی:** جناب سپیکر! میں آپ کی صورتحال سمجھتا ہوں۔ یہ تحریک استحقاق نہیں ہے یہاں پر میں اس معزز اسمبلی کے وقار کی بات کر رہا ہوں۔ آپ کو شاید میری یہ بات اچھی نہ لگے

لیکن یہاں پر جتنی بھی تحاریک استحقاق پیش ہوتی ہیں، وہ چاہے معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے ہوں یا معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے ہوں اگر ان کا تدارک نہ کیا گیا تو آنے والا وقت ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ علیحدہ معاف نہ کیا کریں ناں۔ اگر آپ اِدھر ایک چیز لے کر آتے ہیں تو علیحدہ کمرے میں آپ سے کوئی معافی مانگ لے تو اس میں سپیکر یا ہمارا کسی کا قصور تھوڑا ہے؟ آپ معاف نہ کریں اور اُس پر action لینے دیا کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! جب اسمبلی ممبران کمزور ہوں گے تو معافیاں مانی جائیں گی۔ اسمبلی ممبران کو جب پتا چلے گا کہ ہماری بات سُننے والا کوئی نہیں ہے تو وہ معافیاں منظور کریں گے۔

جناب سپیکر! ایک تھانیدار میرے ڈیرے پر آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ انعام اللہ خان کدھر ہے، اُس کا منیجر کدھر ہے، اُس کو پتا چلتا ہے کہ انعام اللہ خان نیازی اسمبلی کے اجلاس میں ہے۔ میرا منیجر جو بیمار تھا اُس کو backbone کی تکلیف تھی اور وہ گھر میں لیٹا ہوا تھا۔ وہ ایس ایچ او اپنے درندوں کے ساتھ میرے منیجر کے گھر جا کر اُس کے دروازے توڑ کر، چادر اور چار دیواری کی پامالی کر کے اور اُن کی خواتین کی بے حُرمتی کر کے اُس کو اُٹھا کر لے جاتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے ڈی پی او صاحب کا حکم ہے کہ میں اس کو اُٹھا لاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! آپ لکھی ہوئی تحریک استحقاق پڑھیں اور اُس کے بعد اس پر statement دیں۔

## ڈی پی او میانوالی کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ کل مورخہ 15-05-24 صبح 10:00 بجے ایس ایچ او سٹی میرے ڈیرے میانوالی میرے بھائی اور میرے منیجر کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے رہے۔ میرے ملازمین نے پولیس کو بتایا کہ میں لاہور اسمبلی اجلاس میں شرکت کے لئے گیا ہوں اور منیجر جاوید خان اپنے گھر پر موجود ہے جس کا گھر میرے دفتر کے قریب ہی ہے۔ اُس کے بعد ساری police force میرے منیجر کے گھر کا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئی اور خواتین کی بے حُرمتی کرتے ہوئے میرے منیجر کو اُٹھا کر لے گئی۔ ایس ایچ او سٹی

نے کہا کہ یہ ڈی پی او صاحب کا حکم ہے کہ میں اُسے اُٹھا کر لے آؤں۔ جب مجھے اس ساری کارروائی کا پتا چلا تو میں نے ڈی پی او میانوالی کو متعدد بار ٹیلی فون کئے لیکن موصوف نے مجھ سے بات کرنا گوارا نہ کی بلکہ اُن کے آپریٹر نے بتایا کہ ڈی پی او صاحب آپ سے بات نہیں کرنا چاہتے۔ تقریباً دو گھنٹے بعد میرے منیجر کو بلاوجہ حراست میں رکھنے کے بعد رہا کر دیا گیا۔ یہ ایک انتہائی سنگین معاملہ ہے، میں ایک منتخب عوامی نمائندہ ہوں اور اس بلاوجہ کی کارروائی سے میری سیاسی ساکھ کو شدید نقصان پہنچایا گیا ہے۔ ڈی پی او نے مجھ سے بات نہ کر کے میرا استحقاق مجروح کیا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ سارا عمل کروانے والا کون ہے؟ ابھی وزیر داخلہ صاحب سے میری بات ہوئی تو انہوں نے افسوس کا اظہار بھی کیا۔ چیف منسٹر صاحب سے بھی میری ملاقات ہوئی ہے انہوں نے ایک hold inquiry کی ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ اس تحریک استحقاق کو pending کر کے اپنے پاس رکھ لیں تاکہ اگر اُدھر سے مجھے صحیح جواب نہ ملا تو میں اپنی تحریک کو activate کرا لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! اگر یہ بات تھی تو پھر آپ اپنی تحریک کو آج ایوان میں پیش ہی نہ کرتے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، آپ میری تحریک کو استحقاقات کمیٹی کو بھیج دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! محرک کی بھی اس تحریک استحقاق کو pending کرنے کی استدعا ہے اور in the meantime اس تحریک استحقاق کا جواب بھی منگوا لیتے ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! آپ میری بات سنیں کہ مجھے امید ہے کہ جناب انعام اللہ خان نیازی صاحب نے جس طرح یہاں پر بات کی ہے اب وہ قطعاً ان آفیسرز کی معافی علیحدہ کمرے میں accept نہیں کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگلی بات یہ ہے کہ میں اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کو refer کر رہا ہوں۔ اس تحریک استحقاق کی رپورٹ آپ دو مہینے کے اندر اندر منگوائیں گے اور میں یہ نہیں سنوں گا کہ وہ معافی مانگ کر چلے گئے ہیں۔ اس پر جو سزا جزا جس کی بنتی ہو گی وہ تعین کر کے آپ ایوان کو آ کر بتائیں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! میری زندگی میں یہ میری تیسری تحریک استحقاق ہے۔ میں تین دفعہ ممبر اسمبلی رہا ہوں اور میرا اس کام میں ریکارڈ بڑا خراب ہے۔ میں آج تک برے کو گھر چھوڑ کر آیا ہوں۔ میں نے ایک ایس پی میانوالی وقار اسلم کو نوکری سے برخاست کرا کر چھوڑا تھا اور پورا پریس گواہ ہے کہ سردار ذوالفقار خان کھوسہ اور میرے قدموں میں وہ پورے پریس کے سامنے گرا تھا کہ مجھے معاف کر دیں اور میں نے اس کو نہیں چھوڑا تھا۔ اگر آپ مجھ پر game چھوڑتے ہیں تو اس کا جواب بھی آپ دیکھ لیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں game آپ پر نہیں چھوڑ رہا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! دو مہینے بہت زیادہ ہیں رپورٹ کے لئے ایک مہینہ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دو مہینے ٹھیک ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! پتا نہیں کس نے دو ماہ رہنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔ اگر ہم نہیں ہوں گے تو اسمبلی انشاء اللہ ہو گی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! رپورٹ کے لئے ایک مہینے کا وقت مقرر کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے ایک مہینے میں اس کی رپورٹ دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

## تحاریک التوائے کار

## قاعدہ (e)83 کے تحت تحاریک التوائے کار پر کارروائی نہ ہوئی

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ تحریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں میں ممبران کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (e)83 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملوں پر

بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں۔ آج چونکہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ جناب امجد علی جاوید صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 366/15، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 397/15 اور ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 421/15 ہے۔ اسی طرح wheat procurement پر بھی آج جو تحاریک التوائے کار تھیں ان پر بھی بحث نہیں ہو سکے گی۔ سردار وقاص حسن مؤکل صاحب، جناب احمد شاہ کھگہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 436/15، جناب وحید اصغر ڈوگر صاحب، جناب احمد خان بھچر صاحب اور جناب محمد صدیق خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 471/15 اور سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 556/15 ہے۔

## پوائنٹ آف آرڈر

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شہزاد صاحب!

## لاہور میں خاکروب پر محض الزام کی آڑ میں مسیحیوں کا جلاؤ گھیراؤ

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! آج اس ایوان میں وزیر قانون اور وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور بیٹھے ہیں۔ 1947 میں پاکستان بنا ہے، پاکستان بننے کے حوالے سے پورا ایوان اس بات سے آگاہ ہے کہ مسیحیوں کا کردار قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ مل کر اسے بنانے کے لئے جو قربانیاں پیش کی گئی ہیں اس کی ایک بات یہ بھی تھی کہ ہم سب کا تہذیب و تمدن، رہن سہن اور میل ملاپ ایک جیسا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! کل شام لاہور میں سانده، دھوپ سڑی اور گلشن راوی میں ایک دلخراش واقعہ ہوتا ہے۔ وہاں پر ایک خاکروب پر یہ الزام عائد کر دیا گیا کہ اس نے ایک کھمبے پر لگے ہوئے ایک ڈرم میں سے قرآنی اوراق کو جلایا یا پھاڑا۔ اس بندے پر ایف آئی آر زیر دفعہ 295B کی درج ہو گئی ہے۔ اس کے بعد وہاں پر mob کا اکٹھا ہونا اس کے بھائی کو پکڑا جائے اور وہ بھی پکڑا گیا۔ میں آج اس ایوان میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی بندہ ایسا گھناؤنا جرم کرتا ہے تو قانون کے مطابق اس پر جرم

بھی عائد ہو جاتا ہے اور اسے گرفتار بھی کر لیا جاتا ہے لیکن اس کے بعد دیگر اس علاقہ میں رہنے والے مسیحیوں کا کیا گناہ ہوتا ہے کہ ایک mob اکٹھا ہوتا ہے اور ان کے گھروں کو جلانے اور مارنے کے لئے گھناؤنا جرم کرتے ہیں۔ کل کا واقعہ ایسا واقعہ ہے کہ جس میں ان کے گھروں پر پتھراؤ کیا گیا۔ میں یہاں پر یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ چرچ کو بھی جلانے کی جسارت کی گئی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی بروقت کارروائی اور موجودگی کی وجہ سے بچت ہوگئی اور کوئی جانی نقصان بھی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم مسیحی تمام انبیاء اکرام اور تمام الہامی کتب کو ماننے والے لوگ ہیں۔ ہم کبھی بھی ایسی جسارت نہیں کر سکتے کہ کسی بھی قسم کا جرم کریں جس سے ہمارے مسلم بھائیوں کو تکلیف ہو۔ میں یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے حالات جن کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ لوگ نقل مکانی کرنا شروع ہو گئے ہیں اور یہاں سے بھاگنا شروع ہو گئے ہیں۔ اگر یہاں پر law موجود ہے اور جب اس پر implementation کرانے کے لئے ادارے موجود ہیں تو پھر ایسے احکامات جو لوگوں کی طرف سے سامنے آتے ہیں وہ درست نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ کوٹ رادھا کشن میں بھی یہی واقعہ ہوا اور لوگوں نے انصاف اپنے ہاتھ میں لیا۔ جوزف کالونی میں بھی ایسا ہی واقعہ ہوا اور لوگوں نے قانون اپنے ہاتھ میں لیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب موجود ہیں۔ ان سے جواب لے لیتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ابھی شہزاد منشی صاحب نے جو بات کی ہے تو وہاں پر یہ ایک alleged occurrence ہوا ہے اور اس بندے کو گرفتار بھی کر لیا گیا ہے۔ اس پر مقدمہ نمبر 424/15 زیر دفعہ 295B Pakistan Penal Code درج ہوا ہے اور law کے مطابق 196 PCR156A CRPC کے تحت اب ایس پی کے rank سے کم level کا کوئی بندہ اس پر تفتیش نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ انہوں نے خود ہی اپنے واقعہ کے متعلق بتادیا کہ وہاں پر لوگ مشتعل تھے اور mob attitude کی وجہ سے وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کا بہت زیادہ خطرہ تھا۔ اس موقع پر شہزاد منشی، کامران مائیکل اور دوسرے لوگ بھی پہنچے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود اس بات کا اسی وقت notice لیا۔ ہمارے ڈی آئی جی (آپریشن) ڈاکٹر حیدر اشرف صاحب کے سر میں بھی وہاں پتھراؤ کی وجہ سے چوٹ لگی ہے۔ ان کو ٹانکے بھی لگے ہیں لیکن انہوں نے اپنی جان پر کھیل کر دونوں communities کو بچایا ہے لہذا میں اب یقین دہانی کراتا ہوں کہ جو بھی انوسٹی گیشن ہوگی تو وہ بالکل merit پر ہوگی۔ اس کے علاوہ جن لوگوں نے چرچ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے یا لوگوں کے

گھروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے تو اس پر بھی انصاف کے مطابق ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مسیحی برادری ہمارے بھائی ہیں۔آپ کے جان ومال کی حفاظت بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی اس ملک میں رہنے والے مسلمانوں کی اہم ہے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر!میں جو بات کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ نہیں ہے جو لوگ پکڑے گئے ہیں ان کو قانون کے مطابق سزا بھی مل جائے گی۔ ایسا قانون بھی بنایا جانا چاہئے کہ جو لوگ قانون کو violate کرتے ہیں ان کے خلاف بھی کوئی نہ کوئی action لیا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ان کے لئے بھی سزا اور جزا کا تعین ہے۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک بندہ غلطی کرتا ہے یا جرم کرتا ہے تو سزا اس کو ملنی چاہئے لیکن یہاں پر اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ mob بن کر چرچ پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔اس کا تدارک ہونا چاہئے اور اس کے لئے قانون سازی ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس پر پہلے سے قانون موجود ہے۔کرنل صاحب!اب آپ اس کا جواب دیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!یہ واقعہ بد قسمتی سے کل دوپہر کو ہوا ہے۔ گلشن راوی کے علاقہ میں سانده کا پولیس سٹیشن ہے۔ وہاں گندے نالے کے ساتھ ایک dustbin ہے جہاں پر قرآن مجید کے اوراق جلائے گئے تھے۔ وہاں کے لوگوں نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے کہا کہ قرآن مجید کی بڑی بے حرمتی ہوئی ہے۔انہوں نے مولوی صاحب سے رابطہ کیا۔انہوں نے بھی تھوڑی سی لاؤڈ سپیکر والی violation کی اور اعلان کیا کہ اس طرح قرآن مجید کی بے حرمتی ہوئی ہے۔ وہاں کافی لوگ جمع ہو گئے۔اس واقعہ کا پولیس نے فوراً notice لیا، مجرم کو گرفتار بھی کیا گیا اور ایف آئی آر کی باقاعدہ فوٹو کاپیاں نکال کر باقی لوگوں کو دے دیں لیکن لوگ آگ کو بڑھا رہے تھے اور کچھ لوگ اس میں tension create کرنا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر!ایک طرف کرکٹ میچ بھی ہو رہا تھا اس کی بھی سکیورٹی لازم تھی پھر ہم نے رات کو رینجر اور پولیس mix force وہاں پر بھجوائی ہے۔ صبح ہم نے علماء کرام کو بھی بُلایا اور ان سے بھی

ہماری میٹنگ ہوئی ہے۔ میرے بھائی بالکل درست بات کرتے ہیں کہ یہ کیا وجہ ہے کہ tensionsاتنی بڑھ رہی ہیں؟Inter religion harmonyکو ہم ٹھیک کیوں نہیں کر سکتے، اس کی وجوہات کیا ہیں، تین چار واقعات یوحنا آباد، گوجرہ، قصور میں اور یہ کل بھی ایک واقعہ ہوا ہے یہ کیوں ہوتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ آج جس طرح ہماری لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے اس میں یہ پوائنٹ بھی لائے جائیں کہ اس کی harmonyکس طرح ہو سکتی ہے، ہم جس طرح کی reforms کرنا چاہتے ہیں کیا ہمیں اپنی جو عبادت گاہیں ہیں ان میں کوئی reforms کی ضرورت ہے، کیا اُدھر لوگوں کے لئے کوئی ایجوکیشن یا کوالیفکیشن کی ضرورت ہے جو کہ وہاں پر بیٹھے ہیں اور اس قسم کی interfaith harmony کو disruptکرتے اور hatredپھیلاتے ہیں تو میں اس ایوان سے بھی اپیل کروں گا۔۔۔

**MR DEPUTY SPEAKER:** Order please, Order please. Order in the House.

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! وہ situation ہم نے کنٹرول کر لی ہے لیکن یہ پھر اُبھرے گی تو اس کو کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے یہ معزز ایوان یہاں پر بیٹھا ہے میں سمجھوں گا کہ یہاں پر جو discussionہو گی اور اس میں یہ ایوان ہمیں اپنی suggestionsدے، ہم ان کو noteکر کے انشاء اللہ اس پر عمل کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں بھی ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بھی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! مجھے موقع ضرور دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہمارے بھائی کرنل صاحب نے ابھی ایک بہت ہی خوبصورت فقرہ بولا ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ ایوان تجاویز دیا کرے تاکہ حکومت اس پر عمل کرے۔ میں بہت خوش ہو گیا ہوں میرا یہ سن کر وزن بڑھ گیا ہے کہ ہم تجاویز دیں اور یہ عمل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! یہ بات نہ کیا کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں میں ذمہ واری سے یہ بات کرنے لگا ہوں۔ میں نے فروری میں کچھ تحاریک التوائے کار move کی تھیں۔ جن کے اندر مجھ پر، آپ پر اور ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر معزز ممبر پر کسانوں کا کچھ نہ کچھ احسان بھی ہے اور انہوں نے ہمیں ووٹ بھی دیئے ہیں۔ میں نے تحریک التوائے کار move کی کہ 26۔ارب روپے کی سبزیاں انڈیا سے آئی ہیں۔ آلو کا کاشتکار تباہ ہو گیا ہے۔ Intentionally ان آٹھ تحاریک التوائے کار کو جن میں لڑکیوں کی smuggling جو کہ talent promoters کے نام سے کی جا رہی ہیں اس کے علاوہ سبزیوں، خواجہ سراؤں، اکاؤنٹنٹ جنرل، سیمنٹ فیکٹریوں اور امپورٹڈ کھانوں پر میری تحاریک التوائے کار تھیں۔ آپ مجھے ایک بات بتائیں کیونکہ آپ بھی civil litigation اور law کو سمجھتے ہیں۔ میں نے جمعہ کو سپیکر صاحب سے کہا کہ فروری سے 22۔ مئی تک میری یہ دس تحاریک التوائے کار اس وقت کہاں ہیں، مجھے پچھلے چار ماہ سے کہا جا تا رہا ہے کہ سپیکر صاحب کے پاس ہیں اور آپ کے بارے میں بھی کہا رہا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر یہ ہوا کہ مجھے آج 3:00 بجے وہ تحاریک التوائے کار decline کر کے واپس دے دی گئیں اور جن صاحب نے بھیجیں انہوں نے 20 تاریخ کو انہیں decline کیا۔ آپ ذرا میری بات کو سنئے کیونکہ اس پر میں law case دکھا سکتا ہوں۔ 22 تاریخ کی مہر تھی یعنی اندازہ لگائیں جس دن میں نے بات کی اُس دن انہیں یاد آیا کہ اوہو ہم نے تو شیخ علاؤالدین کو چکر دیا ہوا تھا کہ یہ دس تحاریک التوائے کار سپیکر صاحب کے پاس پڑی ہیں۔ اب کس گراؤنڈ پر انہیں decline کیا گیا ہے؟ یہ کہہ کر decline کیا گیا کہ یہ کوئی recent واقعہ نہیں ہے۔ میں آج آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر اسمبلی سیکرٹریٹ کو کوئی مسئلہ ہے تو میری یہ دس تحاریک التوائے کار کو test case بنا لیں۔ آپ ایوان کے چار آدمی چاہے دو اِدھر سے اور تین اُدھر سے ہوں اُن کو بٹھا لیں، اگر ایک بھی تحریک التوائے کار حقائق پر مبنی نہ ہو اور burning issue پر مبنی نہ ہو یعنی اِس وقت کسانوں اور لوگوں کو جو مسائل در پیش ہیں تو میں resign کر دوں گا۔ جان بوجھ کر اس کو delay کرنا اور بعد میں یہ کہنا کہ یہ تو یہاں پر پڑی ہیں۔ آپ مجھے بتائیے کہ چار ماہ بعد اس کا کیا ہو گا؟ جب میں نے یہ معاملہ یہاں اٹھایا تو مجھے آج 3:00 بجے وہ receive کروا دی گئیں۔ یہ کوئی طریقہ ہے؟ اگر اس ایوان کو بالکل teeth less کرنا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ یہاں پر ایک قرارداد پاس۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ یہاں پر ایک قرارداد پاس کر دی جائے کہ جناب یہاں کوئی عوام کی بات نہیں کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ بات کو دوسری طرف نہ لے کر جائیں۔ میں یہ آپ کی تحاریک التوائے کار دیکھتا ہوں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! مجھے بات کرنے دیں۔ شیخ صاحب! میں دیکھتا ہوں اور میں آپ سے commit کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ان تحاریک التوائے کار کو ہم ایوان میں لے کر آئیں گے اور بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر فرض کریں کہ وہ چھ ماہ کے بعد آئیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! چھ مہینے نہیں اگلے سیشن میں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس ملک کا کیا بنے گا؟ اگر ہمارے کسان کو پانچ روپے کلو زیادہ ملتا ہے تو ایک ٹیلیفون امرتسر جاتا ہے تو پچاس فوجی واہگہ پر آکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہمیں شرم نہیں آتی کہ ہم انڈیا کا کچھ لے کر کھاتے ہیں۔ وہ جو ہمارے مسلمانوں کے ساتھ اور پانی کے ساتھ کر رہا ہے ہمیں شرم آنی چاہئے۔ ہماری امپورٹ پالیسی غلامانہ ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میری ایک بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی دس کی دس جو تحاریک التوائے کار ہیں، آپ وہ دوبارہ جمع کرائیں۔۔۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میری بات کیوں نہیں سنی جا رہی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! خواتین کو بھی وقت دے دیا جائے۔ کیا مسئلہ ہے اور کیوں خواتین کو وقت نہیں ملتا؟ جب بھی ہم بات کرنے کے لئے کھڑی ہوتی ہیں ہم کو بٹھا دیا جاتا ہے۔ کیا خواتین کے مسائل نہیں ہوتے؟۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ ابھی سے جذباتی نہ ہوں۔ آپ کی ابھی کافی ساری اس میں ترامیم ہیں۔ میں آپ کو پورا وقت دوں گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا اور آپ بہت مہربانی کرتے ہیں۔ میں ایک منٹ سے زیادہ نہ لوں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! جو شیخ صاحب نے بات کی ہے مجھے اس کا جواب تو دینے دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو بات کی ہے میں اس میں ایک چھوٹی سی addition کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! میں نے آپ کی اور شیخ صاحب کی مشترکہ گفتگو سنی ہے جب آپ اکھٹے بیٹھے ہوئے تھے۔ شیخ صاحب! آپ ایک بات سنیں۔ آپ اپنی دس کی دس تحاریک التوائے کار جو انہوں نے reject یا decline کی ہیں وہ دوبارہ آپ اسمبلی سیکریٹریٹ میں جمع کروادیں next session میں وہ آپ کی تحاریک ایجنڈے پر آئیں گی۔ کچھ اور بتائیں آپ؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت مہربانی لیکن آپ اُن کو penalty لگائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ جب یہ مہربانی کریں گے تو ساتھ آپ penalty لگائیں گے اسمبلی کے اس شخص کو جس نے یہ چار مہینے تک رکھی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! penalty یہی ہے کہ میں ان تحاریک کو واپس لے کر آ رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔ آپ میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اب آپ یہ بات نہ کریں۔ میں نے کہا ہے کہ آپ کی دس تحاریک التوائے کار کو واپس ایجنڈے پر لے کر آ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اپنے کسانوں کو وقت پر relief نہیں دے سکا۔ مجھے شرم آنی چاہئے۔ خدا کی قسم میں گنے میں relief دے سکا، آلو میں اور نہ ہی سبزیوں میں relief دے سکا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ بات تو سنیں۔

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر! میں active ایم پی اے ہوں اور رات کو اپنے گاؤں سے آیا ہوں۔ خدا کی قسم وہاں لوگ بہت پریشان ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** شیخ صاحب! اسی پر ہم نے ایک دن بحث کے لئے بھی رکھ دیا ہے آپ یہ ساری دل کی باتیں اس دن کر لیجئے گا۔

**ملک محمد احمد خان:** جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ عنایت فرمادیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، ملک احمد خان صاحب!

**میاں خرم جہانگیر وٹو:** جناب سپیکر! میں کسانوں کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ملک محمد احمد خان صاحب کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

**ملک محمد احمد خان:** جناب سپیکر! میں ایک منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔ آپ کو پتا ہے کہ میری آپ کے سامنے ایک ہی استدعا ہوتی ہے کہ آپ اتنی مہربانی اور اتنی شفقت کرتے ہیں اور آج آپ نے اپنی جو دو rulings دی ہیں آپ کے احترام کو ہم بطور ڈپٹی سپیکر اور سپیکر کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے Custodian ہیں لیکن آپ وہاں Chair پر بیٹھ کر عوام کی فلاح کے لئے جو کر رہے ہیں۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ملک صاحب! میں جو بھی کر رہا ہوں وہ میرا حق اور میری ذمہ داری ہے۔

**ملک محمد احمد خان:** جناب سپیکر! جب آپ اس Chair پر بیٹھے ہیں تو ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے تو Rules of Procedure سے باہر نکل کر کوئی بھی کام سیکرٹریٹ کر سکتا ہے اور نہ ہی محترم شیخ علاؤالدین صاحب کر سکتے ہیں۔ آپ کے پاس صرف یہ اختیار ہے اور آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان rules کو میں اس قاعدے اور ضابطے کے تحت معطل کر رہا ہوں۔ ایوان کے ساتھ اس کی اثبات میں اس کا سر ہلا کر کہ ہاں یہ معطل ہوا۔ اب جب شیخ صاحب کی تحاریک التوائے کار کو kill کرنا ہے تو is there any procedure provided جو یہ کہے کہ شیخ صاحب آپ کی تحریک التوائے کار اس بنیاد پر kill ہو رہی ہے۔ اب میں آپ کو آج کے کاشتکار کے متعلق بتاتا ہوں۔ میاں خرم جہانگیر صاحب یہاں بیٹھے ہیں اور ساہیوال یا دیپالپور تک کے لوگ آپ کو بتائیں گے کہ جن اضلاع میں آلو کاشت ہوتا ہے وہاں پر زمیندار اِس وقت صرف فاقہ کشی نہیں بلکہ خودکشیوں پر مجبور ہے اور اس زمیندار اور کسان کو کس کے رحم وکرم پر ہم چھوڑ دیں؟ شیخ علاؤالدین صاحب تحریک التوائے کار دیں اور اس تحریک التوائے کار کو

اسمبلی سیکرٹریٹ کیسے تعین کر سکتا ہے جب تک کہ وہ سپیکر صاحب کے سامنے پیش نہ کرے کہ یہ burning issue ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک محمد احمد خان صاحب! میری بات سنیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہ فیصلہ تو آپ نے کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جس نے بھی یہ کیا ہے۔۔۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! اس پر rule بڑا clear ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ دس کی دس تحاریک التوائے کار ایجنڈے پر آئیں گی۔

**MALIK MUHAMMAD AHMAD KHAN:** That's it.

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ یہ تحاریک التوائے کار جمع کرائیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری بھی ایک گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! یہی شیخ صاحب والی میری بھی گزارش ہے۔ میری request یہ ہے کہ جیسے آج ایک fresh معاملہ ہے کہ اگر مکئی کے حوالے سے پنجاب حکومت فیصلہ نہیں کرتی تو ہم کاشتکار کو کیا جواب دیں گے؟ میری تحریک التوائے کار یہی ہے کہ مکئی کے حوالے سے support price حکومتِ پنجاب مقرر کرے۔ اب یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ اگر آج ہم اس کو take up نہیں کرتے اور گورنمنٹ کا مؤقف اس پر نہیں آتا تو ہم کاشتکار طبقے کو کیا جواب دیں گے؟ براہِ مہربانی آپ اس تحریک التوائے کار کو مکئی کے حوالے سے take up کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آج ہم نے wheat procurement کے حوالے سے بحث رکھی ہوئی ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ مکئی میں بھی نقصان ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میری آپ بات سن لیں۔ کیا آپ میری بات complete ہونے دیں گے؟ مکئی کے حوالے سے آپ جو بات کر رہے ہیں تو منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہوں گے لہٰذا وہ والی بات بھی آج ہی discuss کریں گے اور منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے۔ میرے خیال میں اب آپ بیٹھ جائیں۔

## تحاریک التوائے کار

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی تحریک التوائے کار میاں نصیر احمد صاحب کی ہے۔ اُن کی طرف سے request آئی ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 171/15 جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ باسمہ چودھری کی طرف سے ہے۔

## صوبہ میں قیمتوں کو کنٹرول کرنے والی ضلعی کمیٹیوں کی جانب سے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کو بوگس رپورٹس پیش کئے جانے کا انکشاف

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے جواب میں عرض ہے کہ قیمتوں کا جو استحکام یا تعین ہوتا ہے یہ طلب و رسد کی بنیاد پر اور ملک میں امن عامہ کی صورتحال کے مطابق ہوتا ہے۔ جہاں تک صوبائی حکومت کا تعلق ہے تو وزیراعلیٰ پنجاب نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایسی زرعی پالیسیاں ترتیب دی ہیں جن سے مستقبل میں یہ مسائل احسن طریقے سے حل ہوں۔ ان پالیسیوں میں کچن گارڈننگ، ٹنل فارمنگ اور بہتر سٹوریج کی پالیسیاں شامل ہیں۔ منافع خوری کے رجحانات کو روکنے کے لئے پہلی دفعہ مارکیٹ کمیٹی کی سطح پر اصلاحات کی گئی ہیں جن کے ذریعے تھوک اور پرچون کے نرخوں کے درمیان غیر فطری فرق کو ختم کیا جا رہا ہے۔ جہاں تاجر کو جائز اور مناسب منافع لینے میں مدد کی جاتی ہے وہاں middleman کے role کو بھی نظر میں رکھا جاتا ہے اور شفاف طریقے سے قیمتوں کے استحکام کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بازاروں میں نرخوں کے آویزاں ہونے اور مقرر کردہ قیمتوں پر عملدرآمد کے لئے مجسٹریٹ صاحبان شبانہ روز کوشاں ہیں۔ اس سلسلے میں وزیراعلیٰ کی کابینہ کمیٹی پنجاب بھر میں ہنگامی دورے کر کے ان اقدامات کو یقینی بنا رہی ہے۔ ہر روز قیمتوں کا جائزہ لینے کے لئے کابینہ کمیٹی میٹنگ کرتی ہے۔ پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کے تعاون سے تھوک اور پرچون قیمتوں پر ہر روز جائزہ لیا جا رہا ہے بلکہ ایک ٹال فری نمبر کا بھی اجراء کیا گیا ہے جس کے ذریعے عوام اپنی شکایات پر ضلع کی انتظامیہ تک فوری سدباب پر پابند ہو گی۔ حکومتِ پنجاب نے ہر ضلع میں ہفتے کے تین دن سہولت بازار کی سرگرمی کا آغاز کیا ہے۔ ان

بازاروں میں نہ صرف اشیائے خوردونوش رعائتی نرخوں پر دستیاب ہیں بلکہ آٹا جو ہماری خوراک کا بنیادی جزہے رعائتی نرخوں پر دستیاب کیا گیا ہے۔ پنجاب بھر میں critical بازاروں کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں پر اشیاء کو 100 فیصد کنٹرول ریٹ پر فروخت کو یقینی بنایا گیا ہے۔ حکومتِ پنجاب نے صوبہ بھر میں پرائس کنٹرول مجسٹریٹ مقرر کئے ہیں جو کہ overcharging اور ذخیرہ اندوزی کی کڑی نگرانی کرتے ہیں اور موقع پر جرمانے کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں نومبر 2014 سے لے کر مارچ 2015 تک inspections 586228 کی گئیں، 5880 افراد گرفتار کئے گئے، 4934 ایف آئی آرز درج کی گئیں اور 9354782 روپے کے جرمانے کئے گئے۔ حکومتِ پنجاب نے خوراک میں ملاوٹ کو روکنے کے لئے پنجاب فوڈ اتھارٹی کا اجراء کیا ہے جو کہ لاہور کے بعد فیصل آباد، ملتان، گوجرانوالہ اور راولپنڈی میں بھی اپنے کام کا آغاز کر رہی ہے۔ حال ہی میں پام آئل کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی کے باعث حکومتِ پنجاب نے متعلقہ اتھارٹی سے مذاکرات کے بعد گھی اور آئل کی قیمتوں میں 15 سے 40 روپے تک فی کلوگرام کی کمی کرائی ہے۔ حکومتِ پاکستان نے پٹرولیم مصنوعات و دیگر اشیاء کی قیمتوں میں 15 سے 40 فیصد تک کمی کی جس سے عوام کو براہِ راست فائدہ ہوا۔ ان تمام اقدامات کے ساتھ جہاں ایک مہینے کے عرصے میں پنجاب بھر میں ضروری اشیاء کی قیمتوں میں خاطر خواہ کمی آئی ہے وہاں ان کی دستیابی کو بھی یقینی بنایا گیا ہے۔ بنیادی اشیائے ضروریہ یعنی آٹا، چینی، گھی، سبزیاں اور پھل وغیرہ مقررہ نرخوں پر دستیاب ہیں۔ حکومتِ پنجاب کی انسداد مہنگائی مہم کی وجہ سے قیمتوں میں نمایاں طور پر کمی آئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 292 جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کی ہے۔

## حالیہ بارشوں اور ژالہ باری سے حلقہ پی پی۔222 کے متعدد دیہات شدید متاثر (۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس میں ملک صاحب کو وضاحت کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنی تحریک التوائے کار میں جتنے چکوک ہائے کا ذکر کیا تھا کہ حالیہ بارشوں میں ان کا نقصان ہوا ہے اُن میں سے صرف دو چک ایسے ہیں جہاں پر 50 فیصد یا اُس سے

زیادہ کا نقصان ہوا ہے اُن دونوں کو آفت زدہ قرار دیا گیا ہے جس کا نوٹیفکیشن ہو گیا ہے۔ ملک صاحب کو میں نے کہا ہے کہ میں آپ کو نوٹیفکیشن کی کاپی دے دوں گا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، ملک صاحب! کیا آپ مطمئن ہیں؟

**جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! انہوں نے جو دو گاؤں declare کئے ہیں اس میں کیا طریق کار adopt کیا گیا ہے؟ آپ دیکھ لیں کہ کسان تو پہلے ہی پسا ہوا ہے۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):** جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ملک صاحب! آپ گوندل صاحب کی بات تو سنیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):** جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اصل میں گورنمنٹ کی پالیسی ضابطے اور قانون کے مطابق ہوتی ہے۔ Rules کے مطابق جس دیہات کا ٹوٹل رقبے کا 50 فیصد متاثر ہو تو اس کو آفت زدہ declare کر کے نوٹیفکیشن کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار میں جتنے چکوک کا ذکر تھا اس حوالے سے ڈسٹرکٹ کلکٹر سے تمام چکوک کا سروے کرایا گیا ہے۔ دو دیہات ایسے پائے گئے جن کا نقصان 50 فیصد یا اُس سے زیادہ تھا اُن کا نوٹیفکیشن کر دیا گیا ہے اور rules کے مطابق اُن کو جتنی بھی سہولتیں بہم میسر ہیں اُن کا نوٹیفکیشن کر دیا گیا ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ملک صاحب! اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے۔

**جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ملک صاحب! میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر چکا ہوں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 196/15 ہے۔

**جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! میری صرف ایک منٹ کی بات ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ملک صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔

**جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! یہ سروے ٹھیک نہیں ہوا لہٰذا آپ ان کی دوبارہ ڈیوٹی لگائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! آپ دوبارہ ان کو بلا کر ساتھ بٹھا کر بات کریں اور ان کی آپ تسلی کرائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! کروا دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 196/15 ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احمد خان صاحب! آپ مہربانی کریں۔ میں اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 198/15 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے انہیں کہہ دیا ہے۔

## لالہ موسیٰ میں قائم ایلیمنٹری کالجز کی عمارات زبوں حالی کا شکار

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ ایلیمنٹری کالجوں کے انتظامی معاملات محکمہ سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ذیلی ادارے DSD کے سپرد ہیں۔ لالہ موسیٰ میں مردانہ و زنانہ دو ایلیمنٹری کالج قائم تھے۔ چونکہ زنانہ ایلیمنٹری کالج میں طالبات کی تعداد کافی کم تھی لہٰذا وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے بعد گورنمنٹ زنانہ ایلیمنٹری کالج لالہ موسیٰ کو گورنمنٹ مردانہ ایلیمنٹری کالج میں اگست 2013 کو ضم کر دیا گیا جس کا مقصد enrollment بڑھانا اور بچنے والے وسائل کو دیگر ضروری مقاصد اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کرنا تھا۔ تاہم طلباء و طالبات کے کلاس رومز اور sections علیحدہ علیحدہ ہیں۔ جہاں تک گورنمنٹ زنانہ ایلیمنٹری کالجوں کی جگہ یا بلڈنگ کو کسی دوسرے ادارے یا محکمے کو منتقل کرنے کا سوال ہے تو اس حوالے سے گزارش ہے کہ محکمہ میں اس قسم کی کوئی تجویز زیر غور ہے اور نہ ہی اس حوالے سے

کوئی این او سی حاصل کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ معزز ممبر نے ایلیمنٹری کالج مردانہ لالہ موسیٰ کی خستہ حالت کی جو نشاندہی کی ہے اس ضمن میں باور کرایا جاتا ہے کہ ایلیمنٹری کالج مردانہ لالہ موسیٰ کی حالت تسلی بخش ہے اور طلباء کی ضرورت کے مطابق ہاسٹل کی سہولت موجود ہے۔ البتہ تین سے چار کمروں کی حالت خستہ ہے جو کہ کسی کے استعمال میں نہیں ہیں۔ انشاء اللہ ضرورت کے مطابق کمرہ جات کی تعمیر کے لئے تحرک کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 199/15 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ایک تحریک التوائے کار ہے۔۔۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! ہمارے پاس کیفے ٹیریا نہیں ہے، یہاں چائے کا کوئی انتظام نہیں ہے اور ہمارے مہمان بھی بے چارے ایسے ہی بیٹھے رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں آپ سے ایک بات کہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ ابھی بھی ہم نے اخبار میں اشتہار دیا ہے۔ اگر آپ کا کوئی بندہ interested ہے تو اُس کو لے آئیں ہم rules کے مطابق اور جو بھی ہمارا criteria ہے۔ آپ کوئی بندہ لے کر آئیں ہمارا کیفے ٹیریا نیچے حاضر ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! راجن پور اور میانوالی کا یہ مشترکہ مسئلہ ہے تو میری گزارش ہے کہ آپ اسے take up کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کیا ہے؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! یہ واٹر سپلائی کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ out of turn لینا چاہتے ہیں؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں اس تحریک التوائے کار کو out of turn پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ پڑھ دیں۔

## میانوالی کی واٹر سپلائی سکیموں کی خرابی

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ میری تحریک التوائے کار نمبر 434 ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی معطل کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 15-04-26 کی خبر کے مطابق میانوالی، موسیٰ خیل چھدرو اور ابا خیل کی متعدد واٹر سپلائیاں بند پڑی ہوئی ہیں اور لوگوں کو پینے کا پانی تک میسر نہیں۔ موسیٰ خیل کی ایک نئی تنصیب شدہ واٹر سپلائی کو بھی حکومتی عدم دلچسپی کی وجہ سے چالو نہیں کیا جا سکا۔ علاقہ مکینوں کو پینے کا پانی تک نہیں مل رہا۔ متعلقہ ادارے لمبی تان کر سو گئے ہیں۔ ضلعی انتظامیہ کی بار بار یقین دہانیوں کے باوجود کوئی action نہیں لیا گیا۔ موسیٰ خیل چھدرو اور ابا خیل کے عوامی اور سماجی حلقوں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ واٹر سپلائیوں کو ٹھیک کر کے فوری طور پر پانی کی فراہمی شروع کی جائے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال بھی پانی کے مسئلے پر موسیٰ خیل کی خواتین نے پنڈی میانوالی روڈ کو بند کر کے شدید احتجاج کیا تھا۔ عوامی و سماجی حلقوں نے اس امر پر تشویش کا اظہار کیا ہے کہ پینے کے پانی جیسے مسئلے پر حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے اور کوئی تدارک نہیں کیا جا رہا لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب ابھی نہیں آیا لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر لیا جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

**ملک محمد احمد خان:** جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی،فرمائیں!

**ملک محمد احمد خان:** جناب سپیکر!میں ایک شعر وزیر خزانہ کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** احمد خان صاحب!آپ ایسے ہی انہیں دے دیں۔

**ملک محمد احمد خان:** جناب سپیکر!صرف ایک منٹ مجھے دے دیں کوئی زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** احمد خان صاحب! سپیکر صاحب آرہے ہیں آپ ان کی موجودگی میں سناد یجئے گا۔

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی،فرمائیں!

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** جناب سپیکر!شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے آلو اور مونجی وغیرہ کے بارے میں جو مسئلہ اٹھایا ہے یقیناً یہ بہت پریشان کن معاملہ ہے۔زمیندار پس رہے ہیں اور آلو کے کاشتکاروں کو میں جانتا ہوں کہ وہ زمینوں کو فروخت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**جناب سپیکر:** جی،چنیوٹی صاحب!اپنی بات جاری رکھیں۔

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** جناب سپیکر!چاول کی فصل ہماری سب سے بڑی ایکسپورٹ تھی اور ایک کمپنی کو سال میں 54 کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ کاشتکار اور کسانوں کے معاملات کو حل کرنے کے لئے کوئی کمیٹی بنائی جائے کہ وہ کسی فصل اور جنس کو کتنا تیار کرنا ہے اور اس کو کیسے فروخت کرنا ہے کے حوالے سے اپنی سفارشات تیار کرے۔ جیسے گندم کی سرکاری طور پر قیمت مقرر کی جاتی ہے ایسے ہی آلو اور دیگر فصلوں کی سرکاری طور پر قیمتیں مقرر کی جائیں تاکہ کسانوں کا جو قتل عام ہو رہا ہے وہ بند کیا جائے۔

**جناب خرم شہزاد:** جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

**شیخ علاؤالدین:** جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں اب کس کو وقت دوں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی مرضی ہے۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! میں پندرہ منٹ سے کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پندرہ منٹ سے کھڑے ہیں؟

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کو سن لیں کیونکہ وہ بڑے بھی ہیں۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آج فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی کے بارے میں۔۔۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب ممبر رانا محمود الحسن ایوان میں داخل ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: رانا صاحب کو واقعی ویلکم کرنا چاہیئے۔

## حلف

## نو منتخب ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: میرے نوٹس میں آیا ہے کہ ایک نو منتخب ممبر رانا محمود الحسن صاحب پی پی۔196 ملتان حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں تشریف لائے ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ وہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست کے سامنے کھڑے ہو جائیں۔ اس کے بعد وہ حلف رجسٹر پر دستخط فرمائیں گے۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب ممبر رانا محمود الحسن اپنی نشست کے سامنے کھڑے ہوئے، جناب سپیکر نے ان سے ممبر پنجاب اسمبلی کا حلف لیا اور حلف اٹھانے کے بعد معزز ممبر نے حلف والے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جناب سپیکر: راناصاحب! میری طرف سے آپ کو بہت مبارک ہو۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "دیکھو دیکھو کون آیا، شیر آیا شیر آیا"
اور معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو نواز گو" کی نعرے بازی کی گئی اوراس
کے جواب میں معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "رو عمران رو" کی نعرے بازی ہوئی جبکہ
پریس گیلری میں آئے رانا محمود الحسن کے مہمانوں کی طرف سے ان کے حق میں نعرے بازی ہوئی)

Order please, Order in the House.

معزز ممبران اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ میں نو منتخب ممبر کو flour دینے لگا ہوں۔ جی، رانا محمود الحسن صاحب! آپ جو کہنا چاہتے ہیں وہ کہیں اور ہم آپ کو اس معزز ایوان میں خوش آمدید کہتے ہیں۔

رانا محمود الحسن: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں پھر اس کے بعد ملتان کے شہریوں کا اور اپنے تمام دوستوں کا اور پارٹی ورکرز کا شکر گزار ہوں۔ ملتان میاں محمد نواز شریف کے چاہنے والوں کا شہر ہے۔ وہاں اس سے پہلے دو مرتبہ مجھے اسی شہر نے قومی اسمبلی کا ممبر منتخب کیا۔ 2002 کے مشکل ترین حالات میں بھی الحمدللہ ملتان جو کہ میاں محمد نواز شریف کے چاہنے والوں کا شہر ہے انہوں نے مجھے وہاں سے پھر منتخب کر کے بھیجا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آج دیکھ رہا ہوں کہ اس معزز ایوان میں میرے والد صاحب کے colleagues بھی موجود ہیں۔ 1993 کی اسمبلی میں بھی میرے والد محترم رانا نور الحسن صاحب (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے) بھی یہاں سے دو دفعہ صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور اب میں یہاں پر حاضر ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے بھی موقع دیا تھا کہ ملتان شہر کے لئے میں تین یونیورسٹیاں لے کر گیا تھا جو کہ میاں محمد نواز شریف نے تحفہ کی تھیں۔ اب الحمدللہ جو کوئی تعلیم کے حوالے سے ادھورے کام باقی ہیں اور میرا focus صرف اور صرف تعلیم پر ہے تو ملتان کے لئے میرا ارادہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ لائیو سٹاک کی یونیورسٹی، انفارمیشن ٹیکنالوجی کی یونیورسٹی اور میڈیکل یونیورسٹی اللہ کی مہربانی سے بنائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس سے پہلے جو گزشتہ دور حکومت میں میاں محمد شہباز شریف نے خصوصی شفقت کرتے ہوئے کہ 42 سال پہلے وہاں پر ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی بنائی تھی اس کے بعد وہاں سے بہت سے سیاسی لوگ آئے، بہت سی جماعتیں آئیں لیکن جنوبی پنجاب ملتان جو

کہ food basket ہے جو اناج کا گھر ہے وہاں پر تو شاید 200 سال پہلے زرعی یونیورسٹی ہونی چاہئے تھی جو کہ نہیں بن سکی لیکن الحمد للہ میاں محمد شہباز شریف نے مہربانی کی اور ہماری قیادت نے مہربانی کی کہ آج ملتان میں الحمد للہ زرعی یونیورسٹی بھی ہے اور انجینئرنگ یونیورسٹی بھی ہے۔ حالانکہ بے شمار قیادتیں آئیں مصطفیٰ کھر بھی گورنر رہے، مخدوم سجاد قریشی بھی گورنر رہے اور نواب صادق۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس طرح نہ کریں۔

رانا محمود الحسن: جناب سپیکر! بہر حال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے حلقے کے لوگوں کا شکر گزار ہوں اور ہم اپنے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ساؤتھ پنجاب میں جو ترقی کا سفر جاری ہے وہاں پر میٹرو کا آغاز ہو گیا ہے، جو ہمارا دیرینہ خواب تھا وہ پورا ہوا ہے اور باقی جو مرحلے ہیں وہ ہم طے کریں گے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ملتان کے لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے:

اساں شوق دے پنجرے بھن چھوڑین ہنڑ فصلی بٹیرے نی رکھنڑیں
جتھاں کل گستاخ پیار دے راھون اتھاں پیار دے ایرے نی رکھنڑیں
اساں رقبہ بھانویں شاکر سنج رکھسوں بے ایمان مزیرے نی رکھنڑیں

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر نہیں آپ کی مہربانی! ایسے ٹھیک نہیں لگے گا۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں رانا محمود الحسن صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں رانا محمود الحسن صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: واہ جی واہ، رانا محمود الحسن صاحب! آپ کو مبارک ہو ان کی طرف سے بھی آپ کو مبارک مل رہی ہے۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! لیکن جب وہ اسمبلی میں آئے تو معزز ممبران نے اپوزیشن بنچوں کو شیم شیم کہنا شروع کر دیا یہ کوئی ethics نہیں ہیں۔ میں 32 ایم این اے ایم پی ایز کو ہرا کر اس ایوان میں آیا تھا ہم نے کسی کو شیم نہیں کیا میں شیر کو ہرا کر یہاں آیا تھا میں یہاں پر پنجاب میں سب کو ہرا کر یہاں آیا تھا۔

(اس مرحلہ پر حکومتی بنچوں کی طرف سے شیم، شیم کے نعرے)

جناب سپیکر: آپ اب تشریف رکھیں۔ مہربانی۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر: میں نے تھوڑی سی بات کرنی ہے

جناب سپیکر: اب آپ نے جو تھوڑی سی بات کرنی ہے irrelevant ہو جائے گی۔ بڑی مہربانی۔ جی، اب میں نے قائد حزب اختلاف کو floor دے دیا۔ جی، میاں صاحب!

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں جو نو منتخب ممبر اسمبلی ہیں انہیں اپنی طرف سے اور اپوزیشن بنچوں کی طرف سے مبارکباد بھی دیتا ہوں اور میں ان کو خوش آمدید بھی کہتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ رانا محمود الحسن اور ہم سب مل کر پنجاب کے دس کروڑ عوام کے حقوق کے لئے اس ایوان میں جدوجہد کریں گے۔ میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں اسمبلی میں اور اس کے ساتھ ہی آپ سے پہلے بھی بات کی تھی اُس کے بعد یہاں پر سردار شیر علی گورچانی صاحب Chair کر رہے تھے کہ ڈسکہ میں جن وکلاء کا قتل کیا گیا ہے اُس بارے میں، میں ایک قرارداد out of turn پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں تمام پارلیمانی لیڈران نے بھی دستخط کئے ہیں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر، سردار وقاص حسن موکل، میاں خرم جہانگیر وٹو اور وزیر قانون و پارلیمانی امور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن ہیں۔

جناب سپیکر: اب قواعد کی معطلی کی تحریک وزیر قانون میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، قائدِ حزب اختلاف میاں محمود الرشید، میاں خرم جہانگیر وٹو، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد عارف عباسی، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ سعدیہ سہیل رانا اپوزیشن کے باقی ساتھی اور گورنمنٹ کے ساتھیوں کی طرف سے متفقہ ہے۔ جو ڈسکہ میں صدر بار ایسوسی ایشن کی ہلاکت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

## قواعد کی معطلی کی تحریک

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈسکہ میں صدر بار ایسوسی ایشن کی ہلاکت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈسکہ میں صدر بار ایسوسی ایشن کی ہلاکت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ :

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈسکہ میں صدر بار ایسوسی ایشن کی ہلاکت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، قرارداد پیش کریں۔

### قرارداد

### ڈسکہ میں بار ایسوسی ایشن کے صدر کی ہلاکت پر افسوس کا اظہار اور ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ڈسکہ میں ایس ایچ او تھانہ صدر ڈسکہ کی فائرنگ سے صدر بار ایسوسی ایشن رانا خالد عباس اور اُن کے ساتھی وکیل کی ہلاکت پر شدید غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے دلی ہمدردی کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان کی ہلاکتوں کے ذمہ داروں کے خلاف فوری کارروائی عمل میں لائی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ڈسکہ میں ایس ایچ او تھانہ صدر ڈسکہ کی فائرنگ سے صدر بار ایسوسی ایشن رانا خالد عباس اور اُن کے ساتھی وکیل کی ہلاکت پر شدید غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے دلی ہمدردی کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان کی ہلاکتوں کے ذمہ داروں کے خلاف فوری کارروائی عمل میں لائی جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ڈسکہ میں ایس ایچ او تھانہ صدر ڈسکہ کی فائرنگ سے صدر بار ایسوسی ایشن رانا خالد عباس اور اُن کے ساتھی وکیل کی ہلاکت پر شدید غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے دلی ہمدردی کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان کی ہلاکتوں کے ذمہ داروں کے خلاف فوری کارروائی عمل میں لائی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اب سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دینے کا کہا تھا اور میں آپ کے کہنے پر بیٹھ گیا تھا۔

جناب سپیکر: میں تو آپ کو پکار تا رہا ہوں آپ اٹھے ہی نہیں تھے میں آپ کو ریکارڈ دکھا سکتا ہوں۔ جی، بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں اپنے بھائی رانا محمود الحسن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی کا بل ابھی تھوڑی دیر بعد ایوان میں پیش کیا جائے گا۔ میں نے یہ عرض کرنی تھی کہ اصل میں یہ بلکہ ام میڈیکل کالج تھا اب اس میں جو ترمیم آئی ہے آج کے اخبار "ڈان" میں یہ لکھا ہے کہ اس ترمیم کے تحت پرو وائس چانسلر وزیر صحت ہو گا۔

جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ اگر تو وہ ترمیم سٹینڈنگ کمیٹی سے approve نہیں ہوئی ویسے تو وہ آنی ہی نہیں چاہئے اور دوسرا یہ کہ ایک وومن یونیورسٹی کا پرو وائس چانسلر ایک male کو ہونا یا ایک وزیر صحت کا ہونا۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر ساری بات ہو چکی ہے اب اس میں کیا کرنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر بات بھی ہو گئی ہے تو کم از کم on record یہ ضرور لایا جائے اور میں چاہوں گا کہ اس پر ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے جو فیصلے ہیں ان کو مدنظر رکھ لیا جائے۔ کل کو یہ پھر چیلنج ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ صرف ہیلتھ یونیورسٹی کے لئے نہیں ہے بلکہ تمام یونیورسٹیوں کے لئے ہوتا ہے جو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ یونیورسٹیاں ہیں ان کے پرو وائس چانسلر منسٹر ایجوکیشن ہوتے ہیں، جو ہیلتھ سے متعلقہ یونیورسٹیاں ہیں منسٹر ہیلتھ ان کے پرو وائس چانسلر ہوتے ہیں، اسی طرح ایگریکلچر سے متعلقہ یونیورسٹیوں کے ایگریکلچر منسٹر پرو وائس چانسلر ہوتے ہیں اور جو ویٹرنری سے متعلقہ یونیورسٹی ہے اس کے پرو وائس چانسلر منسٹر لائیوسٹاک ڈویلپمنٹ ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی ایسی قانون سازی نہیں کی جا رہی ہے کہ جس کو کہا جائے کہ یہ غلط ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے کہا کہ وہ male ہیں تو یہاں جو legislation کی جا رہی تھی اس میں بھی یہ کہا جا رہا تھا کہ پرنسپل صاحب کو دو سال دے دیئے جائیں حالانکہ وہ بھی تو male ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس طرح پھر وہ وومن یونیورسٹی نہیں رہے گی۔ فاطمہ جناح نے اس کو عورتوں کے لئے بنایا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ خواتین سے رائے لے لیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے رائے لے لی ہے، میں نے پہلے پوچھ لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! ایک اور پوائنٹ پر بڑا allegation تھا۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم نے باقاعدہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ بات طے کی تھی کہ لاء اینڈ آرڈر پر بات ہوگی پھر ایوان میں گندم کی خریداری کے حوالے سے بات ہوگی۔ آج جو ایجنڈا آیا ہے اس میں سب سے آخر میں اس بزنس کو رکھا گیا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اپوزیشن کی جتنی بھی پارٹیاں ہیں---

جناب سپیکر: دیکھیں، پہلے مجھے یہ تھوڑا سا کام کر لینے دیں پھر---

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پہلے ان دونوں موضوع پر بات ہونی چاہئے۔ میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ یہ انتہائی اہم بات ہے اگر گورنمنٹ یہ سمجھتی ہے کہ یہاں سے بل پاس کروا کر نکل جائیں گے اور اس طرح لاء اینڈ آرڈر اور گندم پر کوئی بات نہیں ہوگی تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ مناسب بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرا دوسرا point of clarification یہ تھا کہ یہ Bill already سٹینڈنگ کمیٹی سے recommend ہو کر آیا ہے جس کو ہم یہاں پیش کر رہے ہیں۔

## سرکاری کارروائی

## مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب سپیکر: میرے خیال میں باقی جو ان کا کام ہوگا اس کو pending کر دیں گے مجھے بس سرکاری کارروائی شروع کرنے دیں، مہربانی کریں۔

### مسودہ قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2015

**MR SPEAKER:** Minister for law to introduce the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015. Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ترمیم سے پہلے جناب کی اجازت سے حکومتی بنچوں کی جانب سے رانا محمود الحسن صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ

ہمارے بڑے سینئر ساتھی ہیں پی ایم ایل (ن) کا اثاثہ ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ پہلے دو دفعہ ممبر قومی اسمبلی رہے ہیں اب یہ صوبائی اسمبلی کے ممبر بنے ہیں۔ انشاء اللہ ہم ان کی صلاحیتوں سے استفادہ حاصل کریں گے۔

**جناب سپیکر:** بڑی مہربانی اب Bill introduce کرائیں۔

**MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman):** Mr Speaker! I introduce the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015.

**MR SPEAKER:** The Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Excise and Taxation for report within two months.

## مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروباری لائسنس ہولڈرز پنجاب 2015

**MR SPEAKER:** Minister for Law may introduce the Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015. Minister for Law!

**MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman):** Mr Speaker! I introduce the Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015.

**MR SPEAKER:** The Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Excise and Taxation for report within two months.

## مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے حیثیت خواتین پنجاب 2015

**MR SPEAKER:** Minister for Law may introduce the Punjab Commission on the Status of Women (Amendment) Bill 2015. Minister for Law!

**MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman):** Mr Speaker! I introduce the Punjab Commission on the Status of Women (Amendment) Bill 2015.

**جناب سپیکر:** اس سے بیشتر کہ میں یہ بات آگے بڑھاؤں اس بارے میں، میں تمام منسٹر صاحبان سے گزارش کروں گا کہ جتنے صاحبان تشریف فرما ہیں جب تک اس پر مکمل بحث نہ ہو جائے اس وقت تک باہر جانے سے ذرا پرہیز کریں۔ بڑی مہربانی۔

The Punjab Commission on the Status of Women (Amendment) Bill 2015 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Gender Mainstreaming for report within two months.

## مسودہ قانون تشدد کے خلاف تحفظ خواتین پنجاب 2015

**MR SPEAKER:** Minister for Law may introduce the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015. Minister for Law!

**MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman)**: Mr Speaker! I introduce the Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015.

**MR SPEAKER:** The Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Social Welfare and Bait ul Maal for report within two months.

## مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

**جناب سپیکر:** اپوزیشن کی طرف سے یہ ترامیم آئی ہوئی ہیں اگر کہتے ہیں تو میں ان کو پڑھ دیتا ہوں کیونکہ جو Consideration and Passage of Bill ہے اس کے بارے میں یہ بات کر رہے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ان کو پڑھ دوں اگر چاہتے ہیں تو ان کو pending کر دیتے ہیں۔

**قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):** جناب سپیکر! وہ آپ pending کر دیں اور اگر وزیر قانون کہتے ہیں کہ نہیں اس پر بات ہونی چاہئے تو۔۔۔

**جناب سپیکر:** دیکھیں، ان کی بات بھی سن لیں۔ منسٹر صاحب! آپ نے بات سنی ہے یہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی بات ہو رہی ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):** جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ جہاں جہاں اس میں ہماری ترامیم تھیں وہاں سے شروع کر دیں۔ انہوں نے کچھ ترامیم دی ہوئی تھیں ہم نے تقریباً کچھ ترامیم کر لی ہوئی تھیں۔

## مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015

(۔۔۔جاری)

## CLAUSE 21

**MR SPEAKER:** Now, we resume consideration on the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015.

Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. A total of 6 amendments have been proposed in it. The first amendment was lost. Now, we take up next amendment in the Bill.

Second, third, fourth, fifth and sixth amendments are from: Ms Iffat Maraj Awan, Mrs Fozia Ayub Qureshi, Mrs Tehseen Fawad, Mrs Kaneez Akhtar, Mrs Azra Sabir Khan, Chaudhary Muhammad Iqbal, Mrs Raheela Khadim Hussain, Malik Zulqarnain Dogar, Mr Abdul Rauf Mughal, Malik Muhammad Hanif Awan, Mian Tariq Mehmood, Sheikh Ijaz Ahmad, Mrs Farzana Butt, Mrs Salma Shaheen Butt, Mrs Nasreen Jawaid Alias Nasreen Nawaz and Dr. Farzana Nazir.

Due to loss of first amendment in Clause 21, these amendments have become inadmissible being in fructuous under the Rule 99 and are ruled out of order.

Now, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):** جناب سپیکر!۔۔۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

**قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):** جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت دو چیزوں پر بحث ہونی ہے جس میں لاء اینڈ آرڈر، گندم کی خریداری ہے۔۔۔

**جناب سپیکر:** جی، میں اسی پر ہی آ رہا ہوں۔

**قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):** جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ وعدہ فرمایا تھا۔۔۔

**جناب سپیکر:** میری بات سنیں۔ یہ کلاز نمبر 22 پڑھنے دیں اور اس کے بعد انشاء اللہ میں اس بحث پر آ رہا ہوں۔ یہ آپ کی طرف سے ترمیم ہے۔

## CLAUSE 22

**MR SPEAKER:** Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hassan Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Qazi Ahmad Saeed,

Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar.

**قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):** جناب سپیکر! ہم یہ ترمیم واپس لیتے ہیں اور ہمارا وہ بزنس زیادہ ضروری ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، انہوں نے ترامیم واپس لے لی ہیں۔

Now, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 23**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 24**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 25**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 26**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 27**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**ADDITION OF NEW**

**CLAUSE 28, 29 & 30**

**MR SPEAKER:** There is an addition of new Clause 28, 29 & 30. The amendment is from Dr. Farzana Nazir.

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ابھی ایسا نہیں کریں گی۔ آپ کی کلاز تو کہیں اور چلی گئی ہیں۔

Since this amendment is inconsistent to Clause 20 of the Bill which has already been passed, therefore, the same is inadmissible under Rule 106 (b) and 198(4) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab and are ruled out of order.

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! جب سپیکر بول رہا ہو تو پھر اس کو ٹوکتے نہیں ہیں۔ آپ کی مہربانی۔ اب Question Put ہو گیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

**CLAUSE 28**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 29**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 30**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 31**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 32**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 33**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. As the amendment has been withdrawn, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 34**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. As the amendment has been withdrawn, the question is:

"That Clause 34 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 35**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. As the amendment has been withdrawn, the question is:

"That Clause 35 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 36**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 37**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 38**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**CLAUSE 39**

**MR SPEAKER:** Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 39 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

## CLAUSE 40

**MR SPEAKER:** Now, Clause 40 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 40 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

## CLAUSE 2

**MR SPEAKER:** Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

## CLAUSE 1

**MR SPEAKER:** Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

## PREAMBLE

**MR SPEAKER:** Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

## LONG TITTLE

**MR SPEAKER:** Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

**MR SPEAKER:** Now, third reading starts. Minister for Law!

**MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman):** Mr Speaker! I move:

"That the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 be passed."

**MR SPEAKER:** The motion moved is:

"That the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

**محترمہ نبیلہ حاکم علی خان:** جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** پہلے مجھے بات کر لینے دیں پھر اس کے بعد آپ بات کریں۔

## مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015

**MR SPEAKER:** First reading start. Now, we take up University of Jhang Bill 2015. Minister for Law may move the motion.

**MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman):** Mr Speaker! I move:

"That the University of Jhang Bill, 2015 as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once."

**MR SPEAKER:** The motion moved is:

"That the University of Jhang Bill, 2015 as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once."

اس کو مندرجہ ذیل معزز ممبران چودھری مونس الٰہی، سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد عارف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے oppose کیا گیا ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کے دوستوں سے request کروں گا کہ دس منٹ کی بات ہے یہ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پھر وہی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ میری بات سنیں، میں نے جو commitment کی ہے پھر آپ اس پر پورا اترنے کی کوشش کرتے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم نے جو commitment کی تھی اس کے مطابق ہم نے اپنی تمام ترامیم کو withdraw کیا تاکہ ہمارے ممبران کو امن عامہ پر بحث کرنے کا موقع مل سکے، گندم کی خریداری میں جو گھپلے ہو رہے ہیں اس پر بھی ہم بات کر سکیں، کسانوں کی بات کر سکیں، مزدوروں کی بات کر سکیں۔ آپ کے وعدے پر ہم نے یہ ترامیم withdraw کی ہیں۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ انہوں نے ساری ترامیم اور بلوں کو bulldoze کرنا ہے تو ان کی مرضی ہے۔ ہمیں اس بارے میں بتا دیں پھر ہم نے اس پر جو سوچنا ہو گا وہ ہم کر لیں گے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! میرے خیال میں۔۔۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! مجھے آپ اجازت دیں۔

جناب سپیکر: میں اجازت تو یقیناً آپ کو دوں گا لیکن آپ مجھ پر بھی مہربانی کریں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے اور باقی معزز ممبران سے request کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دو یونیورسٹیوں کا معاملہ ہے اگر یہ مہربانی کریں تو دس منٹ کا کام ہے۔ پہلے بھی انہوں نے بڑی مہربانی فرمائی ہے، یہ دس منٹ کے لئے اور مہربانی کر دیں کیونکہ یہ ایجوکیشن کے لئے سارا سلسلہ ہو رہا ہے، اگر یہ نہیں مانیں گے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پنجاب کے جو کسان ہیں۔۔۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں اگر آپ مہربانی کریں تو میں کچھ عرض کروں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ان کے لئے حکومتی بنچوں سے جتنی آواز بلند ہوئی ہے اتنی آواز تو شاید اپوزیشن بنچوں سے بھی نہیں ہوئی۔ سب لوگ پریشان ہیں اور اسمبلی کا یہ ایوان آخر کس لئے ہے؟ اگر ہم نے مزدوروں کی بات نہیں کرنی، کسانوں کی بات نہیں کرنی تو پھر کس کی بات کرنی ہے۔ آپ نے خود ہی یہ word کہے ہیں کہ فاطمہ جناح یونیورسٹی کا معاملہ pending ہو جائے گا، ہم نے آپ کی اسی یقین دہانی پر اس بل میں جتنی ترامیم تھیں وہ withdraw کر لیں۔ اب میرا یہ خیال ہے کہ انہیں اس بات کا احترام کرنا چاہئے، آپ کے words کا بھی احترام کرنا چاہئے اور ہمیں لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنی چاہئے، آپ ٹائم بھی دیکھ لیں اس وقت 6:45 ہونے والے ہیں۔ اس کے بعد بھی ان معاملات پر ایوان میں ایک، ایک گھنٹہ بھی بات نہیں ہوتی تو پھر یہ تو بالکل مذاق والی بات ہے۔ ہم نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بھی اس پر کھل کر بات کی، اس پر بات کرنے کے لئے دو دن رکھے گئے تھے حالانکہ گندم والا معاملہ بھی بعد میں add ہو گیا۔ میرا یہ خیال ہے اور حکومتی بنچوں سے یہ کہوں گا کہ کوئی قیامت نہیں آ جائے گی اگلے پندرہ بیس دنوں میں یہ بل پاس ہو جائیں گے۔ آپ تو آرڈیننس پر آرڈیننس لے کر آ جاتے ہیں، آپ کل پھر آرڈیننس لے آئیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں کہ قائد حزب اختلاف نے جو رویہ اختیار کیا ہے یہ یقیناً۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے کیا رویہ اختیار کیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ انہوں نے رویہ اختیار نہیں کیا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ غلط بات ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے میری commitment آپ کو یاد کروائی ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ میری بھی بات سن لیں، مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جب میں بات کر رہا تھا تو درمیان میں کھڑے ہو کر انہوں نے دوبارہ اپنی بات شروع کر دی۔ میں ان کے احترام میں پھر بھی بیٹھ گیا لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایک شخص بات کر رہا ہے، آپ request نہیں مانتے نہ مانیں لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ جب چاہیں، جب مرضی ہو بات کر لیں تو کوئی اور بات کرے تو آپ اس میں interfere کریں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی respect کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں ان سے ایک دفعہ پھر request کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے یہاں پر جتنی بھی باتیں کی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ قابل احترام ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جھنگ اور ساہیوال کے لوگوں کا ایک issue تھا اور ایجوکیشن کے حوالے سے تھا، یہ اگر مان جاتے تو جتنی دیر ہم نے یہاں پر آپس میں بحث کی ہے، اتنی دیر میں یہ بل پاس ہو جانے تھے۔ یہ ایجوکیشن کے حوالے سے اپنی خدمات دے سکتے ہیں اور نہ ہی اس کو positive sense میں لینا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کم از کم اچھا gesture نہیں جائے گا۔ اب ان کی مرضی ہے۔ میں نے پھر بھی ان سے ایک request کر لی ہے۔ شکریہ

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ یونیورسٹیوں کا ایک اہم بل تھا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حکومتی بنچوں ایجوکیشن کے معاملے میں بڑے serious ہیں اس لئے میری آپ سے درخواست ہو گی کہ آپ اس اجلاس کو تین چار دن کے لئے بڑھا دیں تاکہ اس پر ایک اچھی discussion ہو جائے اور اس پر ایک اچھی legislation ہو جائے، تاکہ ہمارا point of view بھی آ جائے اور ان کا بھی آ جائے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ دونوں یونیورسٹیوں کے بل ہیں، تعلیم کی یہ بات کرتے رہتے ہیں، اگر یہ بل پاس ہو جاتے تو کون سی قیامت آ جانی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! Aunty میں نے کیا کہا ہے؟

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ No cross talk. No cross talk.

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں نے تو کہا ہے کہ یونیورسٹیوں کا معاملہ تھا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! او میں کہہ کی دتا اے۔ میں گل ای کی کر دتی اے۔ میں نے ایسی کیا بات کر دی ہے۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ تین چار دن کے لئے اجلاس بڑھا دیں اس سے ایک اچھی discussion ہو جائے گی۔ اس پر بھی انہیں اعتراض ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ اپنے آپ کو خود ہی غلط ثابت کر رہے ہیں کہ ابھی آپ نے فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی کے سلسلے میں اپنی تمام ترامیم واپس لے لی تھیں لیکن اب خود ہی یہ بات کر رہے ہیں کہ اس کے لئے ایک ٹائم رکھنا چاہئے۔ یہ لاہور کا مسئلہ تھا اس بل کو تو آپ نے پاس کروا دیا اور باقی پنجاب کو سمجھتے ہیں کہ یہ آپ کی دسترس سے باہر ہے، آپ کا یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! اتنا rash نہ ہوا کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ بات غلط ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے کبھی بھی اس لحاظ سے نہیں سوچا۔ لیڈر آف اپوزیشن نے بات کی آپ نے یعنی Chair نے commitment کی کہ جناب فاطمہ جناح یونیورسٹی کے بل پاس ہونے کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر discussion کر لیں اور ہم اس بات پر چپ کر کے بیٹھ گئے، ہم نے کہا ٹھیک ہو گیا۔ آپ بے شک بیس یونیورسٹیوں کے لئے بل لے کر آئیں، اجلاس تین چار روز کے لئے بڑھا دیں ہم اس پر بات کرنا چاہیں گے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ نے یہ بات پہلے کرنی تھی۔

جناب سپیکر: اس طرح سے نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے بات کی۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہمیں ان کے روّیہ پر افسوس ہے لیکن آپ نے جو بات کی ہے میں اس کو honour کرتا ہوں، آپ جیسے کہتے ہیں اس پر عمل کریں گے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ کا بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی ساہیوال کے حوالے سے ہی ہے اور آج مجھے یہ بھی نظر آ رہا ہے کہ وزیر موصوف ساہیوال کے معاملے پر بڑے serious بات کر رہے ہیں۔ میں چاہوں گی کہ میری اس بات کے اندر وہ بھی اپنے رائے کو ضرور شامل کریں۔ ساہیوال میں ایک میڈیکل کالج کا قیام 2010 میں عمل میں لایا گیا تھا، 2011 میں اس کی پہلی کلاس شروع ہوئی اور اس وقت بچوں کا آخری سال چل رہا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس کو پی ایم ڈی سی نے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال صاحب! لاء اینڈ آرڈر پر بحث کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! پہلے میری بات کو تو مکمل ہونے دیں۔

## بحث

## امن وامان پر عام بحث

جناب سپیکر: وہ بات wind up ہو گئی، اب اس بات کو ختم کر دیا گیا ہے، اس پر پھر کسی وقت بات کریں گے اب لاء اینڈ آرڈر پر بات کرتے ہیں۔ محترمہ مہربانی۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ساہیوال کا مسئلہ تھا اس لئے منسٹر صاحب کو بولنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ cross talk نہ کریں، آپ مہربانی کریں۔ میں نے میاں محمد اسلم اقبال صاحب کو floor دے دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں نے آپ کو floor دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم نے یہ باتیں کس کو سنانی ہیں؟ وزیر داخلہ ایوان میں نہیں ہیں، آفیسرز گیلری میں نہیں تو باتیں کسے سنانی ہیں؟

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! وزیر داخلہ صاحب ادھر ہی ہیں آ رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ میرا حق بنتا ہے میں نے بات کی ہے اس پر کسی کو تپنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرا حق بنتا تھا میں نے بات کر دی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی ہے، آپ بات کریں۔ لاء منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں وہ آپ کے تمام points note کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں صوبے کے اندر امن و امان کے حوالے سے بات کر سکوں۔ کسی بھی مہذب ملک کے اندر امن و امان کسی بھی لحاظ سے بہت ضروری ہوتا ہے تاکہ وہاں کے لوگ ایک اچھی زندگی گزار سکیں، ملک کے اندر سرمایہ کاری آئے اور اس کے نتیجے میں لوگوں کو روزگار میسر ہو اور اس ملک کے اندر لوگ سکون کی نیند سو سکیں۔ یہاں پر امن و امان کے حوالے سے میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے بات کروں گا۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی بحث کو دو تین حصوں میں مختصر کرتے ہوئے اس ایوان کے سامنے رکھوں گا۔ امن و امان کے حوالے سے پولیس نے جس طرح صوبے کے اندر امن و امان کی صورتحال کو کنٹرول کرنا ہوتا ہے ہمیں سب سے پہلے ان کے تحفظات پر غور کرنا پڑے گا۔ 1985 سے لے کر اب تک ایک بات ہمیشہ سے اخبارات میں پڑھتے چلے آئے اور ابھی تک سنتے چلے آئے کہ وزیر اعلیٰ صاحب تھانہ کلچر بدلنا چاہتے ہیں، حلف لینے کے بعد، پھر بجٹ کے بعد وزیر اعلیٰ نے جو فرمایا ان تمام اخبارات کی کٹنگ میرے پاس موجود ہے۔ جب وزیر اعلیٰ نے حلف لیا اور اس کے بعد اس floor پر فرمایا کہ ہم تھانہ کلچر بدلیں گے، ہم پٹوار کلچر بدلیں گے دو مہینے روزانہ اخبارات کے اندر یہ بات چلی نیچے والی ہیڈنگ کبھی اوپر چلی جاتی تھی اور کبھی اوپر والی ہیڈنگ نیچے آ جاتی تھی، کبھی پٹوار کلچر اوپر چلا

جاتا تھا کبھی تھانہ کلچر نیچے آ جاتا تھا، کبھی تھانہ کلچر اوپر چلا جاتا تھا۔ پچھلا بجٹ آیا اب اگلا بجٹ پھر آنے والا ہے لیکن ابھی تک وزیراعلیٰ صاحب ایک ہی سٹیٹمنٹ فرما رہے ہیں کہ ہم تھانہ کلچر بدلیں گے، تھانہ کلچر بدلنا ہو گا، کون بدلے گا؟ تھانہ کلچر اپوزیشن پر بیٹھے بنچز نے نہیں بدلنا آپ کو پہلے یہ دیکھنا پڑے گا کہ آپ پولیس کو دے کیا رہے ہیں اور ان سے آپ کی توقعات کیا ہیں؟ لاہور کے اندر تقریباً 86 کے قریب تھانے اور دس پندرہ کے قریب چوکیاں ہیں۔ تھانے کی اپنی بلڈنگز بہت کم ہیں باقی کرائے کی بلڈنگز میں سارا سلسلہ چل رہا ہے۔ آپ کسی ایک تھانے میں چلے جائیں وہاں پر جا کر ان تھانے والوں کی ذرا حالت زار پر تھوڑا سا غور کر لیں۔ ان کے پاس اپنی بلڈنگ نہیں ہے، بیٹھنے کو کمرہ نہیں ہے، پنکھے نہیں، واش روم نہیں، سونے کو جگہ نہیں، حوالات نہیں، ملزموں کو ہاتھ کڑیاں باندھ کر کرسی کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے۔ آپ تھانہ کلچر بدلنے کی بات تو بڑے اچھے انداز میں کرتے ہیں لیکن آپ نے تھانے کو دیا کیا ہے؟ پھر ان سے توقعات کرتے ہیں کہ ہمیں یہ چیزیں بھی ملیں۔ جب تک آپ اخبار کے اشتہارات سے باہر نکل کر صحیح معنوں میں پولیس کے infrastructure پر پیسا خرچ نہیں کریں گے تو کوئی رزلٹ نہیں آنا۔

جناب سپیکر! آپ پیسا تو اپنی ذات کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ میں آپ کو ابھی ایک لیٹر دکھاؤں گا اور آپ کی تھوڑی سی توجہ کا طلبگار ہوں۔ صوبے میں امن وامان کی صورتحال آپ کے سامنے ہے۔ لاہور کی چند سڑکوں پر شاید حکومت کہیں نظر آتی ہو لاہور سے ذرا سا باہر نکل جائیں یا لاہور کے اندر ہی رات کو لاہور کے تھوڑے سے دور کے ایریا میں نکل جائیں تو رات کو کوئی بندہ موٹر سائیکل پر ان علاقوں میں نہیں جا سکتا وہ علاقے no go areas بنے ہوئے ہیں۔ آپ اپنے علاقے میں ہی دیکھ لیں کہ آپ کے علاقے میں پولیس والوں کو اٹھا کر لے گئے اور چھوٹو گینگ کے ساتھ bargaining ہو رہی ہے، ان کے ساتھ گفت وشنید ہو رہی ہے اور جا کر ہاتھ جوڑ کر، معافی مانگ کر، پیسے دے کر پتا نہیں کس طریقے سے آپ اپنے بندے واپس لائے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ایک لیٹر ہے (معزز ممبر نے لیٹر لہرا کر دکھایا) اس صوبہ پنجاب کے موجودہ آئی جی پولیس نے وزیراعلیٰ کو ایک سمری بھیجی۔ اس سمری کے اندر انہوں نے کہا ہے کہ:

Construction of expanded metal mass boundary wall around Prime Minister’s residence Jati Umra Lahore.

جناب سپیکر! اب اس کے لئے کتنے پیسے رکھے گئے؟ جاتی امراء کے اندر وزیر اعظم کی جو رہائش گاہ ہے اس کے ارد گرد boundary wall بنانے کے لئے 32.425 ملین روپے مانگے گئے ہیں۔ یہ خط 12-01-15 کو لکھا گیا۔ شہر میں امن وامان کی صورتحال انتہائی خراب ہو چکی ہے اور جاتی امراء پر پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اب اگلی بات سُنیں۔ آئی جی پولیس نے ایک اور خط لکھا جس میں انہوں نے کہا کہ جاتی امراء میں 90 عدد CCTV کیمرے لگائے جائیں۔ پورے صوبہ پنجاب میں امن وامان کی صورتحال ابتر ہو چکی ہے اور یہ 90 کیمرے جاتی امراء میں لگوا رہے ہیں جس کے لئے انہوں نے 26.301 ملین روپے مانگے ہیں۔ اسی طرح ایک سو LED Flood lights. لگوائی گئیں جس کے لئے 40.523 ملین روپے رکھے گئے۔ ذاتی رہائش گاہ پر غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی لگائی جا رہی ہے جبکہ دوسری طرف تھانوں میں بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔ یہ صرف اپنی ذاتی رہائش گاہ کو محفوظ بنانے کے لئے غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی لگا رہے ہیں۔ اُدھر جس طرح کی سڑکیں بنائی جا رہی ہیں اور سیوریج سسٹم ڈالا جا رہا ہے اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ میں کہوں گا کہ ہمارے ملک میں جمہوریت ہے شہنشاہیت نہیں اور ہم عوام ہیں رعایا نہیں ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آئین اور قانون کے مطابق اس صوبے کو چلایا جائے۔

جناب سپیکر! آپ کارڈیالوجی ہسپتال لاہور میں چلے جائیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہاں پر ایک ایک بیڈ پر کئی کئی مریض پڑے ہوئے ہیں جبکہ یہ جاتی امراء میں 100 ایسی لائٹیں لگوا رہے ہیں جو کہ چار لاکھ روپے میں ایک آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں اسلم اقبال صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میں میاں محمود الرشید قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون سے کہوں گا کہ اگر وہ اتفاق کریں تو معزز ممبران کی تقریر کے لئے کوئی time limit مقرر کر لی جائے کیونکہ فہرست بہت لمبی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر time limit fix کر لیں تو بہتر رہے گا اس طرح زیادہ سے زیادہ معزز ممبران بات کر سکیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ ایوان کا وقت مزید بڑھا لیجئے گا یا اجلاس کو ایک دن extend کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے کوئی اعتراض نہیں میں تو ساری رات آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ time limit اس لئے fix کر رہے ہیں کیونکہ حکومت کی بے عزتی ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایسی بات نہیں ہے۔ میں خود بھی time limit fix کر سکتا تھا لیکن میں چاہتا ہوں کہ وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف باہمی مشاورت سے کوئی فیصلہ کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! time limit fix کرنی چاہئے کیونکہ میاں محمد اسلم اقبال صاحب ایک ہی چیز کو repeat کرتے جا رہے ہیں۔ یہ پانچ منٹ کی بات جب آدھے گھنٹے میں کریں گے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ یہ پانچ منٹ میں بھی اپنی بات مکمل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ لکھا ہوا ہے اسے جلدی سے پڑھ کر سُنا دیں۔ میرا خیال ہے کہ پانچ یا سات منٹ کا time fix کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سات منٹ کا وقت ہر معزز ممبر کو ملے گا اور سات منٹ کے بعد bell بج جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال صاحب! اب آپ جلدی سے wind up کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایک غریب آدمی اپنی ریاست اور حکومت کی طرف دیکھتا ہے کہ اسے علاج معالجہ کی مفت سہولت میسر ہو کیونکہ اس کی جیب اجازت نہیں دیتی کہ وہ پرائیویٹ ہسپتال میں اپنا علاج کروا سکے۔ مجبوراً وہ کسی سرکاری ہسپتال میں چلا جاتا ہے اور وہاں پر اس کی باری ہی نہیں آتی جبکہ وزیراعظم کے گھر پر چار لاکھ روپے کی ایک لائٹ لگائی جا رہی ہے۔ کتنے مزدور پہلی منزل سے اینٹیں اُٹھا کر اُوپر والی منزل تک لے کر گئے ہوں گے، ان کو اس کی مزدوری ملی ہو گی اور پھر باہر جا کر انہوں نے اپنے کھانے پینے کی کچھ چیزیں خریدی ہوں گی، اس پر ٹیکس دیا ہو گا اور وہ ٹیکس کی رقم وزیراعظم کے گھر پر خرچ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! ایک ہزار بندے کا پروٹوکول، 20 کروڑ عوام ایک ہزار بندے کو پالنے کے لئے روزانہ محنت مزدوری کرتی ہے۔ ان کے protocol اور ان کی بڑی بڑی گاڑیوں پر غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی خرچ ہو رہی ہے۔ سارا protocol اور پولیس کی ساری گاڑیاں ان کی آل اولاد کے آگے پیچھے لگی ہوئی ہیں تو پھر لاہور میں امن وامان کی صورتحال کیسے ٹھیک ہو سکتی ہے؟ کسی تھانے کی نفری پوری نہیں ہے۔

جناب سپیکر! پولیس کے ذریعے لینڈ مافیا کا کام ہوتا ہے۔ چند دن پہلے ایس پی کینٹ کو تبدیل کیا گیا ہے۔ پتا کریں کہ وہ ایس پی کس بات میں involve تھا اور حکومت کا کون سا منسٹر، کون سا ایم پی اے اور کون سا کونسلر اس کے ساتھ مل کر کس جگہ پر قبضہ کر رہا تھا؟

سید زعیم حسین قادری: آپ نام لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ ان کا رویّہ دیکھ لیں۔ مجھے بات تو کرنے دیں۔

**MR DEPUTY SPEAKER:** Order please. Order in the House. No cross talk please.

جناب محمد وحید گل: میاں صاحب! علیم خان کا ذکر بھی کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وحید گل صاحب! آپ ہی کی کمی تھی۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں نے تو نام بتایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وحید گل صاحب! یہ مناسب بات نہیں۔ آپ خاموشی سے ان کی بات سُنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب آپ پولیس کو ذاتی مقاصد کے لئے ان کو اپنا ذاتی ملازم سمجھ کر استعمال کریں گے تو پھر کیسے امن وامان برقرار رہ سکے گا؟۔۔۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ ایک ہی بات کو بار بار repeat کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے ان کی بار بار مداخلت پر اعتراض کوئی نہیں لیکن میں ایک بات آپ سے کہہ دیتا ہوں اور میں یہ بات on record کہتا ہوں کہ بجٹ کے موقع پر جب وزیراعلیٰ تقریر کریں گے تو میں نہیں کرنے دوں گا۔ یہ میری آپ کے ساتھ commitment and guarantee ہے۔ (قطع کلامیاں)

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ ایوان کسی کی جاگیر نہیں ہے۔ میں بھی دیکھوں گا کہ وزیراعلیٰ صاحب کو تقریر کرنے سے کون روکتا ہے؟

**MR DEPUTY SPEAKER:** Order please. Order in the House.

زعیم قادری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! اپنے موضوع پر رہیں اور مجھے مخاطب کر کے بات کریں۔

**میاں محمد اسلم اقبال:** جناب سپیکر! میں نے پہلے وزیر اعلیٰ کو تقریر نہیں کرنے دی تھی اور میں اب بھی نہیں کرنے دوں گا۔ انشاء اللہ مجھ میں اتنی ہمت اور جرأت ہے کہ میں ان کا سامنا کر سکتا ہوں۔ آپ وزیر اعلیٰ کو لے کر آئیں میں انہیں تقریر نہیں کرنے دوں گا۔ یہ میرا آج آپ سے وعدہ ہو گیا۔ (شور و غل)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ سب تشریف رکھیں۔ Order in the House. سید زعیم قادری صاحب تشریف رکھیں۔ وحید گل صاحب! تشریف رکھیں۔

**سید زعیم حسین قادری:** جناب سپیکر! ہم بھی دیکھ لیں گے کہ آپ کیسے وزیر اعلیٰ صاحب کو تقریر کرنے سے روکتے ہیں؟

**جناب محمد وحید گل:** جناب سپیکر! ہم آپ کو بھی دیکھ لیں گے۔

**میاں محمد اسلم اقبال:** جناب سپیکر! دیکھ لیں۔ ایسی کی تیسی۔ کوئی اتنی لٹ نہیں پڑی ہوئی، ویسے بھی میں لاہور میں ہی ہوتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میاں صاحب! آپ اپنے موضوع پر رہ کر بات کریں اور ایسی بات سے اجتناب کریں کہ جس سے ماحول خراب ہو۔

**جناب محمد وحید گل:** جناب سپیکر! یہ علیم خان کا نام کیوں نہیں لیتے، ان کا نام لیں اور ان سے بڑا قبضہ گروپ کون ہے؟

**جناب ڈپٹی سپیکر:** وحید گل صاحب! تشریف رکھیں۔ بس اب بیٹھ جائیں اور ان کو بات کرنے دیں۔ میاں صاحب! آپ ایسی بات نہ کریں کہ جس سے پھر ادھر سے جواب آئے۔

**میاں محمد اسلم اقبال:** جناب سپیکر! اگر سال 15-2014 کے پہلے ساڑھے چار ماہ کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ صوبہ پنجاب کے اندر 277 فیصد crime بڑھا ہے---

**جناب ڈپٹی سپیکر:** میاں صاحب! wind up کر لیں کیونکہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

**میاں محمد اسلم اقبال:** جناب سپیکر! یوحنا آباد کے واقعہ کے حوالہ سے میرے پاس وہاں کے جوزف صاحب کا WhatsApp بھی record پر ہے انہوں نے کہا کہ یوحنا آباد کا واقعہ کروانے میں وزیر اعلیٰ صاحب کا ہاتھ ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! مجھے یہ بات کرنے دیں۔ آج آپ اُسی بندے کو protection دے رہے ہیں، اُس کو آپ پکڑنا نہیں چاہتے اور آج وہ اُسی طرح سرِعام دندناتا پھر رہا ہے۔ میں تو ان کے حق کی بات کر رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، ملک محمد ارشد صاحب! نہیں، نہیں محترمہ! تشریف رکھیں، بیٹھ جائیں۔ اجلاس کا ٹائم ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آج آپ نے مجھے امن و امان پر بات کرنے کا موقع دیا۔ آج ہم لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے جا رہے ہیں تو آپ یہ دیکھیں کہ صوبہ پنجاب میں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی پوری کوشش ہے کہ پولیس کلچر کو جلد سے جلد بدلا جائے۔ ہمارے صوبہ میں اُسی وقت امن ہو سکتا ہے کہ جب ہم واقعی اس کلچر کو بدلیں گے۔ میں آپ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے نہایت مختصراً بات کروں گا۔۔۔

(اذانِ مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بیس منٹ کے لئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی بیس منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر شام 7:45 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ارشد ملک صاحب!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر good governance سے جنم لیتا ہے اور good governance تبھی ہوتی ہے جب غریب اور امیر کو بلا امتیاز انصاف ملے۔ میں نے جو حالات کا جائزہ لیا ہے اور اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ میں 10/8 نکات پر روشنی ڈالوں گا اور آپ کے گوش گزار کروں گا۔ آپ دیکھیں کہ پولیس کے لئے خطیر بجٹ دیا جاتا ہے جو کہ حکومت پنجاب کے ٹیکسوں کی مد میں اکٹھے کئے گئے ذرائع سے ہوتا ہے اور حال یہ ہے کہ جب پولیس کی حالیہ دنوں میں grading ہوئی تو ایسے ایسے افسران کے گریڈ کو ڈی ایس پی، ایس پی، انسپکٹرز کو گریڈ اے دیا گیا تو اسے کہتے ہیں جو بہت ایماندار بندہ ہو اور بی گریڈ normal یا below اسے سی گریڈ جو بالکل کسی بھی گریڈ کے لئے نااہل ہو۔ ایسے ایسے بندوں کے لئے جو سفارشات مرتب کیں وہ دیکھنے میں ایسی گھناؤنی تھیں کہ جو کرپٹ ترین لوگ تھے انہیں by choice اے گریڈ دے دیا گیا۔ جب میں نے visit کیا تو میرے

مشاہدے میں یہ بات بھی آئی کہ تھانے میں good governance اور پولیس کا کنٹرول کیوں نہیں ہے تو یہ مشاہدے میں آیا کہ بہت بڑے بڑے سرکل ہیں اور پوری تحصیل میں ایک ڈی ایس پی ہے جو پورے سرکل کو کنٹرول کرتا ہے اور 8 سے 10 تھانوں میں صرف ایک ہی ڈی ایس پی ہے۔ اگر اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہے تو یہ possible ہی نہیں ہے کہ دو تھانوں میں کوئی واردات ہو جائے تو ایک وقت میں وہ move کر سکے۔ اسی طرح تھانوں کی حدود بھی مشاہدے میں آئیں کہ ایک ہی road پر واقع چکوک ہیں، کوئی بہت نزدیک تھانے میں لگا ہوا ہے اور ایک کو بہت دور دراز تھانے کی حدود میں شامل کر دیا گیا ہوا ہے۔ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پولیس کا اس پر کنٹرول نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ پرانا فرسودہ نظام ہے جس کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اور آج یہ حالات ہیں کہ بہت سے لوگ جب واردات ہو جاتی ہے تو وہ تھانے تک پہنچ ہی نہیں پاتے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! تجاویز بھی دے دیں ناں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ساہیوال میں غازی آباد تھانہ ہے جس کی boundary تھانہ صدر چیچہ وطنی کی حدود میں آتی ہے۔ اگر وہاں پر کوئی واردات ہو جائے تو تھانہ صدر سے ہی پولیس آئے گی چاہے اسے آنے میں ایک گھنٹہ لگے یا دو گھنٹے لگیں اور تھانہ غازی آباد کی پولیس ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھی رہتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! wind up کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی میرا ٹائم نہیں ہوا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے اس لئے آپ wind up کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! تھانوں کے اندر نفری کے حالات یہ ہیں کہ ایک تھانے میں پنتیس چالیس گاؤں ہیں، چونکہ میرا تعلق دیہی علاقے سے ہے اور پچیس سے لے کر چالیس لوگوں کی نفری چالیس، چالیس گاؤں کو کنٹرول کرتی ہے جو کہ possible نہیں ہے۔ اس کے لئے میری یہ suggestion ہے کہ پولیس کی نفری کو زیادہ کیا جائے اور تھانوں کو rationalize کر کے جو چکوک ہیں وہ تقریباً متوازن کر دیئے جائیں اور اسی طرح جو بڑے سرکل ہیں ساہیوال کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ساہیوال میں ایک ہی صدر سرکل ہے جس میں سارا رورل کا علاقہ آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، next

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف دو گزارشات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ منسٹر صاحب کو لکھ کر دے دیں آپ کا بہت شکریہ ۔ میاں نصیر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جی، جناب پارلیمانی لیڈر سردار وقاص حسن موکل صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز کروں گا کہ پنجاب پولیس کا جو وژن جو انہوں نے اپنی ویب سائٹ پر لکھا ہوا ہے وہ میں پڑھ کر سناؤں گا اُس کے اندر لکھا ہوا ہے کہ:

"Transformation of Punjab police thoroughly professional and service oriented force, accountable to people."

ان کا جو pledge ہے وہ یہ کہتا ہے کہ:

"Protect life, property and liberty of citizen. Ensure justice and fair play. Ensure fair investigation."

جناب سپیکر! اس سے زیادہ اچھا وژن اور pledge on paper نہیں ہو سکتا لیکن اس کے اندر سے کوئی ایک چیز on ground practically اگر ہو رہی ہے تو میری درخواست ہو گی اپنے محترم وزیر صاحب سے کہ وہ بتائیں میں ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس ایوان میں جو لسٹ آپ کے سامنے ممبران کی پڑی ہوئی ہے اُس کے اندر حکومتی بنچز بھی ہیں اُس کے اندر اپوزیشن بھی ہے کوئی ایک محترم ممبر اسمبلی اگر یہ کھڑا ہو کر کہے گا کہ وہ پنجاب پولیس کی کارکردگی سے خوش ہے یا مطمئن ہے تو میں یہ سمجھوں گا کہ اس محکمہ کی بہت بڑی کارکردگی ہے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ کسی کے اوپر تنقید کرنا سب سے آسان کام ہے۔ میرا وزیر صاحب سے اگلا سوال یہ ہو گا کہ کیا پولیس نے identify کیا ہے کہ کہاں پر مسئلہ ہے وزیراعلیٰ صاحب نے اگر یہ مانا ہے کہ وہ تھانے کلچر کو ختم نہیں کر سکے تو کیا وہ root cause تک پہنچے ہیں۔ ماڈل تھانے بنا دینا حل نہیں ہے، ایک بلڈنگ کے اوپر اچھا رنگ اور روغن اچھے ڈسک لگے ہوں اچھی ٹیبل لگی ہو اُس سے کوئی achievement نہیں ہوتی۔ سوال انسان پر آتا ہے کہ وہاں پر جو ذمہ دار ایس ایچ او ہے، وہاں پر جو متعلقہ سپاہی ہے، جو سب انسپکٹر ہے جب تک وہ اس چیز کے اندر ذمہ داری کو نہیں سمجھیں گے یہ پولیس کا محکمہ کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ میں بالکل یہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید ڈی پی اوز بہت اچھے ہوں، ڈی آئی جیز بہت affective ہوں، آئی جی صاحب بہت زبردست ہوں لیکن تھانہ میں انصاف سب انسپکٹر، اسسٹنٹ سب انسپکٹر دیتا ہے اور ایک سپاہی ہے جو سب سے بڑا فریق

ہے۔ یہ بتانے کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ سارا ایوان بیٹھا ہے، کون سا ایسا ممبر یہاں پر کھڑا ہو کر کہے گا کہ اُس کا آج تک کسی تھانے سے پالا نہیں پڑا، procedure کیا ہے، ایس ایچ او صاحب کے پاس جاتے ہیں آپ اپنی شکایت ریکارڈ کرواتے ہیں وہ شکایت تفتیشی کے پاس چلی جاتی ہے اور تفتیشی صاحب all in all ہیں وہ سیاہ کریں یا سفید منسٹر صاحب نے اپنی opening statement میں یہ کہا کہ پولیس کو depoliticize کرنے کی ضرورت ہے۔ کون سا انصاف، سارے ممبر بیٹھے ہیں اگر میں کوئی غلط بات کروں تو بالکل مجھے چیلنج کریں کون سا ایم پی اے اپنی مرضی سے جا کر کہتا ہے کہ ڈکیت کو چھوڑو کیونکہ یہ میرے لئے کام کر رہا ہے، اگر وہ یہ کہے گا کہ وہ اگلی دفعہ الیکشن میں نہیں کھڑا ہو گا اگر وہ کہے گا تو میں مانتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ سب سے پہلے اُس کی گردن پکڑ لیں گے۔ اگر کوئی ایم پی اے تھانے جاتا ہے تو وہ حق کے لئے جاتا ہے آج کل تھانہ کلچر کیا ہے اگر میں حق پر ہوں تو میرے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے اگر میں گنہگار ہوں تو میرے ساتھ سو بندے کی پنچایت ہے۔ آگے سے تفتیشی نے حق والے کو تھانے کی سیڑھیاں نہیں چڑھنے دینا اور وہاں پر چائے کون پی رہا ہے جو مجرم ہے۔ Simple سی بات ہے اس کے اندر کوئی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں صرف ایک پوائنٹ ایجنڈے پر بات کروں گا ان کے وژن میں لکھا ہوا ہے. accountable to people ہم لوگوں کی representative نہیں ہے آپ نے آج سن لیا محترم ایم پی اے صاحب نے جو آج تحریک استحقاق دی جس کے اندر انہوں نے ایس ایچ او کی بات کی اپنے منیجر کے بارے میں، ہم کے وہاں جاتے ہی ڈویژن ہو جاتی ہے کہ جی، یہ گنہگار پارٹی ہے اس کی سنو مال بھی ادھر سے ملے گا۔ اچھا۔ جی، ٹھیک ہے۔ فلاں لمبر دار کو لے آؤ فلاں ایم پی اے کو لے آؤ۔ وہ کیا بتاتے ہیں میرٹ پر فیصلہ ہو گا۔ میرٹ کون کرے گا میں آپ کی وساطت سے دو تین مثالیں دینا چاہوں گا یہ accrual stories ہیں۔ میرے حلقے میں تھانہ کنگن پور ہے وہاں ایک ایف آئی آر لانچ ہوئی 161/15 اگر منسٹر صاحب اس کو نوٹ کرنا چاہیں تو بالکل کر سکتے ہیں۔ ریپ کا ایک واقعہ ہوا بہت اچھی کارکردگی پنجاب پولیس نے دکھائی ملزمان پکڑ لئے چالان ہو گئے وہی تفتیشی ملزمان کے ساتھ مل گیا اور اُس نے اُس لڑکی کے باپ کو جو مدعی بنا اُس پر اقدام قتل کا پرچہ کاٹ دیا وہ مدعی جو اپنی بیٹی کی عزت کے لئے پہلے ساری دنیا میں بے عزت ہو چکا ہے اگر اُس نے قتل کرنا ہوتا تو اس دن کرتا جس دن یہ وقوعہ ہوا تھا چار ماہ کے بعد ملزمان جیل چلے گئے اقدام قتل کی اُن پر ایف آئی آر کٹی جو میڈیکل رپورٹ تھی اُس میں لکھا ہوا ہے یہ self-inflicted wound ہے۔ ایف آئی آر ہوئی within two hours پولیس کی پارٹی جتنی maximum طریقے سے جا سکتی تھی انہوں نے وہاں جا

کر raid کیا لڑکی کے باپ کو اُس کے تین چار رشتہ داروں سمیت پولیس پکڑ کر لے آئی۔ ایک بے چارہ گاؤں کا غریب آدمی جو پتا نہیں کیسے یہاں تک پہنچا اُس نے جب دیکھنا ہے میں اقدام قتل میں پھانسی لگ جاؤں گا تو آپ کا کیا خیال ہے کہ صلح نہیں کرے گا؟ وہ ہاتھ پاؤں کے انگوٹھے لگانے کو تیار ہو جائے گا کہ جناب میں یہ کر رہا ہوں اور اس کے اندر میں نے ڈی پی او صاحب کو یہ inform کیا کہ آپ کس انصاف کی بات کر رہے ہیں کہ جو تفتیشی پہلے اُس کیس میں تھا وہی تفتیشی اب ادھر ہے۔ محکمہ کو اپنے procedures change کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ اگر یہ چیز لکھی گئی ہے accountable to people تو elected representative کوئی دوسرے ملک کے لوگ تو نہیں ہیں اگر ہم سے کوئی پوچھے تو ہم ground realties بتائیں گے۔ ایک اور آپ کو مثال دینا چاہوں گا کہ چھانگا مانگا کے تھانہ کے اندر ایک کوسٹر نے موٹر سائیکل پر ایک میاں بیوی کو کچل دیا۔ بیوی on the spot مر گئی اور بندہ بے ہوش ہو گیا۔ پولیس نے جا کر اس عورت کو وہاں سے اٹھایا اور لاوارث لاش declare کر دی۔ پاکستان میں آج اسی وجہ سے mob justice بڑھ رہا ہے، NRP بڑھ رہی ہے، وہاں پر mob اکٹھی ہوئی انہوں نے ویگن کو آگ لگا دی۔ جو ڈرائیور تھا اس کے پاس لائسنس نہیں تھا وہ فرار ہو گیا۔ دوسرے دن ایک لائسنس یافتہ ڈرائیور پیش ہوا پولیس کے ساتھ اس کا مک مکا ہو گیا اور ایف آئی آر میں اس کا نام درج ہو گیا۔ مدعیوں نے کہا کہ ہمارا قاتل جب ایک انسان ہے ہی نہیں تو ہم اس کے ساتھ کیا کریں۔ اگلی بات سننے والی ہے کہ پولیس نے کہا کہ تم لوگوں نے وہاں پر ویگن جلائی ہے تم لوگوں کے خلاف دہشت گردی کا پرچہ کٹے گا۔ عام آدمی کو ATA-7 سناؤ تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا انہوں نے compromise نہیں کرنا تھا؟ اس کا ایف آئی آر نمبر 137/15 ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کروں گا کیونکہ ہم جتنی مثالیں دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔ میں تھوڑے دن پہلے کی پولیس گردی کی مثال دیتا ہوں۔ میں آپ کو honest to God واقعہ بتاؤں گا۔ تحصیل چونیاں کی عدالتیں ہیں وہاں پر پولیس اور وکیلوں کی آپس میں لڑائی ہوئی۔ میں مانتا ہوں کہ واقعی وکلاء نے بالکل پولیس والوں کے ساتھ زیادتی کی ہو گی۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** سردار صاحب! کوئی تجاویز بھی دے دیں اور wind up کر دیں ٹائم بھی ہو گیا ہے۔

**سردار وقاص حسن موکل:** جناب سپیکر! میں wind up کر لیتا ہوں میں آپ کو صرف یہ بات سنا دوں۔ وہاں لڑائی ہوئی پولیس نے تین ایف آئی آرز تین مختلف تھانوں میں کٹوائیں۔ دو sealed ہیں اور ایک ایف آئی آر موجود ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! جہاں پر میرا concern ہے جو اصل ملزمان تھے ان کی پولیس کے ساتھ جو بات تھی یا نہیں تھی اس پر میں نہیں جانا چاہتا لیکن اس کے اندر انہوں نے 35 ان لوگوں پر ایف آئی آر کاٹی جن کا دور دور تک کوئی تعلق واسطہ نہیں تھا۔ میں صرف one point agenda پر بات کروں گا اور میری ایک ہی تجویز ہوگی اگر منسٹر صاحب مان لیں۔ پارلیمنٹیرین کی ایک کمیٹی بنائی جائے، اس میں گورنمنٹ اور اپوزیشن کے representatives ہوں۔ ہم پولیس کو ختم نہیں کرنا چاہتے بلکہ میں آپ کو honestly بتاؤں کہ جو پولیس والا in the line of duty شہید ہوتا ہے میں اس کو سلام پیش کرتا ہوں کیونکہ اس نے پاکستان کی عوام کو بچانے کے لئے اپنی جان کی قربانی دی اس لئے میں اس کو سلام پیش کرتا ہوں۔ جب ایک بندے کو انصاف نہ ملے اور ظلم کرنے والا وہی محکمہ ہو تو میں اس کے خلاف بالکل آواز بلند کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احمد خان صاحب! اب کیا ہو گیا ہے؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے لاء منسٹر صاحب کو ایک حکم دیا تھا اور لاء منسٹر صاحب ابھی Assembly premises میں ہیں۔ یہ کسی صورت بھی قابل قبول نہیں ہے کہ سپیکر کی ruling پر اس کا جواب debate کے اندر شامل نہ ہو۔ آپ نے حکم دیا تھا جمعہ کے دن کے لئے اور وزیر موصوف نے آپ کو بتانا تھا کہ کیا ہوا اس سارے dispute کے related جس پر آپ نے ایک سپیشل کمیٹی بھی بنائی تھی No reply has been submitted...

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے Friday کے لئے مجھ سے معذرت کی تھی کیونکہ وہ اسلام آباد چلے گئے تھے اور میں نے انہیں ٹائم دیا تھا۔ وہ ابھی آجاتے ہیں میں ان سے بات کر لیتا ہوں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں چونکہ آپ کی ہی بدولت یہ رونق لگی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایسا نہ کہیں، رونق ویسے ہی یہاں پر ہوتی ہے۔

**ملک محمد احمد خان:** جناب سپیکر! میں نے یہ شعر آپ کی نذر کرنا ہے کہ شاید یہ آپ سے ہوتے ہوتے وہاں تک پہنچ جائے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** چلیں، اُن کی موجودگی میں سناد یجئے گا۔

**ملک محمد احمد خان:** جناب سپیکر! ویسے تو سنا ہے کہ "جو وعدہ کر کے برف پر لکھ کر اس کو دھوپ میں رکھ دیں اس کا کیا فائدہ" یہ کیا ہو گیا ہے؟ میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ:

تیری ہاں میرے وجود کو خوبصورت کر دے
تیری اس بات میں مسکراتی نظریں دے مجھے امید حیات
تقاضا حیا ہے کہ ہم مخمور ہیں فقط تیری رضا سے
ورنہ دل کو لُبھانے کے ڈھنگ اور بھی ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ امید پر قائم رہیں آپ کی امید کو ہم ٹوٹنے نہیں دیں گے۔ جی، محترمہ!

**محترمہ سعدیہ سہیل رانا:** کیونکہ بات ذرا شاعری کی طرف چلی گئی ہے تو میں بھی آغاز ایک شعر سے ہی کرنا چاہتی ہوں

ہم بچاتے رہ گئے دیمک سے اپنا گھر
کرسیوں کے چند کیڑے ملک سارا کھا گئے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج ہم بات کرنے لگے ہیں لاء اینڈ آرڈر پر۔ میرے سامنے میری بہنیں بھائی سب بیٹھے ہیں۔ اس ایوان میں جو ہم سب بیٹھے ہیں اگر ہم ایک بات سوچ لیں کہ جو اس ملک اور پنجاب میں حادثات و واقعات ہو رہے ہیں، جن بچوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے، پولیس کے ہاتھوں قتل ہو رہے ہیں اور جو بھی صورتحال ہے۔ جن بچوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے وہ ہمارے بچے ہیں، وہ پوری قوم کے بچے ہیں اور وہ کسی ایک سیاسی پارٹی کے بچے نہیں ہیں۔ ہم یہاں اصلاح کے لئے آئے ہوئے ہیں، ہم یہاں پر تنقید برائے تنقید کے لئے آئے ہیں اور نہ ہی ہم number souring کے لئے آئے ہیں۔ ہم یہاں اس لئے نہیں آئے کہ میں اپنی پارٹی کے نمبر بڑھالوں، خیبر پختونخوا کی بات کروں بلکہ ہم یہاں وہ بات کریں جو ہمارے پنجاب کے لئے، ہمارے ملک کے لئے، ہمارے مستقبل کے لئے اور ہمارے بچوں

کے مستقبل کے لئے اچھی ہو۔ آپ نے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال تو دیکھ ہی لی ہے، باہر کھڑے وکیلوں کے ساتھ جو ہوا ہے اور آئے دن اخباروں میں دیکھا جاتا ہے کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور ہم قتل و غارت کے کیس دیکھتے رہتے ہیں۔ ہمارے تھانہ کلچر کے بارے میں جیسے مجھ سے پہلے معزز ممبران نے بات کی ہے۔ ہم پولیس کو توالزام دیتے ہیں لیکن تھانوں کے حالات نہیں دیکھتے۔ میرا واسطہ کافی تھانوں وغیرہ سے پڑتا ہے کیونکہ جب آپ عوامی نمائندے بنتے ہیں تو آپ کو عوامی مسائل خود جا کر حل بھی کرنے ہوتے ہیں۔ میں نے پولیس کو تھانوں میں بدترین حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ شدید گرمی میں بغیر پنکھے کے بیٹھے ہوئے ہیں ایسے لوگوں سے کیا performance کا سوچ سکتے ہیں جن کے بچوں کے پیٹ خالی ہیں کیونکہ ان کو اتنی تنخواہ نہیں مل رہی کہ وہ اپنی فیملی کو اچھے طریقے سے living دے سکیں پھر وہ رشوتیں تو لیں گے۔ جب ان کے بیٹھنے کی جگہ پر پنکھا نہیں ہے، ٹائلٹس نہیں ہے اور ملزم جن پر صرف شک ہے کیونکہ تھانوں میں تو وہی لوگ ہوتے ہیں جو ابھی مجرم ثابت بھی نہیں ہوتے وہ ملزم ایک چھوٹے سے کمرے میں بغیر پنکھے اور بغیر ٹائلٹ کے میں نے دیکھے ہیں۔ اصل میں یہ سارا سسٹم تو اس لئے بنایا گیا ہے کہ ایسے لوگ جو معاشرے میں کرائم کا باعث بنتے ہیں وہ یہاں آئیں، یہاں سے سیکھیں، ان کی اصلاح ہو اور ایک اچھے شہری بن کر باہر نکلیں نہ کہ وہ ملزم بن کر جائیں اور مجرم بن کر نکلیں۔ ہم نے جو مجرم بنانے کی فیکٹریاں شروع کی ہوئی ہیں ان میں اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔ کچھ دن پہلے گرین ٹاؤن کے علاقہ میں ایک واقعہ ہوا۔ لوڈشیڈنگ تھی بچے باہر کھڑے کھیل رہے تھے ان میں سے ایک چھ سال کا بچہ گم ہو گیا۔ ان کے والدین کا کسی کے ذریعے مجھے فون آیا کہ یہاں پہنچیں بچہ نہیں مل رہا۔ میں خود بھی وہاں گئی بچہ ڈھونڈتے رہے کسی نے کہا کہ مسجد کل 6:00 بجے سے بند ہے جو کہ بڑا unusual تھا۔ ہم نے کہا کہ چلیں وہاں پر بھی پتا کریں مؤذن صاحب سے request کی مؤذن نے صبح فجر کی نماز کے بعد اس بچے کی گمشدگی کا اعلان بھی کروایا۔ جب میں اپنی پارٹی کے کچھ لوگوں کے ساتھ گئی تو مجھے مؤذن پر شک ہوا کیونکہ وہ بہت confuse اور گھبرایا ہوا تھا۔ جب ہم نے اسے پکڑا اور کہا کہ ہم مسجد دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم مسجد کے اندر گئے تو second floor پر بچے کی برہنہ لاش تھی جو پنکھے اور کرسی سے بندھی تھی اس کو زیادتی کے بعد مار دیا گیا تھا۔ اس میں مؤذن بھی involve تھا۔ ایک اور دینی شخص بھی involve تھا۔ بظاہر وہ لوگ پکڑے گئے کیونکہ ہم نے شور مچایا تھا۔ میں follow up کر رہی تھی کہ مجھے بتایا جائے کہ اس کیس کا کیا بنا تو تمام حقائق کھل کر سامنے آ گئے۔ کچھ دن بعد میں نے اخبار میں ایک خبر پڑھی تو میں گھبرا گئی پتا یہ چلا کہ ان کو تو رہا کر دیا گیا اور ایک

تیرہ چودہ سال کا بچہ جو کسی نائی کے پاس کام کرتا تھا اس کو دھر لیا گیا۔ پولیس کا کہنا تھا کہ یہ اصل مجرم ہے اس نے اس بچے کو مارا ہے۔ اس تیرہ چودہ سال کے لڑکے کو بھی پولیس وین میں لے جاتے وقت گولی مار کر مار دیا گیا۔ کہا جا رہا تھا کہ وہ بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پولیس وین میں ایک تیرہ سال کا پتلا دبلا بچہ اتنی بڑی پولیس کی تعداد میں بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا اور پولیس نے اس کو وہیں مار دیا۔ اصل میں انہوں نے ثبوت مار دیا جو ان کے خلاف تھا۔ یہ صورتحال ہوتی ہے۔ میری حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ وہ بچہ صرف اس عورت کا نہیں تھا یہ کوئی گارنٹی نہیں دی جا سکتی کہ وہ بچہ کبھی میرا اور آپ کا نہیں ہو سکتا۔ آج ہمیں اس دور میں اس طرح کے مسائل کو نہایت سنجیدگی سے دیکھنے کی ضرورت ہے، آج ہماری بچیوں کی عزت محفوظ نہیں ہے۔ پولیس میں تفتیشی کی بات ہوئی میں نے جو چیز دیکھی ہے کہ تفتیشی بادشاہ ہوتا ہے۔ میرے اپنے گھر میں میری ملازمہ تھی اس کا کوئی مسئلہ تھا، اس کی پسند کی شادی تھی اور اس کے رشتہ دار اس کو threat کر رہے تھے۔ اس کا سابقہ شوہر جس نے اپنی سگی بہن کو قتل کیا تھا۔ وہ دو مہینے جیل میں رہا وہاں ہر weekend پر آلو گوشت کھاتا تھا، بہترین کپڑے پہنتا تھا کیونکہ وہ پولیس کو کھانا کھلاتا تھا اور وہ دو مہینے کے بعد رہا ہو کر باہر آ گیا۔ کوئی پُرسان حال نہیں تھا اور پھر وہ دھمکی دینے میرے گھر پر آ گیا۔ ایک ایم پی اے کے گھر پر جس کے باہر اتنا بڑا بورڈ بھی لگا ہے۔ جب وہ آئے میں گھر پر موجود نہیں تھی۔ ان کے پاس revolver تھا وہ میرے ملازمین کو دھمکا کر گئے۔ انہوں نے اندر آنے کی بھی کوشش کی لیکن وہ میرے ہمسایوں کی مداخلت پر واپس بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ جب میں نے وہاں واقع وفاقی کالونی پولیس سٹیشن کے ایس ایچ او کو فون کیا اور بتایا کہ یہ واقعہ ہوا ہے تو کہہ رہا ہے کہ میڈم فکر نہ کریں۔ میں نے کہا کہ آپ ان کو بلائیں اور پوچھیں کہ وہ کیوں میرے گھر آ کر تماشا کر رہے تھے؟ اسلحہ ان کی جیب میں تھا اور وہ میرے ہمسایوں نے بھی دیکھا۔ وہ دن اور آج کا دن اس کا کوئی reply نہیں، کچھ پتا نہیں اور کوئی پُرسان حال نہیں۔ اگر ایک ایم پی اے، جس کو سپیشل گنا جاتا ہے تو پھر عام آدمی کا کیا ہو گا؟ میں نے ایک issue پر ایس ایس پی سے بات کی تو وہ کہتے ہیں کہ تفتیشی نے اس سے پیسے پکڑ لئے ہوں گے۔ وہ اس لئے اس کا میڈیکل نہیں کروا رہا۔ ہم ایک تفتیشی کے سامنے کتنے بے بس ہیں؟ میں آپ کے توسط سے محترم وزیر داخلہ سے کہنا چاہوں گی کہ آپ ایک فوجی رہے ہیں اور فوج اس ملک کی شان اور آن ہے۔ مجھے آپ کے آنے سے یہ امید ضرور ہے کہ آپ اس پولیس کی اصلاح کریں گے۔ یہ پولیس ہمارا دفاع کرنے کی بجائے ہمیں نوچ کر کھا رہی ہے اس کے لئے ضرور کچھ کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب ذوالفقار علی خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب خرم شہزاد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب احمد خان بلوچ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! باہر اسمبلی کے سامنے متحدہ محاذ اساتذہ کے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ میں نے جمعرات کو بھی یہاں پر یہ مسئلہ اٹھایا تھا۔ میں میاں محمود الرشید صاحب اور میاں خرم جہانگیر وٹو صاحب وہاں ان کی خدمت میں گئے بھی تھے ان کے کچھ مسائل ہیں وہ میں نے on the floor of the House اٹھائے بھی تھے اور محترمہ وزیر خزانہ نے فرمایا تھا کہ ہم اس پر ہمدردانہ غور کریں گے اور ان سے رابطہ کریں گے لیکن ابھی تک ان سے کوئی رابطہ نہیں کیا گیا۔ میں ان کی یہ امانت آپ کے توسط سے حکومت تک پہنچا رہا ہوں کہ اگر وہ گفت و شنید کر کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں تو مہربانی کر کے ان سے بات چیت کر لیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آج جس موضوع پر بحث ہو رہی ہے۔ میرے بھائیوں اور بہنوں نے بھی اس کو کافی explain کیا۔ ہم سب کو پتا ہے کہ منشیات اور جوئے کے اڈے سرعام چلتے ہیں۔ پولیس اس کو کنٹرول نہیں کر سکتی، چوریاں اور ڈکیتیاں عام ہیں اور لوگوں کے گھروں میں گھس کر پولیس violations کرتی ہے ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ میرے اپنے حلقے اور اپنے گاؤں ملک پور میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس کا ذکر میں ضرور کرنا چاہوں گی کہ ایک ڈی آئی جی کے ملازم نے وہاں کسی اور کے گھر پناہ لی اور اس پناہ لینے کا خمیازہ اس گھر کو بھگتنا پڑا کہ تین اضلاع کی پولیس جس میں منڈی بہاؤالدین، جہلم اور چکوال تھی نے اس کو گھیرا۔ ان کی بیبیاں اور مائیں جن میں ایک 80 سال ضعیف بوڑھی عورت تھی، اس پر تشدد کیا گیا اور بالوں سے گھسیٹا گیا۔ ان کے ساتھ کوئی لیڈی پولیس نہیں تھی اور ان کے پاس کوئی وارنٹ نہیں تھے۔ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ ڈی آئی جی کا ملازم تھا اور وہ وہاں سے بھاگ کر اس گاؤں میں آ گیا تھا۔

جناب سپیکر! آپ اندازہ کریں کہ state of mind ہماری پولیس کا کیا ہے؟ وہاں ایک "ڈی آئی جی" کا کتنا status ہے؟ انہوں نے ایک نوکر کے لئے وہاں ایک ایسا غدر مچایا کہ آج بھی وہ لوگ

در بدر ہیں، ان کے گھر گرا دیئے گئے، ان کا مال مویشی اٹھا لئے گئے اور وہ ان کا جو راشن لے گئے۔ میں جس جگہ کی بات کر رہی ہوں یہ دریا کا بیلا ہے جس کے اندر ان کی رہائش تھی اور وہاں پر یہ واقعہ ہوا۔ پورے جہلم کو اس کا پتا ہے کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہوا، یہاں پر میرے بھائی نذر گوندل صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی پتا ہے کہ وہاں پر کیا ہوا اور آج بھی وہ اپنا مال ڈھونڈتے پھر رہے ہیں کیونکہ غریب لوگوں کے لئے گائے بھینس بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ یہ تو ایک چھوٹا سا واقعہ ہے بے شمار ایسے واقعات ہیں۔ اب تو یہاں پر ٹائم کی shortage ہے تو بندہ یہاں پر کیا کیا بولے؟ محلہ رمضان پورہ میں ڈاکٹر کے گھر ڈاکا پڑا اس کی بیوی بچوں کو باندھ کر دن دہاڑے لوٹ لیا گیا۔ یہ ابھی اس ہفتے جہلم میں واقعہ ہوا ہے اور ابھی تک اس کا پتا نہیں چلا، خیر کتنے کتنے سال گزر جاتے ہیں، یہ تو ابھی کا واقعہ ہے اور نہ جانے کتنے واقعات میں لوگ راہ چلتے لوٹ لئے جاتے ہیں اور آپ کے پرس چھین لئے جاتے ہیں۔ یہ تو ہماری پولیس کی efficiency ہے کہ اگر آج ہم بات کرنے لگیں تو نہ جانے کہاں سے کہاں بات چلی جائے لیکن آج بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس ایوان میں اس کے لئے serious ہو کر کچھ سوچیں۔ لاہور میں بڑے بڑے دعوے ہیں کہ بڑی well managed police ہے اور ہم نے یہاں بہت ریفارمز کر دی ہیں۔ میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے منسٹر صاحب کو complaint کروائی ہے۔ میرا اپنا بچہ پرسوں صبح ساڑھے تین بجے جو کچھ اس کے ساتھ ہوا ہے، میری گاڑی پر لگی نمبر پلیٹ کو fake کہا گیا کیونکہ وہ ایم پی اے کی نمبر پلیٹ ہے۔ ہماری واقعی ایم پی اے کی dignity اور respect اتنی ہی ہے کہ ہمیں روک کر کہا جائے کہ "تھلے لہہ تیری سستی دور کراں" یہ الفاظ use کئے گئے اور جس حد تک وہ بندہ گیا میں وہ بتا نہیں سکتی۔ میں نے complaint کر دی ہے اور منسٹر صاحب نے ensure کیا ہے کہ وہ اس پر action ضرور لیں گے۔ مجھے پتا ہے کیونکہ جس background سے وہ ہیں وہ ضرور اس بات کو take up کریں گے۔ بہر حال میری تو یہی request ہے کہ اس معاملے کو جتنا ہو سکتا ہے ٹھیک کیا جائے کیونکہ ہم سب کی زندگیاں اسی دھارے میں ہوں گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ اس سلسلے میں کوئی تجاویز دیں ناں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ ابھی دیکھئے کہ پنڈ دادنخان میں انجینئرز جو کہ باہر سے آئے ہوئے ہیں ان کی سکیورٹی کے لئے پولیس کے پاس کوئی رہائش نہیں ہے اور ان کو لڑکیوں کے کالج میں زبردستی ٹھہرایا گیا ہے۔ ایک پاور ہاؤس وہاں پر بن رہا ہے اس کے لئے پولیس والے سکیورٹی کے لئے لگائے ہوئے ہیں جب پولیس کے یہ حالات ہوں گے کہ ان کے پاس کوئی رہنے کو جگہ نہیں ہو گی،

ان کے پاس کوئی معقول وہاں پر accommodation ہے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی اور سہولیات ہیں تو ظاہری بات ہے کہ حالات day by day بُرے ہی ہوں گے۔ میری حکومت سے بڑی humble request ہے کہ اس پولیس کو independent public oversight کی ضرورت ہے جو کہ یہ اس کے تابع ہوں اور جو تھانہ کلچر کو ختم کر سکے۔ ایک ایسا سسٹم لانے کی ضرورت ہے جس میں شریف کو نہیں مجرم کو ڈرنا چاہئے کیونکہ یہاں تو شریف تھانے سے گزرتے ہوئے ڈرتے ہیں اور مجرم دن دہاڑے دندناتے پھرتے ہیں۔ یہاں ایسا سسٹم لانے کی ضرورت ہے جس میں شریف لوگوں کو protection ملے اور ڈکیت اور چوروں کو ڈر لگے کہ اگر ہم غلط کام کریں گے تو ہمیں پکڑا جائے گا۔ میری آخر میں humble request ہے کیونکہ منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو comprehensive police system لانے کی ضرورت ہے، پولیس میں ریفارمز لانے کی ضرورت ہے، ایک ایسا سسٹم لانے کی ضرورت ہے جس میں صرف وی آئی پیز کو protect نہ کیا جائے بلکہ عام لوگوں کو بھی protect کیا جائے۔ عام لوگ بھی اسی طرح سمجھے جائیں جیسے کہ ہمارے معاشرے میں صرف وی آئی پیز کو سمجھا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں طاہر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! میں باہر گیا تھا تو میری کچھ تحاریک التوائے کار اور قرارداد ہیں مہربانی فرما کر یہ pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کون سے نمبرز ہیں؟

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! میری تحاریک التوائے کار نمبر 447، 459۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کب جا رہے ہیں؟

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! میں واپس آگیا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر کیا ہم نے ان کو dispose of کیا تھا؟

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی طرف سے کوئی request ہی نہیں آئی تھی۔ اگر میں dispose of کر چکا ہوں تو پھر معذرت۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! نہیں، ابھی نہیں کیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھ لیتے ہیں۔ ان کا کیا status ہے۔ جی، یہ لسٹ سیکرٹری صاحب کو دے دیں۔ سیکرٹری صاحب! دیکھ لیں ان کا کیا status ہے؟ جی، چودھری اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر اپنی چھوٹی سی گزارشات پیش کرنے کی اجازت دی۔ ہم تنقید تو بڑی کرتے ہیں لیکن یقین مانیں کہ اس وقت ایڈمنسٹریشن کو اور خاص طور پر پولیس کو بہت بڑے چیلنجز درپیش ہیں جن میں تھوڑی سی نشاندہی کر کے چھوٹی موٹی روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! تنقید بھی بالکل جائز ہے لیکن ہمیں وہ چیز بھی نظرانداز نہیں کرنی چاہئے کہ باہر 48 ڈگری میں پولیس والا گن پکڑ کر ڈیوٹی دے رہا ہوتا ہے اور اس چیز کو بھی کم از کم سامنے رکھنا چاہئے۔ آپ کوئی اس حوالے سے تجاویز دیں کہ اس کو کس طرح بہتر کیا جا سکتا ہے؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! ٹھیک ہے میں problems بتا کر تجاویز دوں گا ناں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! اس وقت terrorism ہے sectarianism ہے Extremism ہے اور built-in violent crime, property crime, cybercrime, ہے public disorder ہے urban crime ہے اور اس کے علاوہ پولیس کی capability بھی آپ کے سامنے ہے۔ ان سارے حالات کو challenges کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری dynamic leadership نے بہت سے initiative بھی لئے ہیں۔ جب کوئی اچھا کام ہو رہا ہو اس کی تعریف بھی کبھی کبھی کر دینی چاہئے۔ مثال کے طور پر ہمارے Dynamic Chief Minister نے جو initiative لئے ہیں ان میں ایک بڑا strengthen کیا گیا Counter Terrorism Department کو، جس کو CTD کہتے ہیں۔ اس پر بڑا کام ہوا ہے اور اس پر بڑے initiative لئے گئے ہیں اور بہت اچھے آفیسرز کو چن کر اس میں بھرتی کر کے اور ان کو علیحدہ قسم کی ٹریننگ دی جا رہی ہے جس میں کوئی اے ایس آئی رینک کے 1200 بندے اور 800 بندے چھوٹے رینک کے جن کو CTD میں بھرتی کر کے ان کو بڑا اعلیٰ package دیا گیا ہے، اب بڑی اعلیٰ ٹریننگ دی جا رہی ہے اور یہ terrorism ہی کو deal کریں گے۔ ان کی انوسٹی گیشن کے لئے علیحدہ پولیس سٹیشن بنائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایلیٹ پولیس سکول میں جو capacity ہے اس کو بڑھانے کے لئے پنجاب میں جتنی پولیس ہے اس میں سے دس فیصد کو ایلیٹ کی ٹریننگ دی جائے گی

تاکہ وہ terrorism کا مقابلہ کر سکیں اور terrorism کو counter کر سکیں۔ اس قسم کے initiative جو لئے جا رہے ہیں اس سے انشاء اللہ بہتری ضرور آئے گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کوئی آٹھ ہزار cameras اور اٹھارہ سو location پر ان کو fit کرنے کے لئے لاہور میں install کیا جائے گا، یہاں یہ بھی کہا جا رہا تھا کہ لاہور کے اندر کوئی کام نہیں ہو رہا اور صرف رائے ونڈ پر کام ہو رہا ہے، اس کا فائدہ کیا ہو گا؟ Monitoring of the Security Situation ہو گی Prevention and Detection of the Crime ہو گی۔ اس کے علاوہ better management ہو گی جیسے محرم کے دنوں میں بڑے challenges آتے ہیں تو پہلے اس کے لئے کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہوتا تھا جس طرح کا اب ہو گا۔ اس کے علاوہ جو نئے بڑے بڑے initiative لئے جا رہے ہیں ان میں creation of Dolphin Squad ہے جو کہ Turkish Police کے متوازی ہو گا۔ اس پروگرام کے تحت دو ہزار Police personals کو بھرتی کیا جائے گا جن میں سے تین سو ہیوی موٹر سائیکلز جو کہ phase one میں اور Modern Equipment کے علاوہ پوری ٹریننگ بھی ہو گی۔ Creation of Special Police Unit for Security of Foreigner اس میں بھی آٹھ ہزار بندے بھرتی کئے جا رہے ہیں جو صرف foreigners کی سکیورٹی کریں گے اور اس کام کے لئے full trained ہوں گے۔

جناب سپیکر! Police Record Management Information System پہلی دفعہ شروع کیا گیا ہے جس میں جتنے پولیس سٹیشن ہیں وہ پولیس ہیڈ کوارٹرز کے ساتھ منسلک کئے جائیں گے اور اس میں ایف آئی آر رجسٹریشن کا ایک پورا سسٹم بنایا جائے گا تاکہ کسی شہری کو کوئی ایسی شکایت نہ ہو کہ اس کی ایف آئی آر رجسٹرڈ ہی نہیں ہو رہی بلکہ پورا ریکارڈ ہیڈ کوارٹر کو inform کرے گا۔ اس کے علاوہ Female Police میں بھی ان کی representation increase کی جا رہی ہے۔ اس وقت چار سو نئے انسپکٹرز میرٹ پر بھرتی ہوئے ہیں اس میں سے 80 female بھرتی کی گئی ہیں۔ اس قسم کے initiative سے خواتین کے crimes کم ہوں گے۔ اس میں Educated Girls یعنی نوجوان لڑکیاں، خواتین کے جو جرائم ہیں، ان کے ساتھ جو زیادتیاں ہوتی ہیں ان سب کو protection provide کریں گی۔ اس میں جو تھوڑی بہت خامی ہے وہ بھی دیکھنے والی ہے، ایک تو public کا پولیس کے اندر trust deficit ہے، پولیس پر لوگ believe نہیں کرتے۔ پولیس کے اندر دو پارٹیاں ہوتی ہیں ایک کو تو شکایت ہوتی ہے، جس کے خلاف کوئی کام ہو گا وہ ضرور پولیس کے خلاف

جائے گی کہ پولیس صحیح کام نہیں کر رہی، وہ رشوت لے رہی ہے اور اس نے فلاں کام کر دیا ہے۔ ایک تو deficit trust یعنی پولیس کی جو کمانڈ ہے اس کو bridge کرنے کی ضرورت ہے اس لئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس trust کو bridge کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایف آئی آر جو رجسٹرڈ نہیں ہوتی، اس میں کوئی excuse پیش ہونا نہیں چاہئے، کوئی کہتا ہے کہ فلاں وجہ سے ایف آئی آر رجسٹرڈ نہیں ہوئی۔ کیا وجہ ہے کہ کوئی لمبردار یا کوئی چودھری یا کوئی ایم پی اے ساتھ جائے تو پھر ہی ایف آئی آر درج ہونی چاہئے۔ ایک بندے کو شکایت ہے اس کے ساتھ ایک جرم ہوا ہے، اس کی ایف آئی آر تو کم از کم درج ہونی چاہئے، Commander of the Police جو کہ ضلع کے اندر ہے ان کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ اس بات کو ensure کروائیں کہ ہر ایف آئی آر رجسٹرڈ ہو اور اگر غلط ہے تو بعد میں خارج کر دیں۔ اس طرح کے اقدامات کرنے چاہئیں اور جو کمی ہے یہ ضرور دور ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ ایک lack of effective coordination ہے جس میں آپ اکیلی پولیس کو ذمہ دار ٹھہرا دیتے ہیں، اس طرح سارے معاملات درست نہیں ہو سکتے اس میں ہمارا Justice System, Prosecution & Judiciary بھی involve ہے۔ ان سب کی جب تک آپس میں coordination بہتر نہیں ہو گی اس وقت تک بہتر نتائج نہیں نکلیں گے۔ عدالتوں میں جتنے بھی ملزم پیش ہوتے ہیں ان کی تھوڑی دیر کے بعد ضمانت ہو جاتی ہے اور بعد میں ان کو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ پھر crime کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** چودھری صاحب! شکریہ

**چودھری محمد اقبال:** جناب سپیکر! یہ سارے معاملات coordination کے ساتھ بہتر ہوں گے۔ آپ مجھے دو منٹ اور دے دیں، اب میں چھوٹی چھوٹی گزارشات آپ کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** چودھری صاحب! دو منٹ نہیں بس ایک منٹ میں آپ wind up کریں۔

**چودھری محمد اقبال:** جناب سپیکر! اچھا جی، آپ جلدی میں ہیں، میں آپ کو تجاویز دے رہا تھا۔ جہاں پر خامیاں ہیں وہ میں ضرور point out کروں گا چاہے میں حکومتی بنچز پر ہی بیٹھا ہوا ہوں۔ وہ point out ہونی چاہئیں تاکہ بہتری آ سکے۔ NCTA ایک اتھارٹی بنی ہے جو کہ فیڈرل گورنمنٹ کے under آتی ہے۔ اس کو Home Land Society امریکہ کی طرز پر بنایا جا رہا ہے لیکن اس کی جو کارکردگی ہے وہ بڑی poor ہے۔ 32۔ ارب روپے کی اس کے لئے demand کی گئی تھی جس میں سے 9 کروڑ روپے دیئے گئے ہیں جو اس کا ایک فیصد بھی نہیں بنتا، اس کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تین ماہ کے اندر ایک

دفعہ میٹنگ ضرور ہونی چاہئے کیونکہ آج تک اس کی میٹنگ نہیں ہو سکی اس لئے میری گزارش ہے کہ NCTA کو effective کیا جائے، انشاء اللہ تعالیٰ بہتری آئے گی۔ فوجی عدالتوں کے متعلق عرض کروں گا کہ آئین میں اس کے لئے جو ترمیم ہوئی تھی اس میں بڑا clear کہا گیا تھا کہ فوجی عدالتیں بھی بنیں گی۔ امریکہ میں جب 11/9 کا واقعہ ہوا ہے وہاں پر اتنی جلدی فوجی عدالتیں بن گئی تھیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہمارے ملک میں امریکہ سے بھی زیادہ جمہوریت آ گئی ہے، کیا ہماری democracy امریکہ سے بھی زیادہ establish ہو گئی ہے کہ یہاں پر فوجی عدالتیں نہیں بن سکتیں۔ جب تک یہ کام نہیں ہو گا، عدالتیں کام نہیں کریں گی تو مجرم کیفر کردار تک کیسے پہنچے گا۔ اس طرح کے کام ہونے والے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ اپنی باقی تجاویز منسٹر صاحب کو written دے دیں۔

چودھری محمد اقبال: جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری کوشش ہو گی کہ میں repetition میں نہ جاؤں اور زیادہ تر میری باتوں کا محور تجاویز ہوں گی کہ بہتری کس طرح سے لائی جا سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایک طرف تو ہمارے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ہیں، ان کی صلاحیتوں کے سب معترف ہیں کہ بڑے hard working ہیں اور بڑی برق رفتاری سے وہ منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں لیکن میں جب روزانہ ان کی statements پڑھتا ہوں اور ان کی تقاریر سنتا ہوں تو محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ وہ وکٹ کی دونوں جانب کھیل رہے ہیں۔ یعنی عجیب معاملہ ہے کہ آپ پچھلے کئی سال سے، ویسے تو ربع صدی سے یعنی پچیس تیس سال سے اس پنجاب پر حکمران رہے ہیں لیکن اگر تسلسل کے ساتھ دیکھا جائے تو یہ آٹھواں برس ہے اور آپ روزانہ اخبارات میں یہ بیان دیتے ہیں کہ جب تک تھانوں میں اور عدالتوں میں انصاف بکنا بند نہیں ہو گا اس وقت تک دہشت گردی ختم نہیں ہو سکتی۔ جب تک تھانہ کلچر تبدیل نہیں ہو گا اس وقت تک انصاف نہیں مل سکتا تو میں ہنستا ہوں اور مجھے لگتا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف قائد حزب اختلاف ہیں تو

میری ایک تجویز ہے کہ اگر وہ ان بنچوں پر آجائیں اور ہمیں ادھر جا لینے دیں چونکہ سات سال تو ہو گئے ہیں۔

معزز ممبران: صبر، صبر۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! سات سال سے اگر اب بھی ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ تھانہ کلچر بدلنا چاہئے، انصاف فراہم ہونا چاہئے، بہتری آنی چاہئے، ظلم ختم ہونا چاہئے، زیادتی ختم ہونی چاہئے، ڈاکوؤں کو الٹا لٹکا دوں گا۔ ہم یہ ساری چیزیں پڑھتے ہیں اور یہ عجیب تماشا ہے۔ پنجاب کے دس کروڑ عوام یہ سوچتے ہیں کہ اب accountability کا وقت آگیا ہے اور اب ہمارے صوبے کے چیف منسٹر، چیف ایگزیکٹو کو اپنی ناکامی کا اعتراف کر لینا چاہئے یا ادھر توجہ دینا ہو گی، deliver کرنا ہو گا، حالات کو بہتر بنانا ہو گا۔ یہ آئے دن کی قتل و غارت گری اور پنجاب کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے وہ سارے عوام اندھے گونگے بہرے نہیں ہیں بلکہ سب دیکھ رہے ہیں۔ ابھی چودھری اقبال صاحب نے بہت باتیں کیں اور بہت اقدامات کا ذکر بھی کیا لیکن on ground کوئی تبدیلی نظر نہیں آرہی اور حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ہم ہر سال پنجاب پولیس کے بجٹ میں بہت تیزی سے اضافہ کرتے ہیں لیکن جرائم میں اسی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے یعنی بجٹ میں کمی کریں تو شاید جرائم میں بھی کمی ہونا شروع ہو جائے۔ یہ طرفہ تماشا ہے کہ پچھلے کئی سالوں کا بجٹ نکال کر دیکھ لیں ہر سال اربوں روپے کا اضافہ ہوتا ہے لیکن جرائم میں بھی برق رفتاری سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ابھی چودھری اقبال صاحب نے کہا کہ ہم نے NCTA کے لئے اتنے ارب روپے مانگا تھا لیکن 9 کروڑ روپے ملے۔ جناب یہ ترجیحات کی بات ہے کس نے 9 کروڑ روپے دیا؟ حکومت تو آپ کی ہے۔ اگر آپ کی ترجیحات لوگوں کے جان و مال کا تحفظ ہو تو NCTA کو پیسے ملے ہوتے، equipment ملا ہوتا، ادارے بنے ہوتے، دہشت گردی کے خاتمے کے لئے کوششیں تیز تر دکھائی دیتیں اس لئے آج بھی اگر میں یہ کہوں تو غلط بات نہیں ہو گی کہ ہماری ترجیحات یہ سڑکیں، پل، میٹرو بسیں ہیں اور ہیومن ریسورسز نہیں ہے۔ for God sake میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر پوری ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ آج عوام بلک رہے ہیں اور ہر آدمی یہ سوال پوچھ رہا ہے کہ یہ بڑی بڑی سڑکیں، یہ محلات، یہ پل، یہ ٹرینیں، یہ بسیں، یہ میٹرو بسیں اگر انسان زندہ رہیں گے تو چلنے پھرنے کے قابل ہوں گے۔ اگر وہ زندہ درگور ہوں گے تو ان عالی شان پلوں، بسوں، انڈر پاسز اور فلائی اوورز کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج وقت آگیا ہے کہ ہمارے یہ حکمران اپنی سوچ بدلیں، طرز حکمرانی بدلیں، آپ individual جتنی بھی کوشش کرتے رہیں جتنی بھی بھاگ دوڑ کریں میاں محمد شہباز شریف 26 گھنٹے بھاگ دوڑ کر لیں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی اور میں یہ آپ کو لکھ کر دیتا ہوں۔ تبدیلی اس وقت آئے گی جب آپ اداروں کو مضبوط کریں گے، تبدیلی اس وقت آئے گی جب آپ Principles کر کے پورے سسٹم کو depoliticize کر دیں گے۔ میں آج یہاں پر کھڑے ہو کر کہتا ہوں کہ آپ آئی جی پنجاب کو free hand دے دیجئے۔ اگر ڈی پی او لگانا ہے تو وزیراعلیٰ کے پاس دو دو مہینے انٹرویو کے لئے ٹائم نہیں ہے۔ میاں صاحب! یہ وزیراعلیٰ کا کام نہیں ہے۔ یہ آئی جی کا کام ہے اسے کرنے دیجئے اور اس سے رزلٹ لیجئے۔ اگر سی پی او بھی آپ نے لگانا ہے، آر پی او بھی آپ نے لگانا ہے، ڈی پی او بھی آپ نے لگانا ہے، آئی جی بھی آپ نے لگانا ہے تو کام کس نے کرنا ہے؟ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ یہ کر کے دیکھیں۔ گوجرانوالہ میں ایک واقعہ ہو گیا جس میں وکیل قتل ہو گئے پچھلے کئی ماہ سے وہاں آر پی او کی post vacant ہے وہاں ریجنل پولیس آفیسر کوئی نہیں ہے۔ گوجرانوالہ شہر کے سی سی پی او کے پاس dual charge ہے۔ اب وہ باہر توجہ دے گا یا اپنی اصل ذمہ داری پر توجہ دے گا؟ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو آئی جی کو free hand دینا چاہئے، جب ہم کہتے ہیں کہ depoliticize کر دو depoliticize کر دو، بھائی! اس term کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایم این اے یا ایم پی اے کسی کی سفارش کرتے ہیں کہ اس کو لگا دو یا اس کو ہٹا دو۔ اگر خود وزیراعلیٰ یہ تقرریاں کرے گا ہر ضلع کو بلا بلا کر کہے گا کہ اس کو لگا دو اس کو ہٹا دو اس کو لگا دو اس کو ہٹا دو تو آئی جی ایک تماشا بنا ہو گا آئی جی بے بس ہے، آئی جی مٹی کی مورتی ہے جس طرح اب ہے۔ آئی جی اپنے طور پر کوئی آزادانہ قدم نہیں اٹھا سکتے۔ جب تک 90 شاہراہ فاطمہ جناح پر انٹرویو ہو کر وہاں پر convey نہیں ہوتا اس وقت تک کوئی تقرری نہیں ہوتی۔ آئی جی بے بس ہے اس کے پر کٹے ہوئے ہیں، اس کی کوئی accountability نہیں، وہ کوئی جوابدہ نہیں اس لئے کہ وہ کوئی تقرری نہیں کر سکتا۔ یہاں وزیر داخلہ موجود ہیں تو میری پہلی تجویز ہو گی کہ خدارا ہم اداروں کو مضبوط کریں آج ایک ہے کل دوسرا آ جائے گا پرسوں تیسرا آ جائے گا۔ حالات اس طرح نہیں بدلیں گے آپ نے باقی شعبوں میں بڑی ترقی کر لی ہو گی لیکن لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بہتر نہیں ہو رہا۔ آپ کو ناکامی کا اعتراف کر لینا چاہئے کہ اس میں آپ کا failure ہے کہ بہتری نہیں ہو رہی باوجود اس کے کہ آپ تمام equipments دے رہے ہیں، تنخواہوں میں اضافہ بھی کر رہے ہیں، ساری باتیں، پلاننگ اور منصوبے بھی دے رہے ہیں۔ آپ پولیس کو آزاد کر دیجئے آپ آئی جی

کو کہیں کہ میں جرائم کا خاتمہ چاہتا ہوں اس کی percentage کم چاہتا ہوں، میرٹ چاہتا ہوں، تھانہ کلچر کی تبدیلی چاہتا ہوں جو تم چاہتے ہو میں دوں گا لیکن میں تمہارے کام میں دخل اندازی نہیں کروں گا، تمہیں free hand ہے اور اس کے بعد میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ چند ہی ماہ کے اندر آپ کو پنجاب کے تھانہ کلچر میں تبدیلی نظر آئے گی۔

جناب سپیکر! میری دوسری تجویز ہے کہ یہ جو وی آئی پی ڈیوٹی ہے ہماری آدھی پولیس ناکوں پر ہے اور ناکے اتنے اذیت ناک ہیں ہم جب بھی گزرتے ہیں ہر چوک چوراہے میں ناکہ لگا ہوا ہے ایک کلو میٹر لمبی لائن لگی ہوئی ہے۔ آپ ٹھوکر نیاز بیگ کی طرف سے چلے جائیں، آپ بابو صابو چلے جائیں، آپ اقبال ٹاؤن آجائیں، آپ گڑھی شاہو چلے جائیں ناکہ لگا ہوا ہے اور لوگ ایک کلو میٹر تک ذلیل و خوار اور رسوا ہو رہے ہیں۔ بھائی! جس نے بم دھماکہ کرنا ہے، جس نے خود کش جیکٹ پہنی ہوئی ہے وہ آپ کے اس ناکے سے گزر کر آئے گا؟ کچھ common sense کی باتیں ہوتی ہیں جو یہ پولیس پوری نہیں کر رہی۔ ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ ہر چوک میں پولیس کے دس بیس لوگ کھڑے ہیں ناکہ لگا ہوا ہے اور آگے لوہے کے بیریئر رکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح سے جو وی آئی پی روٹ ہے، ہماری جو وی آئی پی شخصیات ہیں ان کے علاوہ بے شمار ایسے سرکاری افسر جو ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اور ان کو ریٹائرڈ ہوئے بھی کئی کئی سال ہو چکے ہیں لیکن ان کے گھروں کے باہر کیمپ لگے ہیں اور دس دس بارہ بارہ پولیس افسر وہاں ڈیوٹیاں دے رہے ہیں۔ بھائی یہ کس کھاتے میں ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ وی آئی پی ڈیوٹی اور ناکوں پر جو تقریباً آپ کی 40 فیصد پولیس پھنسی رہتی ہے اسے نکال کر لوگوں کے جان و مال کے تحفظ کے لئے دیں۔

جناب سپیکر! میں تیسری تجویز کمیونٹی پالیسی کی دوں گا۔ اس وقت ہمارا جو سسٹم چل رہا ہے بد قسمتی سے ایک ایس ایچ او یا ڈی ایس پی آتا ہے وہ اس علاقے سے ابھی پوری طرح واقف نہیں ہو پاتا کہ اس کی گلیاں کتنی ہیں، اس کے چوک کتنے ہیں اس میں notorious لوگ کتنے ہیں، اس میں اچھے لوگ کتنے ہیں؟ وہ ابھی دو چار ماہ میں سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے تو اس کا تبادلہ ہو جاتا ہے۔ میں یہاں کھڑے ہو کر پوری ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ لاہور میں شاید ہی کوئی پولیس سٹیشن ہو جس کے ایس ایچ او نے وہاں پر ایک سال مکمل کیا ہو۔ یہ جو تماشا بنا ہوا ہے اس کا صرف ایک حل ہے کہ آپ اس کمیونٹی سے لوگوں کو بھرتی کریں اور وہ لوگ وہاں پر accountable ہوں۔ جب اس محلے، اس گاؤں کا نوجوان بھرتی ہو کر اسی علاقے میں ڈیوٹی سر انجام دے گا چھوٹی موٹی خرابی ہو گی لیکن پورا گاؤں اس کے سامنے ہو گا، وہ پوری آبادی کے سامنے accountable ہو گا، جوابدہ ہو گا اور اس کے بہت بہتر

نتائج ہوں گے۔ یہ جو آئے دن کی اتھل پتھل اور ان کے تبادلے، معطلیاں اور تین ماہ چھ ماہ کے بعد ایس پی نیا ہے، ڈی ایس پی نیا ہے ایس ایچ او بھی نیا ہے تو کسی نے کیا کام کرنا ہے؟ خدارا آپ اس پالیسی کو بدلیں یہ جو کتابوں کے اندر قانون میں لکھا ہوا ہے کہ تین سال کے لئے پوسٹنگ یہ زبانی رہ گیا ہے شاید ہی کوئی ایسا افسر ہو جو ڈیوٹی اور tenure کے تین سال پورے کرتا ہو۔ آپ کیمونٹی پالیسی کی طرف آئیں اور وہاں سے مقامی آبادیوں سے competition کی بنیاد پر اچھے لوگوں کو بھرتی کر کے وہاں پر تعینات کریں تاکہ وہ وہاں بہتر انداز کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے سکیں۔

جناب سپیکر! ہماری پولیس کا زیادہ تر ٹائم جائیدادوں اور قبضوں کے جھگڑوں میں گزر جاتا ہے آپ کسی تھانے میں چلے جائیں میں لاہور کو چھوڑتا ہوں آپ باہر بھی چلے جائیں۔ وزیر داخلہ سے میری یہ تجویز ہے کہ آپ ہر ضلع میں اس کے لئے کوئی ایک سیل بنائیں۔ جائیدادوں کے تنازعات اور قبضوں کے جو رپھڑ ہیں ان میں عام پولیس کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ یہ جو ہے کہ فلاں جگہ قبضہ ہو گیا، فلاں جگہ قبضہ کروا لیا اور وہاں پوری پولیس سرگرم عمل ہے بااثر لوگ مافیاز کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اس کی بیخ کنی اور قلع قمع ضروری ہے۔ بطور ایم پی اے، بطور قائد حزب اختلاف روزانہ میرے پاس متعدد کمزور لوگ اور بیوہ خواتین روتے پیٹتے آتے ہیں کہ ہمارے ساتھ یہ ہو گیا، ہمارے ساتھ یہ ہو گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو ہر ضلع کے اندر قبضہ مافیا سے جان چھڑانے کے لئے ایک سیل بنانا چاہئے جو priority basis پر routine کے کاموں سے ہٹ کر اس کا کام ہی یہی ہو اور جو culprits پکڑے جائیں انہیں وہ قرار واقعی سزا دلوانے کے لئے active ہوں اور پولیس کے اصل routine کے جو کام ہیں وہ ان کی طرف توجہ دے سکے۔

جناب سپیکر! میری ایک تجویز یہ بھی تھی کہ ہمارے ہاں انوسٹی گیشن اور پراسیکیوشن انتہائی کمزور ہے۔ آپ تصور کریں کہ جب ایک عام آدمی کے ساتھ ظلم و زیادتی ہو گئی پہلے تو اس کی ایف آئی آر نہیں کٹتی، اگر پریشر ڈال کر ایم پی اے، ایم این اے کے ذریعے یا کسی اور طریقے سے وہ ایف آئی آر کٹ گئی تو تفتیش کے مرحلے اتنے صبر آزما ہوتے ہیں کہ وہ انوسٹی گیشن والا کہتا ہے جی، گاڑی لے کر آؤ۔ میں نے اگر فلاں بندے کو پکڑنا ہے تو اس کے لئے خرچہ چاہئے، گاڑی میں پٹرول چاہئے اور وہ دس بیس ہزار روپے کا ایک عام آدمی کو نسخہ بتا دیتا ہے جو کہ اپنے اُوپر ظلم سہتے ہوئے تھانے میں اس بات کی امید لے کر آتا ہے کہ شاید مجھے یہاں سے انصاف مل جائے گا۔ یہ کسی ایک تھانے کی بات نہیں بلکہ یہ culture across the province and across the country ہے۔ آدھے لوگ تو تھانے جاتے ہی

نہیں اور اپنے اُوپر ہونے والا ظلم سہہ جاتے ہیں، برداشت کر جاتے ہیں اور جزا و سزا کو اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں۔ کچھ لوگ بھول کر تھانے آ جاتے ہیں، جب ان کی دُرگت بنتی ہے، جب وہ دیکھتے ہیں کہ ہمارا نقصان تو اتنا ہوا تھا اور اب اتنا مزید مجھے خرچ کرنا پڑے گا تو پھر انوسٹی گیشن ہوگی، پھر ملزم کو پکڑنے کے لئے چھاپہ پڑے گا تو وہ اپنا پہلا نقصان بھول جاتا ہے۔ اگر انوسٹی گیشن بھی ہو جائے تو پراسیکیوشن کا سسٹم انتہائی سست، اور ناقابل یقین حد تک خراب ہے۔ آج کے دور میں اگر انوسٹی گیشن اور پراسیکیوشن درست طریقے سے نہ ہو تو ملزمان کو سزا نہیں ہو سکتی۔ آپ جب تک ملزمان کو سزا دلانے کے لئے نئی قانون سازی نہیں کریں گے تو اُس وقت تک ملزمان کو قرار واقعی سزا نہیں مل سکتی۔ میں وزیر داخلہ سے درخواست کروں گا کہ وہ اس جانب ضرور توجہ دیں تاکہ حالات بہتر ہو سکیں۔

جناب سپیکر! چند سال پہلے ہم نے پولیس کی تنخواہوں میں بہت اضافہ کیا تھا اور دوسرے ملازمین کے مقابلے میں پولیس والے زیادہ تنخواہ لے رہے ہیں۔ ایک پولیس کا سپاہی پچیس یا تیس ہزار روپے تنخواہ لے رہا ہے جو کہ شاید گریڈ اٹھارہ کا افسر لیتا ہے۔ پولیس والوں کو بہت سی سہولتیں دی گئی ہیں۔ یہ سہولتیں صرف اس لئے دی گئی تھیں کہ وہ رشوت سے باز آ جائیں، ایمانداری اور ذمہ داری کے ساتھ اپنی ڈیوٹی سرانجام دیں۔ میرے پاس اس وقت پنجاب اینٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ ہے۔ یہ رپورٹ اسی سال 2015 کی ہے اور یہ اخبارات میں چھپی ہے۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ پورے صوبہ پنجاب کے اندر پولیس کا رشوت لینے میں نمبر 1 ہے تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو پولیس افسران غلط کاری میں ملوث پائے جاتے ہیں ان کو سزا نہیں ملتی۔ اوّل تو پولیس افسران کا پکڑا جانا محال ہے اگر کوئی دو چار فیصد افراد پکڑے ہی جائیں اور کسی پر ایف آئی آر کٹ جائے تو پھر بھی کسی کو سزا نہیں ہوتی۔ پچھلے سال جون میں یہاں پر 14 افراد مارے جاتے ہیں۔ بھئی! بھلے green چٹ آپ کو مل گئی ہے۔ رانا ثناء اللہ بھی بری الذمہ ہیں، میاں محمد شہباز شریف بھی بری الذمہ ہیں اور ڈی آئی جی (آپریشن) بھی بری الذمہ ہیں تو پھر کون ذمہ دار ہے اور کیا اُوپر سے فرشتوں نے آ کر گولیاں چلائی تھیں؟ جن culprits نے وہاں پر اُن نہتی خواتین پر گولیاں چلائیں، وہاں پر چودہ آدمی مارے گئے، تمام تر کوشش اور جستجو کے بعد وہاں سے counter attack ثابت نہیں ہوا، ایک پولیس والا بھی نہیں مرا تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ کدھر سے آئے تھے؟ ایک یا دو پولیس افسروں کو آپ نے فرار کروا دیا اور اب کہا جا رہا ہے کہ وہ مفرور ہو گئے ہیں۔ یہ میاں محمد شہباز شریف کی credibility اور ان کی حکومت پر ایک بہت بڑا question mark ہے۔ لوگ انصاف کے متلاشی

ہیں، وہ انصاف مانگتے ہیں اور وہ انصاف طلب کر رہے ہیں۔ یہ معاملہ جے آئی ٹی کی اس رپورٹ سے دفن نہیں ہوگا بلکہ یہ ذمہ دار لوگوں کا قبر تک پیچھا کرتا رہے گا۔ صرف یہ کہہ دینے سے بات نہیں بنے گی کہ میں نے گولی کا حکم نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ "اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر جائے گا تو میں روز قیامت اس کا جوابدہ ہوں گا۔" میاں محمد شہباز شریف آپ ذمہ دار ہیں۔ پولیس آپ کو ذمہ دار ٹھہراتی ہے یا نہیں لیکن آپ صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کے طور پر ذمہ دار ہیں۔ You are responsible. آپ ان چودہ لوگوں کے قتل کے ذمہ دار ہیں۔ آپ کا فرض بنتا ہے کہ ان کے ذمہ داروں کو پکڑیں۔ آپ ایک سال سے خواب خرگوش میں ہیں۔ آپ اس جے آئی ٹی کمیشن کی رپورٹ کا انتظار کرتے رہے ہیں۔ آپ کو چاہئے تھا کہ اب تک ان لوگوں کو trace کرکے پھانسی کے پھندے تک پہنچاتے تاکہ پنجاب کے دس کروڑ عوام سمجھتے کہ ہم نے جن کو ووٹ دیئے ہیں وہ ہمارے ووٹ کے ساتھ واقعی انصاف کر رہے ہیں۔ میاں صاحب! یہ طرز حکمرانی مناسب نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ چودہ لوگ آپ نے مروائے ہیں بلکہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ probe تو کر سکتے ہیں۔ شہباز شریف اگر پیچھے پڑے تو وہ زمین کی تہہ سے بندوں کو نکال کر اور کھینچ کر لے آئے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اس صوبے کی تاریخ کا بدترین واقعہ ہو، چودہ افراد مارے جائیں، نہتے افراد اور حاملہ خواتین کے حلق پر گولیاں ماری جائیں اور میاں محمد شہباز شریف کہہ دے کہ جے آئی ٹی نے مجھے بے گناہ قرار دے دیا ہے؟ لوگ آپ سے یہ توقع نہیں رکھتے بلکہ لوگ یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ ان کو انصاف فراہم کریں گے۔ میاں صاحب! وقت تھوڑا ہے۔ آپ کو آگے بڑھنا ہوگا، آپ کو از خود کوشش کرنی ہوگی اور آپ کو قاتل تلاش کرنے ہوں گے خواہ وہ پولیس والے تھے، گلو بٹ یا جو کوئی بھی تھے۔ وہ کون تھے جنہوں نے چودہ افراد کو گولیاں مار کر شہید کیا؟ یہ معاملہ اس طرح سے حل ہوگا، ڈکار آئے گا اور نہ ہی آپ کو سکون آئے گا۔ آپ کو آگے بڑھ کر یہ کام کرنا ہوگا۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو wind up کرنے والا ہوں کیونکہ ابھی کچھ مزید دوستوں نے بھی اظہار خیال کرنا ہے۔ میں لمبے چوڑے اعداد و شمار اور data پیش نہیں کر رہا۔ میری آخری بات یہ ہے کہ جس تیزی کے ساتھ صوبے کے اندر بے روزگاری کا سیلاب آیا ہوا ہے اس کی وجہ سے جرائم بڑھ رہے ہیں۔ میرے مشاہدہ اور تجربہ میں ایک عجیب بات آئی ہے کہ مجرم اَن پڑھ یا دُور دراز علاقوں سے نہیں آئے ہوئے بلکہ qualified لوگ ہیں۔ ایم اے، بی اے، انجینئرز اور ڈاکٹرز اس طرح کی وارداتوں میں

ملوث ہیں۔ جب ان کو کوئی روزگار نہیں مل رہا تو وہ کدھر جائیں؟ وہ بے بس اور مجبور ہیں۔ خُدا کے لئے اس جانب توجہ دیں۔ کروڑوں لوگ ڈگریاں ہاتھوں میں تھامے سڑکوں پر گھوم رہے ہیں اور ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ ان کے والدین نے اپنے بچوں کی تعلیم پر لاکھوں روپے خرچ کئے ہیں۔ اس نئے ایجوکیشن سسٹم کے تحت کسی آدمی کو ایم اے، بی ایس سی، بی بی اے، ایم بی اے یا اسی طرح کی کوئی دوسری ڈگری لینے کے لئے لاکھوں روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں، مائیں اپنے زیورات بیچ کر، کمیٹیاں ڈال کر اور باپ قرضے لے کر اپنے بچوں کو تعلیم دلوا رہے ہیں۔ ایک سمسٹر یا تین مہینے کا نوے ہزار روپے جمع کرواتے ہیں لیکن ڈگری لینے کے بعد ان کو کہیں نوکری نہیں ملتی تو آپ اس کے لئے کچھ سوچیں۔ کل کے اخبار میں آیا تھا کہ 1500 نائب قاصد کی نوکریاں نکلیں، وہاں پر ڈیڑھ لاکھ افراد نے apply کیا اور ان میں سے چھ ہزار لوگ ایم اے پاس ہیں۔ پنجاب کے حکمرانوں کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ یہ جرائم کب رُکیں گے؟ اس وقت رُکیں گے جب آپ تعلیم یافتہ بے روزگار لوگوں کو عملی طور پر روزگار فراہم کریں گے۔ صرف پچاس ہزار یا ایک لاکھ ٹیکسیاں دینے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ آپ کو سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا اور ان لاکھوں لوگوں کی کھپت کے لئے آپ کو کوئی نہ کوئی طریقہ نکالنا ہوگا کہ ان کو کم از کم جیب خرچ کے لئے کوئی دو چار ہزار یا پانچ ہزار روپیہ ہی مل جائے تاکہ یہ اپنی گزر اوقات کر سکیں۔

جناب سپیکر! لاہور میں چوری کی وارداتیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ ہمارے ایم پی اے ممتاز مہاروی صاحب کی گاڑی جس پر ایم پی اے کی نمبر پلیٹ لگی ہوئی تھی وہ گاڑی چوری ہو گئی۔ میرے چھوٹے بھائی کی گاڑی چوری ہو گئی اور باوجود کوشش کے کوئی سراغ نہیں ملتا کہ گاڑی کہاں چلی جاتی ہے تو میں وزیر داخلہ سے گزارش کروں گا کہ میں نے اپنی بات میں خلوص دل کے ساتھ تجاویز دی ہیں اور یہ کوئی point scoring نہیں ہے کیونکہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ لوگ سچ مچ پریشان ہیں۔ ایک تو وہ معاش، روزگار اور load shedding کی وجہ سے پریشان ہیں اور دوسرا امن عامہ کی وجہ سے پریشان ہیں۔ حکومت کو امن عامہ کے لئے اپنی priorities بدلنا ہوں گی۔ میں یہاں پر بسوں اور پلوں والی بات کو بار بار repeat نہیں کروں گا یہ ایک ایک سال میں 40/40۔ ارب اور 50/50۔ ارب روپیہ وہاں پر لگا رہے ہیں۔ خدارا لوگوں کے مسائل کے اوپر توجہ دیں اور وہاں پر یہ رقم لگائیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ملک احمد سعید خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب وحید گل صاحب!

**جناب محمد وحید گل:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی قیادت کے اندر اس وقت لاء اینڈ آرڈر پر جو کام ہو رہا ہے جس کی بدولت آج یہ ممکن ہوا کہ جو قتل کر کے جیلوں کے اندر دادا گیر بن جاتے تھے آج سزائے موت بحال ہونے کی وجہ سے وہ پھانسیوں کے اوپر چڑھ رہے ہیں جو کہ نہایت احسن اقدام ہے۔ اس کے علاوہ جس طرح سے پنجاب کے اندر دہشت گردی کے خلاف Anti-Terrorist Force قائم کی گئی اور جس میں نوجوان بچے اور بچیاں حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر آج دہشت گردی کے خاتمے کے لئے لگے ہوئے ہیں۔ یہاں پر قائد حزب اختلاف نے بات کی کہ وزیر اعلیٰ صاحب خود انٹرویو لیتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وزیر اعلیٰ کو اس کے ساتھ کتنا concern ہے کہ وہ ایک ایک ڈی پی او سے خود انٹرویو لیتے ہیں۔ اُن کے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے کہ وہ اپنی Mrs. کے ساتھ جا کر کرکٹ میچ دیکھیں اُن کی توجہ پوری طرح سے صوبہ کے معاملات پر ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے اور اس سے بھی نظریں نہیں چُرائی جا سکتیں اور قائد حزب اختلاف کی ساری باتوں کو جُھٹلایا بھی نہیں جا سکتا اور یقیناً اتنے اقدامات کرنے کے باوجود کہ کرپٹ ڈی ایس پیز کو نکال دیا گیا ہے اور یہ اقدامات کرنے کے باوجود کہ اچھے افسران لگائے گئے ہیں لیکن نیچے کی سطح پر لوگوں کو انصاف نہیں مل رہا لہٰذا ہمیں اس بات کا اعتراف بھی کرنا چاہئے۔ آج ایک عام آدمی کی ایف آئی آر نہیں ہوتی وہ اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کو اس لئے برداشت کر لیتا ہے لیکن وہ ایف آئی آر درج کرانے اس لئے نہیں جاتا کہ ایف آئی آر درج کرانے کے بعد اُس کے ساتھ پھر ظلم ہو گا کہ اُس کے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے کہ وہ انویسٹی گیشن والوں کے لئے گاڑی کا انتظام کرے اور اُس کے پاس وکیل کرنے کے پیسے بھی نہیں ہوتے۔ آج انصاف بک رہا ہے جس کا وکیل تگڑا ہے وہ قتل بھی کر کے، وہ ڈکیتیاں بھی مار کر جائے تو اُسے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ آج تو ایک اور طرف بات چل پڑی ہے اور آج اگر وکلاء تنظیمیں اپنی فلاح و بہبود کے لئے کام کریں تو یہ اُن کو حق حاصل ہے لیکن آج وکلاء کے گروہ بن کے ججوں پر pressure ڈالتے ہیں اور آج کوئی پولیس افسر وکلاء کے خلاف عدالت میں پیش نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہو گی کہ جس طرح دہشت گردوں کو ختم کرنے کے لئے Apex Committee بنی ہے جس کی بناء پر آج گھر گھر تلاشیاں لی جا رہی ہیں۔ آج ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ جو قتل کرے اُس کے خلاف بھی Apex Committee بنے، جو ڈکیتیاں کرتا ہے اُس کے خلاف بھی قانون کے اندر اتنی طاقت ہو کہ انہیں سرعام چوکوں میں لٹکایا جائے اور اس سے کم پر اب بات

بننے والی نہیں ہے۔ جس طرح سے ہم کہتے ہیں کہ ہم نے ایجوکیشن کے اندر ایمرجنسی لگائی ہے، ہم نے دہشت گردی کے خلاف لڑنا ہے تو اس محاذ کو بھی کسی صورت میں کھلا نہ چھوڑا جائے۔

جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ وارڈ کی سطح پر کمیٹیاں بنائی جائیں۔ کتنے سال ہو گئے ہیں کہ آج تک ایک تھانے کی حد کا تعین ہوا نہ ہو گا اس لئے آج زیادہ sources کی ضرورت ہے اور وزیر اعلیٰ کو یقیناً اس بات کا credit بھی جاتا ہے کہ وہ آج ایک سپاہی اور ایک اے ایس آئی کو merit پر بھرتی کر رہے ہیں۔ بات ہوتی تھی کہ political influence استعمال ہوتا ہے، ایس ایچ او، ڈی ایس پی اور ایس پی اپنی مرضی کے لگائے جاتے تھے تو آج آپ کی حکومت کو یہ credit جاتا ہے کہ اس معاملہ کو political influence سے باہر نکال دیا گیا ہے۔ اگر میں کسی کو ایس ایچ او لگانے کی سفارش نہیں کرتا، میرے یہ بھائی بھی سفارش نہیں کرتے تو پھر ہمیں ان سے result بھی لینا ہے اور جہاں تک result کی بات ہے تو اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہ گئی۔ موبائل چھننا اور چوری ڈکیتیاں عام ہیں تو ہمیں ان کا تدارک کرنا ہو گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ امن و امان کسی بھی معاشرہ، کسی بھی قوم اور کسی بھی civil society کی ترقی کا زینہ ہے۔ اگر لاء اینڈ آرڈر نہیں ہو گا تو پھر آپ پیچھے ہی آئیں گے۔ دنیا کی جتنی معزز قومیں ہیں وہ اپنے وسائل کا ایک بڑا حصہ سکیورٹی کے اداروں پر خرچ کرتی ہیں کہ لوگوں کی عزت، آبرو اور جان و مال محفوظ رہیں۔ ہم پنجاب میں بھی عوام کے خون پسینہ کی کمائی سے جمع کیا ہوا ٹیکس، عوام کے خون سے نچوڑا ہوا پیسا ان اداروں پر اربوں کے حساب سے خرچ کرتے ہیں کہ ہمارے صوبہ کے لوگوں کی جان، مال، عزت اور آبرو محفوظ رہیں۔ کیا وجہ ہے کہ جرائم بڑھتے جا رہے ہیں اور لوگ روز بروز اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ غیر محفوظ تصور کرتے ہیں؟ پولیس یا سکیورٹی کے دوسرے ادارے کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتے، کس کو نہیں پتا کہ ہر تھانہ کی حدود میں جواء خانے چلتے ہیں؟ سب جانتے ہیں کہ تھانیدار کی مرضی کے بغیر جواء خانہ نہیں چل سکتا۔ اسی طرح ہر جگہ پر منشیات فروشی ہے اور سب اس چیز کو جانتے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ یہ ختم نہیں ہو رہی؟ قبضہ گروپ، اغواء برائے تاوان، جعلی ادویات، ناجائز تجاوزات، غیر قانونی تعمیرات اور کون سا جرم ہے جو اس وقت نہیں ہو رہا۔ ہم سب کو پتا ہے کہ وہ ختم نہیں ہو رہا۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم میں will نہیں ہے، قانون موجود ہے، وسائل موجود ہیں، مشینری موجود ہے لیکن ہم میں وہ نیت نہیں ہے۔ آج

منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہیں یہ کھڑے ہو کر کہہ دیں اور تھانیدار کو حکم دیں کہ جس تھانے میں 48 گھنٹوں کے اندر اندر جوئے کے اڈے ختم نہ ہوئے تو اس کی خیر نہیں ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ کیسے وہ تھانیدار وہاں جوئے کے اڈے ختم نہیں کراتا۔ یہ آج کہہ دیں کہ منشیات فروشی نہیں ہو گی اور جس تھانے کی حدود میں ہوئی تو اس تھانیدار کی خیر نہیں، اس ڈی پی او، سی پی او، آر پی او اور ڈی سی او کی خیر نہیں ہو گی لیکن انہیں پتا ہے کہ ہمیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ میرے سارے معزز ممبران جو اس ایوان میں بیٹھے ہیں ان کو اپنے حلقے کی ایک ایک چیز کا پتا ہے لیکن ان کے پاس اختیار نہیں ہے۔ یہ نشاندہی نہیں کر سکتے اگر کریں تو وہ ان کے دشمن بن جاتے ہیں کیونکہ تھانوں میں روزانہ کی بنیاد پر بھتہ آتا ہے۔ ہمیں صرف will کی ضرورت ہے کسی اور سرمائے کی ضرورت نہیں ہے اور کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تھانیدار کو پابند کریں اور result دیکھیں لیکن تھانیدار کو پتا ہے کہ مجھے پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ کیا ہمیں نہیں پتا کہ تھانوں میں رشوت چلتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا ہمیں نہیں پتا کہ تھانوں میں کیا ہوتا ہے اور ہم کیوں انہیں ٹھیک نہیں کر رہے؟ ہم ٹھیک کر سکتے ہیں کیونکہ ہم میں یہ ability ہے۔ ہم ایسا کرنا نہیں چاہتے کیونکہ یہ ہمارے مفاد میں ہے، ہمارے سیاسی مفادات ہوتے ہیں اور ہمارے مالی مفادات ہوتے ہیں۔ آج ہم تہیہ کر لیں کہ جس عوام کے ٹیکسوں سے یہ ایوان اور انتظامیہ بھی چلتی ہے۔ ہم نے ان کے ساتھ مخلص ہونا ہے اور ان کا تحفظ کرنا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ 80 فیصد جرائم صرف نیت ٹھیک کرنے سے، قانون کے عملدرآمد اور احتساب یعنی check and balance سے ختم ہو جائیں گے۔ اگر منسٹر صاحب حکم دیں تو کیسے جواء ہو سکتا ہے، کیسے شراب بک سکتی ہے اور کیسے قبضہ ہو سکتا ہے کہ اگر پولیس اور انتظامیہ ساتھ نہ ہو۔ ناجائز تجاوزات کیسے ہو سکتی ہیں اگر ٹی ایم اے ساتھ نہ ملے۔

جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ اگر ہم نے اس نظام کو ٹھیک کرنا ہے تو خلوص نیت سے کرنا ہے۔ اس کے لئے ہمیں صرف اور صرف نیت ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے اور آرڈر دینے کی ضرورت ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی سرکاری ملازم حکم عدولی کر سکتا ہے۔ اس نے نوکری کرنی ہے، اس نے اپنے فرائض ایمانداری سے ادا کرنے ہیں لیکن اگر اس کو یہ پتا ہو کہ اگر میں بے ایمانی کروں گا تو پکڑا جاؤں گا۔ ہر کام کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک تعمیری اور دوسرا تخریبی ہوتا ہے۔ ہمارے یہاں پر ناکے لگتے ہیں تو ہم سب کو پتا ہے کہ ناکوں پر کیا ہوتا ہے، وہی ناکے اس sense سے لگیں کہ یہ عوام کی حفاظت کے لئے

لگے ہیں نہ کہ سو دو سو روپے موٹر سائیکل والوں سے لینے کے لئے لگے ہیں۔ یہاں چوکیاں بنی ہوئی ہیں وہاں پتا نہیں کیا ہو رہا ہے۔ ان کو کیوں ٹھیک نہیں کیا جا رہا اس لئے کہ نیت ٹھیک نہیں ہے سارا قصور ہم منتخب نمائندوں کا ہے اور ہماری حکومت کا ہے۔ یہ انتظامیہ ہمارے ٹیکسوں سے چلتی ہے ان کی کیا جرأت ہے کہ وہ آپ کا حکم نہ مانے۔

جناب سپیکر! اسلام آباد ائیر پورٹ میرے حلقہ میں ہے۔ میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ پچھلے دنوں آٹھ کروڑ روپے کا ڈاکا پڑا تو ڈاکو پولیس والے نکلے۔ تین کروڑ روپے کا اغواء برائے تاوان کا کیس میرے حلقہ میں ہوا مجرم پولیس والے نکلے۔ یہ پولیس ہم نے اپنی حفاظت کے لئے رکھی ہے لیکن یہ قتل، ڈکیتیوں اور جرائم کی نرسریاں اور آماجگاہیں بن گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب آصف محمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شہزاد منشی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا محمد ارشد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار علی رضا خان دریشک صاحب!

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے کروں گا جس پر میرے دوستوں نے بڑے خوبصورت انداز میں پورے پنجاب کی بات کی ہے۔ میرا تعلق پنجاب کے سب سے پسماندہ ضلع راجن پور سے ہے، جناب کا تعلق بھی وہیں سے ہے۔ میں کچھ گزارشات اس حوالے سے کروں گا۔ سب سے پہلے تو ابھی وحید گل صاحب نے میرٹ کے حوالے سے بات کی ہے۔ ہمارے ضلع کی لاء اینڈ آرڈر کی situation کو پولیس کے ساتھ بارڈر ملٹری پولیس بھی کنٹرول کرتی ہے۔ ہوم منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں۔ میں لیڈر آف دی ہاؤس پر کوئی بداعتمادی کا اظہار نہیں کر رہا لیکن قائد حزب اختلاف میرٹ کو bypass کر کے and I have got the reports of the Chief Secretary اور ان کے letters میرے پاس موجود ہیں۔ انہوں نے لاء اینڈ آرڈر کی situation کو شاید بہتر کرنے کے لئے گورچانی tribe سے in relaxation of rules BMP میں بھرتی کی۔ میں معزز ایوان کو ایک مختلف بات کروں گا۔ یہاں پر ہم پولیس پر criticize کر رہے ہیں، باقیوں پر criticize کر رہے ہیں۔ میری اپیل ہو گی اس ایوان کو کہ ہم پہلے اپنا

احتساب خود کریں۔ ہم یہ دیکھیں کہ ہمارے میں کیا خامی ہے۔ آئیے میں آپ کو لئے چلتا ہوں ان تین افسران کی کارکردگی پر جن کو چیف منسٹر صاحب نے شاید پھر again I will say کہ نیک نیتی سے لاء اینڈ آرڈر situation بہتر کرنے کے لئے رکھا۔ یہ میرا verdict نہیں ہے، یہ میرے منہ کے الفاظ نہیں ہیں یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ ہوم منسٹر صاحب ضرور اس کو جناب کے توسط سے نوٹ کریں گے ایف آئی آر نمبر 82/14 PS محمد پور جس میں وزیر اعلیٰ کے رکھے ہوئے اس BMP ملازم نے کشمور سے 26 بوتلیں Vague شراب لا کر اور خود بھی نشے میں دُھت محمد پور کے قریب ایک ایکسیڈنٹ کیا جس میں ایک انسانی جان ضائع ہوئی، ایف آئی آر درج ہے، سرکاری ڈالے کی رپورٹ درج ہے۔ اس سرکاری ملازم محمد عمران پر ایف آئی آر درج ہے۔ میرا سوال ہے اس معزز ایوان سے اور خصوصی طور پر وزیر داخلہ صاحب سے کہ کیا اس کو removal from service کیا گیا، کیا اس کے خلاف کوئی action لیا گیا؟ آیئے جناب اب میں آپ کو دوسری طرف لے کر جاتا ہوں جس میں دوسرے بھرتی کئے ہوئے ملازم جس کا نام شیر افگن گورچانی ہے ان کے بارے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ ایف آئی آر نمبر 23/15 PS فاضل پور جناب ایک سپورٹس کار جو فاضل پور تھانے میں ہے ایس ایچ او صاحب interrupt کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! اس میں میری ایک گزارش سنیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! یہ لوگوں کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ شیر افگن گورچانی میرا چھوٹا بھائی ہے۔ اب آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ میرا منصب مجھے اجازت نہیں دیتا، میں آپ کے بھائی کو الیکشن ہرا کر اس seat پر بیٹھا ہوا ہوں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے 20 ہزار کی lead سے آپ کے بھائی کو ہرایا ہے۔ آپ اس ایوان میں کھڑے ہو کر ذاتیات کی بات کرتے ہیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر اس ایف آئی آر میں میرے بھائی کا نام درج ہو تو میں سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ سردار صاحب! میں آپ کو اس چیز کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ جب بھی ایوان میں آتے ہیں آپ Chair پر اور اس کی ذاتیات پر آ کر بات کرتے ہیں۔ آپ مجھ سے الیکشن ہارے ہوئے ہیں۔ آپ کا اور میرا مقابلہ راجن پور میں ہوگا، اس ایوان میں نہیں ہوگا۔ میرا منصب یہ اجازت نہیں دیتا۔ میں نے آپ کے بھائی کو 20 ہزار ووٹوں سے ہرایا ہے اور on record ہرایا ہے۔ آپ کبھی زمین کے قبضہ کی بات اس ایوان میں آ کر کرتے ہیں۔ ہم باہر میڈیا کے سامنے چلے چلتے ہیں۔ میڈیا گواہ ہے۔

**سردار علی رضا خان دریشک:** جناب سپیکر! میرے پاس پولیس کی رپورٹ ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** نہیں۔ سردار صاحب! یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔

**سردار علی رضا خان دریشک:** جناب سپیکر! مجھے بولنے کا حق بھی نہیں دیا جا رہا۔ یہ کیا طریق کار ہے؟

**جناب ڈپٹی سپیکر:** سردار صاحب! میری ایک بات سنیں۔ آپ نے بھی ساڑھے چھ ہزار پرچہ کرایا تھا۔ اس کی رپورٹیں بھی ہمارے پاس ہیں۔ آپ کے چچا نوازش علی دریشک کو کن رولز کے تحت Border Military Force کا head بنایا گیا تھا۔ آپ کے چچا جو کہ اب بھی موجود ہیں جس کا نام نوازش علی دریشک ہے اور اس کا بیٹا احمد یہاں پر ایم پی اے ہے۔

**سردار علی رضا خان دریشک:** جناب سپیکر! مجھے میرا حق نہیں دیا جا رہا، مجھے بولنے کی اجازت نہیں دی جا رہی اور میری زبان بندی کی جا رہی ہے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** نہیں۔ قطعاً نہیں۔ آپ کو اس قسم کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ باہر میڈیا کے سامنے آپ بھی اور میں بھی چلے چلتے ہیں، ان کو گواہ بنا لیتے ہیں اور وہاں پر بات کرتے ہیں۔ میں اس ایوان میں اس Chair کی ذاتیات پر بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

**ملک محمد وارث کلو:** جناب سپیکر! یہ ایوان 371 لوگوں کا ایوان ہے۔ یہ پورے پنجاب کو represent کرتا ہے۔ یہاں یہ لوگ اور میڈیا جو اوپر بیٹھا ہے ہم سے یہ توقع کرتا ہے کہ ہم رواداری، تحمل، برداشت، اسمبلی کے norms اور Rules and Regulations کے مطابق چلیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** کلو صاحب! ایک منٹ کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔ آپ بات سنیں۔ سردار علی رضا دریشک صاحب! مجھے اس کا جواب دے دیں کہ میاں محمد شہباز شریف نے جو بھرتی rules relax کر کے کی ہے ان کے چچا نوازش علی دریشک جو احمد علی دریشک sitting MPA کے والد ہیں انہیں کس

rule کے تحت Border Military Force کا second commandant بنایا گیا جو ابھی تک موجود ہے، کس rule کے تحت بنایا گیا تھا یہ مجھے صرف وہ بتا دیں اس کا جواب دے دیں؟ آپ یہاں عوام کی بات کریں، ذاتیات پر نہ کریں، الیکشن آپ نے مجھ سے ہارا ہوا ہے۔ آپ بھی ہارے ہوئے ہیں۔ آپ by election میں جیت کر آئے ہیں۔ اگر ذاتیات پر آئیں گے تو قائد ایوان آپ سے جیت گئے تھے۔ آپ قائد حزب اقتدار سے 31 ہزار ووٹوں سے ہارے ہوئے ہیں۔ By election میں feudal سے آپ جیت کر آئے ہیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میری بات تو سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! نہیں، نہیں۔ ایک بات سن لیں اگر ذاتیات پر بات کرنی ہے تو ہم باہر چلے چلتے ہیں اور سیڑھیوں میں بیٹھ جاتے ہیں۔ میں اس ایوان میں آپ کو اس Chair کے حوالے سے بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ قطعاً نہیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! کیا میرے بھائی قانون سے آزاد ہیں؟ اس ایف آئی آر کو تو دیکھ لیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! باہر آ جائیں۔ باہر بات کریں گے۔ باہر آ کر بات کریں۔ ڈی ایس پی آپ کا ہی بندہ ہے۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! اس ایف آئی آر کو دیکھا جائے۔ اس سے آگے میری گزارش سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! ذاتیات پر مت آئیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں نہیں بول رہا۔ میری یہ عرض ہے، میری یہ گزارش ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ باہر آ جائیں۔ ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں آپ کے بارے میں بات ہی نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ میرے بھائی کو اس میں فریق بنا رہے ہیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں پولیس کا---اچھا میں بات نہیں کرتا۔ مجھے آگے چلنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! نہیں، آپ بات کریں لیکن میں نے یہ کہا ہے کہ ذاتیات پر نہ کریں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں اس بارے میں بات نہیں کرتا مجھے آگے بات مکمل کرنے دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر سردار صاحب! میں نے یہ کہا ہے کہ آپ ذاتیات پر بات نہ کریں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میری نظر میں پولیس مظلوم ہے۔ آئیے میں وہ بات نہیں کر رہا۔ ہوم منسٹر صاحب پھر یہ letter number note کریں گے کہ 89-2555 جس کے اندر ایس ڈی او واپڈا۔۔۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! دیکھیں، یہاں پر ہم سب اکٹھے ہیں اور رات کے 9:15 بج گئے ہیں۔ We want to discuss the law and order. آپ ہمیں suggestions دیں۔ دیکھیں سردار صاحب! یہ سارے پوائنٹ آف آرڈر کے issues ہیں۔ آپ میرے پاس individually آئیں اگر آپ کو کوئی complaint ہو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! آپ میری بھی بات سن لیں۔ یہ سردار صاحب آپ کے پاس ثبوت لے کر آئیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جی، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! آپ جس مرضی گورچانی کی انکوائری کسی بھی جوڈیشل کمیشن سے کروائیں یا اس کے لئے جے آئی ٹی بنائیں۔ یہ سردار صاحب آپ کے پاس آ جائیں۔ آپ کو میری طرف سے بھی اجازت ہے۔ سردار صاحب! بات صرف اتنی سی ہے کہ یہ ایوان کا تقدس نہیں ہے۔ آپ کا بھائی مجھ سے الیکشن ہارا ہے اس کا غصہ آپ اس ایوان میں آکر مت نکالیں۔ آپ لیڈر آف دی ہاؤس سے 31 ہزار ووٹوں کی lead سے ہارے ہیں۔ آپ نے کہا کہ میں نے میاں محمد شہباز شریف کو ہرایا ہے وہ آپ سے 31 ہزار ووٹوں سے جیتے ہیں۔ انہوں نے سیٹ چھوڑی، انہوں نے جس کو ٹکٹ دیا آپ ان سے دوبارہ جیت گئے ہیں۔ آپ میری ایک گزارش سن لیں۔ آپ ذاتیات پر نہ آئیں، ہم باہر جا کر بات کریں گے اور ہم راجن پور میں سیاست کریں گے۔ جی، کرنل صاحب! آپ کوئی بات کر رہے تھے؟

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! میں کہتا ہوں کہ اُدھر بات کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سردار صاحب! سپیکر صاحب بات کر رہے ہیں آپ بیٹھ جائیں۔ اسمبلی rules کو fallow کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! آپ جو مرضی آئے ان کی انوسٹی گیشن کروائیں جو یہ چیزیں آپ کو لا کر دیتے ہیں اِس حوالے سے سردار صاحب کو satisfy کریں۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اس ایوان میں میری Chair جہاں پر میں بیٹھا ہوں یہ مجھے اجازت نہیں دیتی کہ اس پر میں اپنی ذاتی بات خود کروں۔ بات یہ ہے کہ اگر آپ نے میرا مقابلہ کرنا ہے تو ہم راجن پور میں کریں گے، ہم اس ایوان کے باہر میڈیا کے سامنے کریں گے اور ہم روڈ پر کر لیں گے۔ وہ آپ کا اور میرا ذاتی جھگڑا ہے۔ اس ایوان میں آپ مہربانی کر کے ذاتیات پر بات مت کریں۔ اگر میں بات کروں گا تو بہت دُور تک چلی جائے گی۔ اِدھر بھی کوئی تحاریک التوائے کار آپ کے against آئی ہوئی ہیں، اس پر بات ہوگی تو بات دُور نکل جائے گی۔ کرنل صاحب! سردار صاحب سے ثبوت لے لیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میرے نزدیک پولیس مظلوم ہے۔ میں ایس ڈی او واپڈا کی چٹھی میں سے صرف ایک لائن پڑھوں گا کہ یہاں پر ایس ڈی او صاحب فرماتے ہیں کہ مزید پولیس چوکی لال گڑھ کی گاڑی اور عملہ برائے غیر قانونی تحفظ ساتھ تھا۔ میرا سوال یہ ہے کہ پولیس کو ایسی کیا مجبوری ہے کہ یہ ساتھ ہے؟ میں ذاتیات پر کوئی بات نہیں کرتا۔ یہ ایف آئی آرز ہیں ان کے نامزد ملزم ہیں۔ BMP والے ریکارڈ کو check کیا جائے اور آخر میں میری تجویز یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! آپ اس کی رپورٹ منگوائیں اور آپ میڈیا کے سامنے لائیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میڈیا میں تو میں جاؤں گا، میڈیا میں تو جا کر میں بولوں گا ہی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! میں بھی پیچھے آ رہا ہوں۔ کرنل صاحب! آپ ان دونوں معاملات کی انکوائری کروائیں گے اور آپ سردار صاحب کی موجودگی میں اس ایوان کو آ کر بتائیں گے۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! آپ میری جگہ آ کر لے لیں۔ مجھے wind up کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! میں آرڈر کر رہا ہوں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میری گزارش اور تجویز یہ ہے کہ آئیں ہم سب کسی پر نکتہ چینی کرنے کی بجائے یہ عہد کریں، ہم لوگ یہ حلف دیں کہ آج کے بعد اگر میرا باپ، میرا بھائی اور میرا کوئی رشتے دار قانون کی violation کرتا ہے تو ہم اس طرح Chair پر بیٹھ کر اس کو defend نہیں کریں گے۔ مہربانی، شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! بات یہ ہے کہ سردار صاحب جذباتی ہو گئے ہیں۔ کل اخبار کی ایک statement تھی کہ علی پور میں ایک قاتل مارا گیا ہے جس کی head money بیس لاکھ روپے تھی۔ میرے فرشتوں کو بھی نہیں پتا تھا وہ میں نے اخبار کھولا تو اس میں ڈی پی او کی statement تھی کہ جو قاتل مارا گیا ہے اُس کو رانا قاسم پتا نہیں کون ہے اور ان کے والد محترم نصر اللہ دریشک support کرتے تھے۔ اگر اس بات پر آنا ہے تو سردار صاحب ہمارے پاس بھی بہت سا مواد ہے۔ ذاتیات اس ایوان میں نہ کریں۔ یہ ہماری آپ کی باہر باتیں چلتی ہیں۔ باہر جا کر یہ باتیں اچھی لگتی ہیں یہاں اچھی نہیں لگیں گی۔ نہیں۔ یہ ایوان ہے۔۔۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! آپ نے ایوان سے باہر آنا ہے تو ابھی آ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! دو speaker بچتے ہیں آپ wait کریں میں بھی اُدھر ہی آ رہا ہوں تو پھر میڈیا کے سامنے بات کرتے ہیں۔ جی، next محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! اتنی گرما گرمی کے بعد مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا بات کروں؟ میں پھر بھی کوشش کروں گی کہ اپنی بات جو ہے وہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محترمہ! آپ suggestions دے دیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ہم لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے جا رہے ہیں۔ اس بارے میں پہلے میں تھوڑی سی بات کروں گی اس کے بعد میں suggestions دیتی ہوں۔ ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ وہ laws جو ہمارے پاس بہت اچھی fortified صورت میں موجود ہیں کبھی کہیں پر law implement ہوتا نظر آیا نہ ہی وہ law enforcement ادارے اپنے فرائض اس طرح ادا کرتے نظر آئے کہ جن مقاصد کے لئے ہم نے اُن کو بنایا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

محترمہ! آپ suggestions دے دیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! منڈا صاحب! تُسی میری جگہ تقریر کر لو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! محترمہ کی بات سنیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ آج ہم نے بڑی سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ ہر ایک کا مقصد تنقید برائے تنقید اور نہ ہی نکتہ چینی ہے بلکہ ہم سب کا یہاں آنے کا مقصد وہ ignore چیزیں وہ مسائل جن کو حل کرنے کے لئے ہم اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ پنجاب کا سپریم ادارہ ہے۔ ہم اگر بار ہالاء کی بات کریں تو ہم نے بارہا یہ دیکھا ہے کہ قوانین جو ہم سمجھتے ہیں جیسے Chair سے کہے گئے الفاظ کو بھی ہمیں قانون کا درجہ دینا چاہئے اور اس کو ruling سمجھتے ہوئے اس پر implement کرنا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہی ساری چیزیں ہمیں اپنے اداروں کی طرف سے بھی face کرنی پڑ رہی ہیں کہ جو فرائض یا duties ان کو دی جاتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر باقی صوبوں سے comparison کیا جائے تو کثیر بجٹ پنجاب میں پولیس کے لئے رکھا جاتا ہے۔ میرا یہاں پر مقصد پولیس کو بجٹ دینا یا کسی کو قصور وار ٹھہرانا نہیں ہے بلکہ اس بجٹ کو دینے کی جو reasons ہیں ان وجوہات کے بارے میں بات کرنا ہے جبکہ ہم ان کو ایک heavy budget دیتے ہیں اور ہر سال ہمیں increase کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ Obviously ہم سب کا مقصد پولیس کو بہتر بنانا ہے اور ان کو facilitate کرنا ہے تاکہ وہ اپنے رویے میں تبدیلی کے ساتھ اپنے financial problems کو نپٹتے ہوئے ان مسائل کو حل کریں اور ہمارے جان و مال کا تحفظ کریں جن مقاصد کے لئے ہم یہ ادارے قائم کرتے ہیں۔ اگر ہم 2014 میں crime ratio دیکھیں تو 2015 جب آتا ہے تو ہم ہمیشہ پچھلے سال کی نسبت اس کو compare کرتے ہیں کہ کیا crime ratio رہی تو ہر سال ہمیں crime ratio میں اضافہ ہی نظر آیا۔ بے شک بہت ساری reforms کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ماڈل پولیس سٹیشن کا بھی ذکر ہوتا ہے کہ جی ہم نے ماڈل پولیس سٹیشن بنا دیئے ہیں۔ میں چونکہ خود پروفیشنل ایڈووکیٹ ہوں اور مجھے اب بھی ان چیزوں سے اتفاق ہوتا رہا ہے۔ مجھے آج تک کسی پولیس سٹیشن میں ایسی چیز نظر نہیں آئی کہ جس سے ہم کہیں کہ یہ change آئی ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ ہماری گورنمنٹ اس پر دھیان نہیں دے رہی لیکن میں کہتی ہوں کہ اگر دھیان دے رہی ہے تو وہ کیا چیزیں ہیں جو پولیس

کو بے مہار چھوڑ دیتی ہیں وہ کیوں اس طرح acts کرتے ہیں کہ وہ تمام جرائم میں ہمیں ان کا اپنا ہی ہاتھ نظر آتا ہے؟ ابھی یہاں پر بات ہوئی کہ ڈکیتی کی وارداتیں دیکھ لیں، اغواء کی وارداتیں دیکھ لیں، جوئے خانے یا کسی اور crime کی بات کر لیں تو ہمیں یہی محسوس ہوتا ہے کہ پولیس والے اس میں خود involve ہیں۔ یہاں پر بیٹھے تمام لوگ بلکہ تمام لوگ میں نہیں کہہ سکتی لیکن جو چند لوگ بیٹھے ہیں اُن سب کی بھی یہی رائے ہو گی جو میری ہے۔ پولیس گردی اور پولیس تشدد کی بہت ساری وارداتیں آئے دن ہو رہی ہیں اور یہ وارداتیں نہ صرف ہمارے معصوم شہریوں کے ساتھ ہو رہی ہیں بلکہ law سے متعلقہ ہماری community کے ساتھ بھی یہ وارداتیں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جہاں ہمارے روّیوں کا قصور ہے وہاں یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی وارداتیں ہونے کی وجہ کیا ہے کیونکہ جب ہم کسی matter کو صحیح طور پر حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس کے بعد ہمارے ساتھ اس طرح کے حالات پولیس کی جانب سے ہوتے ہیں کہ کوئی بھی شریف آدمی جو اپنی شکایت لے کر کسی بھی تھانے میں جاتا ہے تو اس کے ساتھ تھانے میں جو سلوک ہوتا ہے اس تذلیل سے بچنے کے لئے وہ کوشش کرتا ہے کہ اس کو باہر ہی بیٹھ کر یا چار پیسے دے کر حل کر لیں؟ یہ آخر کیوں ہو رہا ہے obviously اس کا check and balance ہمارے حکمرانوں کو کرنا ہے۔ جب ہم بات کرتے ہیں کہ اِس وقت حکومت میں جو لوگ ہیں وہ اس کے قصوروار ہیں تو اس کو بڑا بُرا سمجھا جاتا ہے اور بُرے تاثر لئے جاتے ہیں کہ شاید ہم صرف تنقید کرنے کے لئے یہاں بات کر رہے ہیں۔ میں اپنی بات مختصر کرتے ہوئے کہوں گی کہ ان تمام باتوں کے پیچھے کیا وجوہات ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ ان وجوہات میں ہمارا اپنا قصور بھی شامل ہے کیونکہ ہم لوگ پولیس ڈیپارٹمنٹ کو اتنا زیادہ سیاسی influence میں رکھتے ہیں کہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہماری involvement کی وجہ سے اپنے فرائض بہتر طریقے سے ادا نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میری دو تین suggestions ہیں وہ مجھے دے لینے دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! اگر ہم police reforms کی بات کریں جیسے قائد حزب اختلاف نے بات کی اور باقی لوگوں نے بھی بات کی تو میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں پولیس کو

independent کرنا چاہئے بلکہ تمام اداروں کو independent کرنا چاہئے۔ کیونکہ جب تک ہم اُن کو وہ اختیارات نہیں دیں گے جو ان کا حق ہے تو وہ کبھی بھی آپ کو اچھی reports نہیں دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! اسی طرح میں صرف ایک بات انوسٹی گیشن کے حوالے سے کرنا چاہوں گی بلکہ انوسٹی گیشن کے طریق کار کے متعلق میں نے پچھلی دفعہ اپنی تقریر میں بھی یہ suggestion دی تھی کہ تفتیش کے طریق کار کو computerize کیا جائے۔ جیسا کہ ہم سن رہے ہیں کہ تھانوں کو کمپیوٹر سسٹم دے دیا گیا ہے۔ ہمیں بار بار یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ جو تفتیش ہوتی ہے اس کی جو ضمنی لکھی جاتی ہے یعنی daily جو رپورٹ تفتیش میں لکھی جاتی ہے اگلے دن وہ ضمنی بدل دی جاتی ہے۔ اگر انوسٹی گیشن کے طریق کار کو ہم بہتر بنانا چاہتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ کسی ایک پارٹی کی طرف سے ایک دفعہ جو شکایت آ گئی ہے اُس کے بعد اس کو change نہ کیا جا سکے تو اُس کو اگر ہم ڈی پی او آفس کے ساتھ online کر دیں اور وہ ضمنی جس دن لکھی جائے اُس کا وہی ریکارڈ آ گے موجود ہو تو میرے خیال میں اس پر بھی قابو پایا جا سکے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا منور غوث خان!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج لاء اینڈ آرڈر پر اسمبلی میں بحث ہو رہی ہے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ انتظامیہ اور پولیس کی جو accountability ہے وہ ازحد ضروری ہے۔ ہم نے افسران کو لامحدود اختیارات دیئے ہوئے ہیں، اُن کو facilities دی گئی ہیں، اُن کو گاڑیاں اور دفاتر دیئے گئے ہیں لیکن اُن کی proper accountability نہیں ہوتی۔ پولیس والے کسی بندے کو پکڑ لیتے ہیں تو مار مار کر اُس کا ستیاناس کر دیتے ہیں لیکن جب پتا چلتا ہے کہ یہ بندہ تو بے گناہ تھا اور کسی نے disinformation دی ہے تو اس کی کوئی accountability نہیں ہوتی۔ میری ہوم منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ اس پر action لیا جائے اور کوئی ایسا طریق کار بنایا جائے کہ غریب لوگوں کے ساتھ اس قسم کا ظلم نہ ہو۔ پولیس کلچر کو بہتر کرنے کے لئے ہمارے قائد محترم نے بہت سے اقدامات کئے ہیں لہٰذا میں ان میں چند ایک suggestions پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ پولیس کے روّیے کو بہتر کرنے کے لئے پچھلی گورنمنٹ نے بھی اور اس گورنمنٹ نے بھی بہت سی مراعات دی ہیں، اُن کی تنخواہیں double کی ہیں، اُن کے

الاؤنسز میں اضافہ کیا ہے اور بہت سی اُن کو facilities provide کی گئی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کے روّیے بہتر نہیں ہوئے۔ یقیناً پولیس کی نفری بہت کم ہے للذا ہمارے بجٹ کی situation کو دیکھتے ہوئے میری حکومتِ پنجاب اور منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ پولیس کی نفری کو بڑھایا جائے اور اس سلسلے میں بجٹ بھی بڑھایا جائے تاکہ آپ تمام اضلاع میں زیادہ سے زیادہ پولیس کی بھرتی کر سکیں۔ ہمارے پنجاب کا ایک ضلع منڈی بہاؤالدین ہے وہاں پر سرگودھا کے مقابلے میں پچاس گنا زیادہ نفری ہے۔ ضلع سرگودھا میں 700 سے کچھ زائد پولیس کے اہلکار کام کر رہے ہیں جس سے پولیس کی کارکردگی بہتر نہیں ہو رہی۔ پچھلے بیس سالوں سے ہمارے سرگودھا کے پولیس افسران آئی جی صاحب کو لکھ لکھ کر بھیج رہے ہیں کہ ہماری نفری بڑھانے کے لئے منظوری دی جائے اور at least ہمیں پانچ سو سے ایک ہزار بندہ دیا جائے تاکہ سرگودھا کی پولیس کی efficiency بہتر ہو سکے لیکن آئی جی پولیس کا دفتر آج تک ٹس سے مس نہیں ہوا۔ میں منسٹر صاحب کو آج یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ پولیس کے روّیے کو بہتر کرنے کے لئے اُن کو facilities دی جائیں، ان کی ٹرانسپورٹ بہتر کی جائے اور اُن کا POL اُن کو بہتر دیا جائے تاکہ وہ لوگوں کی جیبوں کی طرف نہ دیکھیں۔ اسی طرح ٹرانسفر پوسٹنگ میں ڈی پی اوز کو لامحدود اختیارات دے دیئے گئے ہیں اُس کو accountable ہونا چاہئے۔ اگر انہوں نے کسی ایس ایچ او کو ایک سال یا ڈیڑھ سال کا tenure دیا ہے لیکن اُس ایس ایچ او کی کارکردگی بہتر نہیں ہے تو اس کی کارکردگی بہتر ہونی چاہئے otherwise وہ بہتر perform نہیں کر رہا تو اُس کو accountable ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ watch and ward کا سسٹم ایک بہترین سسٹم ہے جو ہمارے دین اسلام نے introduce کرایا ہے۔ ہمارے خلفائے راشدین کے زمانے میں watch and ward کا سسٹم ہوتا تھا اس کے بعد شہروں میں جیسے جیسے modernization آتی گئی، شہروں کی دیواریں فصیلیں بنتی گئیں اور watch and ward کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرتے گئے تو اُس سے ہمارے معاشرے میں بہت سی اہم تبدیلیاں آئی ہیں۔ جب سے watch and ward کو ہم نے کم کیا ہے اور جب سے ٹھیکری پہرے کو دیہاتوں اور شہروں کے گلی محلوں میں ختم کیا ہے اُس وقت سے لے کر آج تک جرائم میں کمی کی بجائے بہتات آتی جا رہی ہے۔ اس watch and ward کے سسٹم کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انویسٹی گیشن کے انتظام کو watch and ward سے الگ کیا جائے کیونکہ ایک پولیس افسر جس کو اے ایس آئی یا سب انسپکٹر کا rank ملا ہوا ہے وہ پہلے رات کو watch and ward کرتا ہے، صبح وہ عدالتوں میں مثلیں پیش کرتا ہے، وہاں سے آنے کے بعد دوپہر کو raid

کرتا ہے، raid کرنے کے بعد وہ انوسٹی گیشن کرتا ہے اور انوسٹی گیشن کرنے کے بعد پھر اُس کا watch and ward کا ٹائم شروع ہو جاتا ہے۔ وہ بھی ایک انسان ہے جو چوبیس گھنٹے کیسے کام کرے گا لہٰذا اس کے لئے timing ہونی چاہئے۔ ہماری وافر نفری ہونی چاہئے اور ان کی duties ہونی کم ہونی چاہئیں؟ جب تک آپ watch and ward اور انوسٹی گیشن کو الگ نہیں کریں گے اُس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ بہتری نہیں آ سکے گی۔ پولیس آرڈر 2002 کو implement کیا جس میں آپ نے ترامیم بھی کی ہیں۔ پولیس آرڈر 2002 کا سب سے بڑا مخالف میں تھا اور میں نے اسمبلی کے floor پر متعدد بار اس پر گفتگو کی ہے۔ میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پولیس آرڈر 2002 میں جو خامیاں تھیں اُن کو دُور کرنے کے لئے اس میں ترامیم کی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت مزید آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! پولیس اور عوام کے درمیان جو مفاہمتی پالیسی ہے اُس پر عملدرآمد ہوتا ہوا نظر نہیں آ رہا۔ آج بھی ڈسکہ سیالکوٹ میں جو المناک حادثہ پیش آیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اسی چیز کا پیش خیمہ ہے۔ پولیس اور وکلاء کے درمیان ہم جہاں دیکھتے ہیں ہاتھا پائی ہو جاتی ہے۔ وکلاء جب چاہتے ہیں وہ پولیس کے ساتھ لڑ پڑتے ہیں اور جب کہیں پر incident ہوتا ہے یا کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو عوام فوری طور پر پولیس کے خلاف نعرے لگانے شروع کر دیتی ہے۔ اگر آپ پولیس کو facilitate کریں گے تو ان کا روّیہ بہتر ہو گا۔ عوام اور پولیس کا آپس میں تعلق بہتر ہو گا تو انشاء اللہ صوبے میں بہتری آئے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! بہت شکریہ۔ اگلے مقرر جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: السلام علیکم!

جناب ڈپٹی سپیکر: وعلیکم السلام!

جناب احسن ریاض فتیانہ: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر کہ آخر مجھے باری مل ہی گئی۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ لاء اینڈ آرڈر ایک ایسی چیز ہے جو کسی بھی معاشرے کے لئے بہت ضروری ہے۔ ایک انسان اور جانور کے درمیان differentiate کرنے کے کام آتی ہے کیونکہ اگر قانون نہ ہو اور کوئی قانون کی پاسداری نہ ہو تو وہاں صرف جنگل ہو گا۔ میں ایک آزاد حیثیت سے یہاں جیت کر آیا تھا اور آج میں بغیر کسی مخالفت یا بغیر کسی criticism کے بات کرنا چاہوں گا۔ میں بطور پاکستانی یہ محسوس کرتا ہوں کہ شاید ہماری

حکومت کا اس طرح سے لاء اینڈ آرڈر پر focus نہیں ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ total focus نہیں ہو گا، focus ہو گا لیکن جس طرح سے ہونا چاہئے اس طرح سے نہیں ہے۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جب بھی کوئی حکومت power کے اندر آتی ہے، کوئی بھی پارٹی آکر حکومت بناتی ہے تو سب سے زیادہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کی اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے کیونکہ جب تک لاء اینڈ آرڈر نہیں ہو گا لوگوں کو اپنی جان و مال کا تحفظ نہیں ہو گا اور لوگ آگے کبھی grow نہیں کر سکتے اور لوگ کبھی mentally طور پر صحیح طرح سے اپنی زندگی نہیں گزار سکتے۔ اوپر سے ایک بہت عجیب وغریب چیز مجھے پچھلے دو سالوں میں سیاست میں آنے کے بعد محسوس ہوئی اور میں نے دیکھی کہ یہاں پر قانون کے دو مختلف معنی ہیں کہ قانون امراء اور power full لوگوں کے لئے مختلف ہے اور وہی قانون غریب لوگوں کے لئے یا عام آدمی کے لئے totally مختلف ہے۔ میں اس کی ایک مثال آپ کی وساطت سے وزیر داخلہ کو دینا چاہوں گا کہ ہم یہاں پر قانون بنانے والے ہیں، پولیس یہاں پر قانون پر عملدرآمد کرنے والی ہے اور ہمارے معزز جج صاحبان قانون توڑنے والوں کو سزا دینے والے ہیں۔ گاڑی کے شیشوں پر Black papers کے حوالے سے ہمارا بہت simple سا قانون ہے کہ دہشت گردوں جیسے کالے paper نہیں ہونے چاہئیں۔ بہت regretfully کہ یہاں پر ہمارے کئی ساتھیوں کے، ہمارے تقریباً سارے وزراء کے، ہماری پولیس کے افسران حتیٰ کہ ایس ایچ او تک کی گاڑی کے متعلق بتادیں کہ جس کی گاڑی پر کالے پیپر نہیں ہیں۔ ہمارے جج صاحبان کی گاڑیوں پر کالے پیپر ہیں۔ اگر قانون بنانے والے، قانون پر عملدرآمد کرانے والے اور اس کا خیال رکھنے والے سب لوگ خود چھوٹے سے چھوٹے قانون کو ہاتھ میں لے کر پھر رہے ہیں تو ہم کسی اور سے قانون کی پاسداری کی کیا امید کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آج مجھے بڑا عجیب محسوس ہوا کہ جب یہاں پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ نے ایک سوال کے جواب میں کھڑے ہو کر کہا کہ غیر قانونی رکشا ڈرائیوروں کے آگے ہم بے بس ہیں۔ یہ ایک ایسا محکمہ تھا جس کے وزیر ہمارے وزیر اعلیٰ تھے with all due respect اگر وزیر اعلیٰ کے محکمے کی طرف سے ہی ہتھیار ڈال دیں گے اور وہ کہیں گے کہ ہم چند رکشا ڈرائیوروں کے آگے بے بس ہو چکے ہیں جو کہ غیر قانونی ہیں تو باقی جو جرائم پیشہ، criminals اور gangs کے آگے ہمارے کیا حالات ہوں گے؟ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے اور اس سوچ کی طرف جانا چاہئے۔ میں اسی کے ساتھ آپ کی توجہ ایک اور مسئلے کی طرف دلانا چاہوں گا کہ سہالہ ٹریننگ سنٹر میں آج سے دس پندرہ دن پہلے ہمارے معزز قائد حزب اقتدار گئے تھے جہاں پر انہوں نے اپنی تقریر کے اندر

یہ کہا تھا کہ وہ تھانہ کلچر change کرنے میں fail ہو گئے ہیں اور انہیں اس بات کا بڑا افسوس تھا۔ ہم سب کو اس چیز کا بڑا افسوس ہے کہ تھانہ کلچر change ہونا چاہئے تھا۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ معزز قائد حزب اقتدار میاں محمد شہباز شریف جیسے محنتی اور انتھک بندے جنہیں بارہ سال کا تجربہ ہے بطور چیف ایگزیکٹو اگر وہ کہتے ہیں کہ میں بے بس ہو گیا ہوں تو میرے خیال میں ہم لوگوں کو اپنے بارے میں خود سوچنا چاہئے کہ اگر وزیر اعلیٰ تھانہ کلچر کے آگے بے بس ہو گئے ہیں تو ہم لوگوں کا کیا بنے گا اور اس عوام کا کیا بنے گا؟

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ لے کر آگے چلنا چاہوں گا کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ پولیس کا attitude بہت خراب ہے اور وہ انسانوں کو صحیح طرح انسان نہیں سمجھتے۔ وہ بھی انسان ہیں جنہوں نے 12 گھنٹے کی ڈیوٹی دینی ہوتی ہے لیکن ایک common practice ہے کہ اگر یہاں پر کوئی پولیس والے بیٹھے ہوتے تو شاید اس کو endorse بھی کر دیتے کہ ہمارے ہاں کانسٹیبل 24 گھنٹے ڈیوٹی کرتا ہے کیونکہ انہوں نے آپس میں باریاں لگائی ہوئی ہیں کہ میں تمہیں cover کروں گا اور تم مجھے cover کرنا تو چوبیس چوبیس گھنٹوں کی ڈیوٹی میں وہ کیا ڈیوٹی perform کرے گا؟ وہ انسان ہیں جن کی physical capability ہوتی ہے اور بندے کی mental capability بھی ہوتی ہے۔ پولیس آرڈر ایک قانون جو کہ اسی ایوان کے اندر میرے colleagues نے میرے آنے سے پہلے بنایا تھا۔ میں اس پولیس آرڈر کے متعلق کہنا چاہوں گا اور مجھے اس وقت وہ سب کلاز یاد نہیں آ رہی کہ اس کے اندر یہ کہا گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ 300 to 280 وزیر داخلہ نے اپنے کسی last سے last session میں وقفہ سوالات کے دوران بتایا بھی تھا کہ اتنے amount of people پر ایک کانسٹیبل ہونا چاہئے، according to police order سوائے لاہور شہر کے کسی ایک شہر میں، کسی ایک ضلع میں مجھے بتا دیا جائے کہ پولیس آرڈر کے تحت وہاں پر بھرتی ہو چکی ہوئی ہے۔ جب ایک بندے کو ایسے over burden آپ کریں گے تو وہ کام صحیح نہیں کر سکے گا وہ as a result چڑچڑا بھی ہو گا، لوگوں کو mistreat بھی کرے گا اور misuse بھی کرے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ پولیس آرڈر کی کلاز 21 کے پیرا گراف 4 کی طرف لے کر جانا چاہوں گا۔ یہ پیرا گراف اتنا really state کرتا ہے کہ کوئی بھی ایس ایچ او انسپکٹر level سے نیچے نہیں ہو گا۔ میں آج یہاں شرطیہ طور پر کہتا ہوں، میں وزیر داخلہ صاحب کو کہوں گا کہ بے شک وہ خود اس چیز کو verify کر لیں کہ فیصل آباد ضلع میں more than 90 percent تھانوں کے اندر سب انسپکٹر سے

سینئر افسر کوئی نہیں لگا ہوا۔ اگر آپ چھوٹے برتن کے اندر زیادہ ڈالیں گے تو پنجابی کہاوت ہے کہ "وہ باہر آ جاتی ہے۔" ایک چیز کو اسی capacity کے مطابق ذمہ داری دیں تاکہ وہ احسن طریقے سے اسے ادا کر سکے۔

جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف لے کر جانا چاہوں گا کہ آپ کسی بھی تھانے کے اندر چلے جائیں گے تو وہاں پر درجنوں کے حساب سے پکڑی ہوئی گاڑیاں ملیں گی جن کے اوپر نمبر پلیٹس لگی ہوتی ہیں جن کو چاہیں تو ہم لوگ واپس کر سکتے ہیں لیکن ہم کرنا نہیں چاہتے اور انہیں خود پولیس استعمال کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فتیانہ صاحب! جلدی سے wind up کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں بس دو منٹ کے اندر wind up کر لیتا ہوں۔ Kindly دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، جی ایک منٹ میں کر لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس دن میرے ایک معزز ساتھی نے ایک point raise کیا اور انہوں نے یہاں پر ایک سیاسی دہشت گرد کا ذکر کیا۔ مجھے یہاں پر بڑا افسوس ہوا کیونکہ اسی ضلع میں میری اپنی بھی رہائش ہے اور میں خود اس سیاسی دہشت گرد کا شکار بھی ہو چکا ہوں اور میرے گھر پر انہوں نے حملہ کیا تھا جو بعد میں ثابت بھی ہوا کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی اور سب کچھ ہوا لیکن کیا ایسی وجوہات ہیں کہ ایک حکومتی بنچوں کا ممبر یہاں پر ایوان کے اندر آ کر دُھائی دیتا ہے، پورا ایوان یہاں پر سن رہا ہوتا ہے اور سب لوگ بیٹھے ہوتے ہیں لیکن کوئی اس کی دادرسی کرنے کے لئے تیار نہیں اور کوئی اس کی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ کیا ایک سپریم کورٹ کا ریٹائرڈ جج جس پر بدنام زمانہ دھاندلی، کرپشن اور دوسری چیزوں کے الزامات لگے ہیں، جس کا بیٹا غیر قانونی طور پر دو اڑھائی سال پیشتر تک ایڈووکیٹ جنرل رہا اور آج بھی وہ ضلع کے اندر بغیر کسی پوسٹ کے تین تین پولیس کے ڈالے لے کر جاتا ہے۔ کون سی پولیس کی کتاب ہے جو اسے یہ allow کرتی ہے کہ تین تین پولیس کے ڈالے ایک بندہ لے کر پھرے؟ کیا جسٹس (ریٹائرڈ) خلیل الرحمٰن رمدے اتنے طاقتور ہیں اور اتنے قانون سے بالاتر ہیں کہ ان کے آگے قانون، حکومت اور یہاں پر ساری پولیس کے علاوہ ہر چیز گھٹنے ٹیک چکی ہوئی ہے؟ یہ لمحہ فکریہ ہے اور اگر ایوان کے ممبران کو ریلیف نہیں ملے گا اور اس معزز ایوان کے ممبران کو اپنے حقوق لینے کے لئے احتجاج کرنا پڑے خاص طور پر حکومتی بنچوں کے ہوں تو میرے خیال میں ایسی

حکومت کو خود اپنا قبلہ درست کرنا چاہئے اور حکومت چھوڑ دینی چاہئے کہ وہ اپنے ہی ممبران کو تحفظ نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ فتیانہ صاحب! جی، علی اصغر منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو رہی ہے تو میں اس میں چند گزارشات کرنا چاہوں گا اور ان گزارشات سے پہلے میں آپ کے وژن اور آپ کے تدبر کو سلام پیش کرتا ہوں کہ آپ نے بڑے مدبرانہ اور قائدانہ طریقے سے ایوان کو coordinate کیا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس کرسی اور اس عہدے کا جس طرح احترام کرتے ہوئے بڑے حوصلے سے، ہمارے کچھ ایسے ساتھی جو شاید اسمبلی کے رولز اور etiquettes سے بھی واقف نہیں ہیں کہ ذاتی لڑائیاں اپنے حلقوں یا اپنے علاقوں میں لڑی جاتی ہیں اور اسمبلی floor کا سہارا نہیں لیا جاتا۔ یہاں پر پنجاب کے 9 کروڑ، میں تو 9 کروڑ کہتا ہوں جبکہ ہمارے قائد حزب اختلاف 10 کروڑ کہہ رہے تھے تو میں نے ہلکی سی آواز میں عرض کی تھی کہ ایک کروڑ کم کر لیں کیونکہ اس وقت پورے ملک کی 18 کروڑ آبادی ہے جو ہمارے proposed census ہیں ویسے تو 1998 کے بعد census نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر پر عرض کر رہا ہوں اور اسی پر عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم نے پولیس کو اس وقت تنقید کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اور پنجاب کے عوام کو صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا اس وقت میڈیا بھی دیکھ رہا ہے کہ ہم صرف پولیس کو تنقید کا نشانہ نہ بنائیں بلکہ تنقید کا نشانہ ان لوگوں کو بنائیں جو لوگ قانون اور اخلاقیات سے ہٹ کر کام کرتے ہیں۔ پولیس میں ان ماؤں کے بیٹوں، ان بہنوں کے بھائیوں اور ان بیٹیوں کے باپ کو بھی یاد رکھنا چاہئے جو ملک و قوم کی خدمت کرتے ہوئے اپنے پاکستان کے لئے، پاکستانی عوام کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کئے ہیں۔ کالی بھیڑیں ہر جگہ موجود ہوتی ہیں اور جو بہتری کا عمل ہے وہ ہر جگہ ہمیشہ موجود رہتا ہے کہ بہتری کے لئے ہم ہمیشہ بہتر سے بہتر کی تلاش میں اپنے کام کرتے رہتے ہیں اور چیف ایگزیکٹو میاں محمد شہباز شریف اسی وژن کے مطابق بہتر سے بہتر کی تلاش میں اپنا کام کر رہے ہیں۔ وکلاء کا اور پولیس کا جو جھگڑا ہوا ہے اُس میں جس طرح ہمارے ایوان نے اُس کو condemn کیا ہے اور اُن کے ساتھ اظہار تعزیت بھی کیا ہے یہ پنجاب کے نمائندہ عوام کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہم کسی پولیس گردی کے حق میں ہیں اور نہ ہی

ہماری حکومت اور ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب اس حق میں ہیں تو میں اس میں چند تجاویز عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! میری پہلی تجویز یہ ہو گی جو ایک فری رجسٹریشن ہے اُس کے عمل کو بہتر بنانا انتہائی ضروری ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تمام رجسٹریشن جتنا کرائم commit ہو رہا ہے، جتنا جرم ہو رہا ہے تو کوئی بھی یہ بات دعوے سے نہیں کہہ سکتا ہم کوئی ایسا سسٹم بنائیں اُس کے لئے سر جوڑ کر کوئی ایسا میکنیزم بنائیں کہ جو رجسٹریشن ہے وہ فری ہو اور اگر کسی انکوائری کے بعد، کسی انوسٹی گیشن میں یا کسی جگہ پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ درخواست سچی تھی اس پر ایف آئی آر ہونی چاہئے تو پھر جن لوگوں نے اُس کو delay کیا پھر اُن لوگوں کا قانون کے مطابق پولیس آرڈر 2002 کے تحت محاسبہ ہونا چاہئے۔ اس طرح اصل تصویر سامنے آئے گی جب رجسٹریشن فری ہو گی اور جب تمام حقائق سامنے آئیں گے تو پولیس کی کارکردگی کی accountability بھی ہو گی۔ اسی طرح پولیس آرڈر 2002 جو اس وقت فیلڈ میں ہے اُس کی اصل روح تھی اُس کا جو operation اور prosecution کا جو wing ہے وہ پنجاب کے تمام اضلاع میں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر جگہ پر اُس کے نفاذ کو یقینی بنانا چاہئے۔ اُس میں جس طرح ایک پبلک سیفٹی کمیشن ہوتا تھا جس میں پبلک کی نمائندگی بھی آتی تھی اُس پر فوری طور پر عملدرآمد کرنا چاہئے وہ ڈسٹرکٹ level سے لے کر صوبائی level تک پبلک سیفٹی کمیشن کا قیام انتہائی ضروری ہے۔ اسی طرح میری اگلی تجویز یہ ہے کہ جس طرح اب latest technology پاکستان میں بھی آچکی ہے، جس طرح ہم موبائل کا ڈیٹا فوری طور پر لیتے ہیں اسی طرح فرانزک لیبارٹری کا جو قیام ہے، اس کی جو عملداری ہے اور اس کی جو صحیح implementation ہے کہ فرانزک لیبارٹری کو وہ رپورٹس بروقت جائیں اور وہاں بروقت پولیس کو یا انوسٹی گیشن ایجنسیاں کو فوری طور پر واپس ملیں اور جدید خطوط کے ساتھ اُس پولیس کی انوسٹی گیشن کو آپریشن کے wings کو مؤثر کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری آخری دو گزارشات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: wind up کریں منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں میری اس میں ایک اور گزارش ہے کہ پولیس میں vigilance اور

disciplineکا جو wingہے اُس کو زیادہ بہتر اور مضبوط رکھنا چاہئے تاکہ پولیس ملازمین کسی کرپشن یا کسی misconductمیں یا ایسے کسی انوسٹی گیشن میں کوئی اپنا غلط کام کرے اُن کی پوری accountabilityہو اُن کا پورا محاسبہ ہو اور جو ہمارا vigilanceاور disciplineکا wingہے اُس کو بہت بہتر طرح سے activeکرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آخری گزارش کروں گا کہ پولیس ایف آئی آر کے اندراج میں دفعات کا جو غلط اندراج کر لیا جاتا ہے اور انوسٹی گیشن ہونے کے بعد اُن کو addکیا جاتا ہے یا reduceکیا جاتا ہے اُن کی omissionکی جاتی ہے یا additionکی جاتی ہے اُس میں accountabilityکے لئے کوئی میکنیزم بنانا چاہئے کہ اگر دوران تفتیش ایک بات سامنے آگئی ہے اور ایف آئی آر کی wordingمیں بھی وہ جرم بنتا تھا تو اگر کوئی دفعہ غلط addکی گئی ہے صرف ملزمان کو penalizeکرنے کے لئے حراس کرنے کے لئے تو اُس کے لئے بھی کوئی میکنیزم بنا کر اُس کا بھی پورا محاسبہ کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! بہت شکریہ۔ جی، جناب طارق محمود باجوہ، ایم پی اے کی طرف سے پیش کردہ تحریک التوائے کار نمبر 457,459,462,467,209,211,212 کو pendingکیا جاتا ہے۔ جی، کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب! آپ اس کو wind upکر دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! بحث کے لئے لسٹ میں اپنا نام نہیں دے سکا میں صرف اتنا تجویز کروں گا کہ منسٹر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں کہ جو ہماری پولیس جس 1861 ایکٹ کے تحت پہلے چل رہی تھی اُس میں جو بعد میں تبدیلی لائی گئی اور وہ تبدیلی revolutionکے بعد آئی اور پولیس آرڈر آیا میں جو ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ سوا ستیاناس ہے اور پہلے magisterialایک پولیس کے اوپر چیک ہوتا تھا اُس کے بعد ڈی سی او صاحب ایس پی صاحب کی اے سی آر لکھتے تھے وہ بھی سارا accountabilityکا چیک ختم ہو گیا ہے۔ میں یہ ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ تھانہ کلچر اور پولیس کے سارے سسٹم اور پولیس کلچر اس کو rewebکرنے کی ضرورت ہے۔ اس پر ایک کمیٹی بنا کر پورے سیٹ اپ کی میجر سرجری کی ضرورت ہے

اور یہاں جو اس دور کے تقاضے ہیں اُن کو سامنے رکھتے ہوئے میں یہ suggest کروں گا کہ وزیر داخلہ صاحب بھی بیٹھے ہیں یہ اس کے مطابق کوئی positive step---

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب مسعود عالم صاحب!

مخدوم سید محمد مسعود عالم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں مختصر عرض کروں گا کہ ہمارا جو down stream ہے ہم نے جو services دیتی ہیں وہ تو پولیس لاء اینڈ آرڈر کے ضمن میں آتی ہے اور ایک عام آدمی گورنمنٹ پولیس کو ہی سمجھتا ہے۔ ہم نے سسٹم تو بنا دیا ہے کہ ہم جسٹس دیں گے لیکن اُس کو ensure نہیں کیا تو اس ڈیپارٹمنٹ میں check and balance ہونا چاہئے۔ ساتھ ہی میں suggest کروں گا کہ اب نیا بجٹ آرہا ہے تو ہمیں latest technology پر اس سسٹم کو لانا چاہئے۔ ہر ضلع یا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ایک جی پی اے سسٹم ہو تاکہ ہماری جتنی پولیس کی گاڑیاں ہیں وہ vigilance پر ہوں اور میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ میں wheat procurement پر بھی ایک منٹ کے لئے بات کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مسعود صاحب! بات یہ ہے کہ آج منسٹر سے یہی بات ہوئی ہے کہ اس کو pending کریں گے اور اب کیونکہ قائد حزب اختلاف بھی چلے گئے ہیں اگلے سیشن کے لئے ہم اس کو pending کریں گے آپ کی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ جی، عارف محمود گل صاحب آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

مخدوم سید محمد مسعود عالم: جناب سپیکر! ایک complaint تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مسعود عالم صاحب! اب آپ بیٹھ جائیں۔

جناب عارف محمود گل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے دوستوں نے لاء اینڈ آرڈر پر بات تو کر لی ہے اچھی suggestions بھی آئی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح باقی محکموں میں سہولیات دی گئی ہیں جس طرح ججوں کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں اسی طرح پولیس والوں کی بھی تنخواہیں بڑھانی چاہئیں، ان کو نئی گاڑیاں دینی چاہئیں۔ تین تین، چار چار، کروڑ روپے لگا کر جو ماڈل تھانے بنائے ہیں اُن کے ساتھ ایک چھوٹا سا ایس ایچ او کا گھر اور چھوٹی سی کالونی ہونی چاہئے جس میں وہ اپنی 24 گھنٹے ڈیوٹی کے بعد آرام کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹیاں بنانی چاہئیں جو محلوں گاؤں میں ہوں جو پنچایتی فیصلے کر سکیں۔ اُس کے علاوہ منشیات کا جو دھندہ ہے اُس پر بھی شہروں اور محلوں میں کمیٹیاں ہونی چاہئیں جو اچھے طریقے سے پولیس کا ساتھ دے سکیں۔ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرا تھانہ مرید والا ہے تو وہاں پر میں

ایک پارک بنانا چاہتا تھا، تھانے کے ساتھ تین ایکڑ جگہ تھی تو میں نے جو صوبائی گورنمنٹ کا رقبہ تھا وہاں پر تیس لاکھ روپیہ لیڈیز پارک کے لئے دیا تو وہاں پر پولیس والوں نے خود قبضہ کر لیا ہے۔ میں آر پی او، سی پی او سب کو ملا میں نے کہا مہربانی کریں یہ میں عوام کی خاطر اچھے ماحول کے لئے پارک بنانا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا ہماری طرف سے کوئی مسئلہ نہیں۔ آج ہمارے سی ایس پی آفیسر جو سمندری میں اسسٹنٹ کمشنر لگے ہیں کے ساتھ ٹی ایم او ساتھ گیا، تحصیلدار گئے اور پٹواری گئے تو وہاں پر ایک منشی نے آگے سے اُن کو بھگا دیا کہ آپ جائیں یہ ہماری جگہ ہے ہم اس پر آپ کو پارک نہیں بنانے دیں گے۔ یہاں پر میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس پر نوٹس لیں اور دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا پنچایتی سسٹم ٹھیک ہونا چاہئے، بہت سے مسئلے وہاں پر حل ہوتے ہیں تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرا ایک چک ہے وہاں پر پنچایت ہو رہی تھی تو باہر سے کچھ غنڈے آئے اسلحہ کے زور پر اس پریا کو پیٹا اور وہاں سے بھگا دیا۔ وہاں پر 70,80 سال کے ضعیف بزرگ بھی تھے۔ اس کی ایف آئی آر نمبر 15/150 درج کی گئی آج تک اس کا ایک ملزم بھی گرفتار نہیں ہوا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عارف گل صاحب! بس ٹھیک ہے۔ جی، منسٹر صاحب! اب اس کو wind up کر دیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! بڑی اچھی discussion ہوئی ہے۔ جس جس نے contribute کیا ہے میں ان کا ٹائم کی کمی کی وجہ سے نام نہیں لینا چاہتا۔ میرے پاس ان کے سارے نام لکھے ہیں۔ میں نے ان کے points لکھے ہیں، suggestions لکھی ہیں اور وہ points جو پوائنٹ آف آرڈر بنتے تھے ان کو بھی note کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں ان کو study کروں گا اور جہاں جہاں ہم سمجھیں گے ان پر عمل کریں گے۔ ہماری جو پولیس ریفارمز اس وقت چل رہی ہیں جس کا ابھی میں نے ذکر کرنا ہے اس میں ہم نے یہ تمام points include کرنے ہیں۔ مجھے صرف افسوس اس چیز کا ہے کہ جس جوش جذبے سے یہ ایوان لاء اینڈ آرڈر کی discussion پر چلا تھا اب ظاہر کرتا ہے کہ یہ ایوان اس وقت کتنا interested ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت چند معزز ممبران یہاں پر بیٹھے ہیں باقی سارے چلے گئے ہیں۔ اس کا effect یہی ہوتا ہے کہ جس subject پر آپ discussion کرتے ہیں اس محکمے کا منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری جب wind up کر رہا ہوتا ہے تو ایک انفارمیشن جاتی ہے اور ہر ایک کو پتا لگ جاتا ہے کہ حکومت کیا کر رہی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہاں پر کوئی بھی نہیں ہے۔ میں میڈیا کا نہایت شکر گزار ہوں کہ ماشاء اللہ اُن کے ممبران ہم سے زیادہ بیٹھے

ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم ان سے زیادہ بیٹھتے لیکن وہ ہم سے زیادہ بیٹھے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ جو میں بتاؤں گا وہ میڈیا کے through عوام تک پہنچ جائے گا اور جو ہمارے ممبران یہاں پر نہیں ہیں ان تک بھی پہنچ جائے گا کہ حکومت کی لاء اینڈ آرڈر پر کیا پالیسی ہے۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کا جو مسئلہ ہے یہ good governance کو point out کرتا ہے۔ جس ملک میں لاء اینڈ آرڈر بہتر نہیں ہوتا ہے اس میں خامیاں ہوتی ہیں اور اگر اس کو improve نہیں کیا جاتا ہے تو وہاں پر good governance پر بھی کافی سوالات کے نشان آتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب آپ کو پتا ہے کہ ہر ٹاسک ماسٹر ہے، go getter ہے وہ چاہتا ہے کہ ایک غریب کی دہلیز پر اس کو انصاف ملے۔ اس کا دل غریب آدمی کے ساتھ دھڑکتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ غریب کے ٹھکانے پر کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں پر زیادتی ہوتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ انصاف نہیں ملا ہے وہ وہاں پر پہنچ جاتا ہے۔ یہ کام وہ دل سے کرتا ہے وہ دکھلاوے کے لئے نہیں کرتا ہے اس کی جتنی ہمت ہے وہ وہاں تک پہنچ جاتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! آپ نے تمام suggestions تو نوٹ کر لی ہیں یہاں پر واقعی میڈیا موجود ہے اور آپ کی بات پہنچ بھی جائے گی لیکن کیا خیال ہے کہ اگر next session میں آپ اپنی wind up speech کر لیں تاکہ اُس وقت قائد حزب اختلاف بھی موجود ہوں اور ممبران بھی موجود ہوں تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا؟

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ بہت اچھا ہوگا کیونکہ میں آپ کو induct reform دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ان کی موجودگی میں آپ یہ ساری باتیں کریں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! مجھے بہت خوشی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ چاہتا ہوں کہ ابھی آپ اس کو pending کر دیں اور next session میں پہلے دن ہی آپ کی تقریر سے ہم start لیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ سب تک یہ بات پہنچ جائے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آج کے ایجنڈے پر گندم کی خریداری کے موضوع پر بھی بحث تھی ہم اسی لئے یہاں بیٹھے ہیں کہ اس پر بحث کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

## اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

**No.PAP/Legis-1(59)/2015/1238. Dated: 28th May, 2015.** The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby prorogue Provincial Assembly of the Punjab on Monday 25th May, 2015 after the conclusion of the sitting of the Assembly on that day.

**Dated Lahore, the 27th May, 2015**

**MALIK MUHAMMAD RAFIQUE RAJWANA**
**GOVERNOR OF THE PUNJAB"**

# INDEX

PAGE NO.

A

**AAMIR SULTAN CHEEMA, CH.**
**ADJOURNMENT MOTION regarding-**
-Demand for survey and grant of relief in PP-32 Sargodha for destroyed crops 562
**BILLS** *(Discussed upon)-*
-The Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 (Bill No. 19 of 2015) 450
-The Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 18 of 2015) 423
**ADJOURNMENT MOTIONS regarding-**
-Continuously increasing in incidents of sexual assault on children 418
-Demand for survey and grant of relief in PP-32 Sargodha for destroyed crops 562
-Dilapidated condition of building of Writers' Guild of Pakistan in Lahore 560
-Dilapidated conditions of buildings of Elementary Colleges of Lala Musa 666
-Disclosure of import of steroid based medicines under cover of food supplements at Lahore dry port 564
-Disclosure of provision of wrong information to Prime Minister and Chief Minister by District Price Control Committees 663
-Disclosure of sale of land of Punjab University 559
-Disclosure of theft of diesel/petrol of generators of WASA 419
-Faults in water supply schemes of Mianwali 668
-Illegal parking at roads and in front of plazas in Lahore 564
-Victimization of villages of PP-222 by recent rains and hailing 664
**AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-**
-21st May, 2015 349
-22nd May, 2015 481
-25th May, 2015 599
**AHMAD ALI KHAN DRESHAK, MR.**

questions REGARDING-
547
**-NUMBER OF CASES REGISTERED IN POLICE STATIONS OF DERA GHAZI KHAN** 546

**DURING 2013-14** ***(QUESTION NO. 3429*)***

**-NUMBER OF NEWLY ESTABLISHED POLICE STATIONS IN THE PROVINCE AND OTHER DETAILS** ***(QUESTION NO. 3428*)***

**AHMAD SHAH KHAGGA, MR.**

PAGE NO.

question REGARDING-
-DETAILS ABOUT HIGHWAY PATROLLING WING OF PUNJAB POLICE *(QUESTION NO. 2126*)* 525

**AHMED KHAN BHACHER. MR.**
**ADJOURNMENT MOTION regarding-**
-Faults in water supply schemes of Mianwali 668

question REGARDING-
**-DETAILS ABOUT COMPUTERIZATION OF POLICE SYSTEM IN THE PROVINCE** 506
***(QUESTION NO. 2993*)***

**ALI ASGHAR MANDA, ADVOCATE, CH.** *(Parliamentary Secretary for S & GAD)*
**DISCUSSION On-**
-Law and order 740

**ALI RAZA KHAN DRESHAK, SARDAR**
**DISCUSSION On-**
**-LAW AND ORDER** 725

question REGARDING-
-Details about bus stands/routes in Rajanpur *(Question No. 4352*)* 641

**ALLAUDDIN, SHEIKH**
**ADJOURNMENT MOTIONS regarding-**
-Continuously increasing in incidents of sexual assault on children 418
-Dilapidated condition of building of Writers' Guild of Pakistan in Lahore 560
-Disclosure of sale of land of Punjab University 559
-Disclosure of theft of diesel/petrol of generators of WASA 419

**AMANAT ULLAH KHAN SHADI KHEL, MR.**
Call attention Notice REGARDING
-Details about death of three accused persons in fake police encounter in Kala Bagh Police Station, Mianwali 403

**AMJAD ALI JAVAID, MR.**
**ADJOURNMENT MOTION regarding-**
-Disclosure of import of steroid based medicines under cover of food supplements at Lahore dry port 564
**DISCUSSION On-**
**-LAW AND ORDER** 594

PAGE NO.


question REGARDING-
-Details about fitness certificates of vehicles issued in district Toba Tek Singh *(Question No. 393)* 643

**ARIF MEHMOOD GILL, MR.**
**DISCUSSION On-**
-Law and order 743

**ASHRAF ALI ANSARI, CH.**

questions REGARDING-
-Details about Boiler Inspectors of factories of district Gujranwala *(Question No.3706*)* 388
-Details about financial aid to labourers of factories in Gujranwala *(Question No. 3705*)* 384
-Details about Industrial Estate Gujranwala *(Question No.700)* 397

**ASIF MEHMOOD, MR.**

question REGARDING-
-Number of transport checking staff in Rawalpindi and other details *(Question No. 1037*)* 620
**QUORUM-**
-Indication of quorum of the House during sitting of session held on 21st May, 2015 449

**AYESHA JAVED, MRS.**

questions REGARDING-
**-ANNUAL PERFORMANCE REPORT OF THE CHILD PROTECTION AND WELFARE BUREAU *(QUESTION NO. 1146*)*** 514
**-NUMBER OF INSTITUTIONS WORKING UNDER CHILD PROTECTION AND WELFARE BUREAU AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 1147*)*** 516


## B


**BILLS-**
-The Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 (Bill No. 19 of 2015) *(Considered and passed by the House)* 446, 680-687
-The Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015 *(Introduced in the House)* 677
-The Punjab Commission on the Status of Women (Amendment) Bill 2015

PAGE NO.

*(Introduced in the House)* 678
-The Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015
*(Introduced in the House)* 566
-The Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015
*(Introduced in the House)* 678
-The Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015
(Bill No. 18 of 2015) *(Considered and passed by the House)* 422-445
-The Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015
*(Introduced in the House)* 679
-The Stamp (Amendment) Bill 2015 *(Introduced in the House)* 567
-The University of Jhang Bill 2015 *(Considered in the House)* 687
-The University of Okara Bill 2015 *(Introduced in the House)* 422

C

Call attention Notices REGARDING 645
-Demise of a constable due to firing in Raiwind, Lahore 646
-Details about accused persons arrested in Baghdad al-Jadid Police Station Bahawalpur 403
-Details about death of three accused persons in fake police encounter in Kala Bagh Police Station, Mianwali 400
-Details aboud demise of General Secretary Jamiat Ulma-e-Pakistan in Okara 401
-Details about murder of a passenger by firing of robbers in Nothern Cantt Lahore 402
-Details about murder of a property dealer by firing of unknown persons in Lahore 405
-Details about robbery in Moza Ahli Rawana Police Station Kot Momin, Sargodha

**CHIEF MINISTER OF THE PUNJAB**
*-See under Muhammad Shahbaz Sharif, Mian*

Condolence ***(PRAY FOR FORGIVENESS)-*** 608
-On sad demise of mother of Mr. Akmal Saif Chatha, Parliamentary Secretary

D

**DISCUSSION On-**
-Law and order 567,597, 692

E

**EHSAN RIAZ FATYANA, MR.**

Call attention Notices REGARDING
400

PAGE NO.

-Details aboud demise of General Secretary Jamiat Ulma-e-Pakistan in Okara 401
-Details about murder of a passenger by firing of robbers in Nothern Cantt Lahore 736

**DISCUSSION On-**

522
**-LAW AND ORDER** 524

questions REGARDING-

416
**-DETAILS ABOUT POLICE ENCOUNTERS IN DISTRICT LAHORE *(QUESTION NO. 1917*)***

**-DETAILS ABOUT POLICE ENCOUNTERS IN THE PROVINCE *(QUESTION NO. 1919*)***

**QUORUM-**

-Indication of quorum of the House during sitting of session held on 21st May, 2015

## F

**FAIZA AHMED MALIK, MRS.**

questions REGARDING-

-Details about offices of Transport Department in Lahore *(Question No. 3182*)* 638

537
**-DETAILS ABOUT RECOVERY OF WRONGFULY CONFINED PERSONS FROM POLICE STATION BAGHBANPURA GUJRANWALA *(QUESTION NO. 2675*)***

**FAIZAN KHALID VIRK, MR.**

question REGARDING-

531
**-ESTABLISHMENT OF ANTI CAR LIFTING CELL IN SHEIKHUPURA AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 1206*)***

**FARZANA NAZIR, DR.**

**BILL** *(Discussed upon)-*

-The Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 (Bill No. 19 of 2015) 457,462

PAGE

NO.

## H

**HINA PERVAIZ BUTT, MISS.**

question REGARDING-

552

**-DETAILS ABOUT REGISTRATION OF CASES IN DISTRICT SARGODHA SINCE 2013**

***(QUESTION NO. 3590*)***

**HOME DEPARTMENT-**

questions REGARDING-

514

**-ANNUAL PERFORMANCE REPORT OF THE CHILD PROTECTION AND WELFARE BUREAU** ***(QUESTION NO. 1146*)*** 520

494

**-CONSTRUCTION OF BUILDING OF POLICE STATION SHALAMAR, LAHORE** 533

***(QUESTION NO. 1601*)*** 531

**-DETAILS ABOUT ACCUSED PERSONS DIED DUE TO TORTURE IN POLICE STATIONS OF DISTRICT SHEIKHUPURA** ***(QUESTION NO. 1207*)*** 550 553

506

**-DETAILS ABOUT HANDING OVER THE IMPORTANT ROADS OF THE PROVINCE** 543

**TO MOTORWAY AND HIGHWAYS POLICE** ***(QUESTION NO.2498*)*** 530

543

**-DETAILS ABOUT BUSINESS OF NARCOTICS IN JURISDICTION OF POLICE STATION AROP GUJRANWALA** ***(QUESTION NO. 1678*)*** 529 540

**-DETAILS ABOUT CASES REGISTERED IN DISTRICT GUJRAT SINCE 2013** ***(QUESTION NO. 3483*)*** 510 525

544

**-DETAILS ABOUT CHILD PROTECTION BUREAU** 522 524

PAGE

NO.

*(QUESTION NO. 3649*)* 551

**-DETAILS ABOUT COMPUTERIZATION OF POLICE** 549
**SYSTEM IN THE PROVINCE** 492

***(QUESTION NO. 2993*)*** 554

**-DETAILS ABOUT CONSTRUCTION OF NEW** 537
**BUILDING OF POLICE STATION**
**BASIRPUR DISTRICT OKARA *(QUESTION NO. 3251*)*** 552

**-DETAILS ABOUT EDUCATIONAL QUALIFICATION** 531
**OF SHOS POSTED IN**

528

**DISTRICT MULTAN *(QUESTION NO. 285*)***

547

**-DETAILS ABOUT ESTABLISHMENT OF CRISIS**
**CENTRES IN DISTRICT FAISALABAD** 536

***(QUESTION NO. 3237*)*** 541

**-DETAILS ABOUT INCIDENTS OF CAR LIFTING** 516
**AND ROBBERY IN MULTAN**
***(QUESTION NO. 284*)*** 546

**-DETAILS ABOUT INCREASING THE PATROLLING** 542
**POLICE AND VEHICLES IN**

534

**DISTRICT SIALKOT *(QUESTION NO. 2767*)*** 539

485

**-DETAILS ABOUT IRREGULARITIES IN PURCHASE OF**
**VEHICLES IN RESCUE 1122**
***(QUESTION NO. 3022*)*** 503

535

**-DETAILS ABOUT HIGHWAY PATROLLING WING**
**OF PUNJAB POLICE**
***(QUESTION NO. 2126*)*** 498

528

**-DETAILS ABOUT PATROLLING POLICE POST 5/45-L**
**SAHIWAL *(QUESTION NO. 3357*)***

521

**-DETAILS ABOUT POLICE ENCOUNTERS IN DISTRICT**
**LAHORE *(QUESTION NO. 1917*)***

PAGE

NO.

**-DETAILS ABOUT POLICE ENCOUNTERS IN THE PROVINCE *(QUESTION NO. 1919*)***

**-DETAILS ABOUT POLICE FLATS IN MISRI SHAH LAHORE *(QUESTION NO. 3488*)***

**-DETAILS ABOUT POLICE STATIONS AND POLICE CHECK POSTS IN TEHSIL SAHIWAL, SAHIWAL *(QUESTION NO. 3459*)***

**-DETAILS ABOUT POSTING OF SHOS IN MULTAN *(QUESTION NO.282*)***

**-DETAILS ABOUT PROVISION OF FUNDS TO CHILD PROTECTION BUREAU LAHORE *(QUESTION NO. 3650*)***

**-DETAILS ABOUT RECOVERY OF WRONGFULY CONFINED PERSONS FROM POLICE STATION BAGHBANPURA GUJRANWALA *(QUESTION NO. 2675*)***

**-DETAILS ABOUT REGISTRATION OF CASES IN DISTRICT SARGODHA SINCE 2013**

***(QUESTION NO. 3590*)***

**-ESTABLISHMENT OF ANTI CAR LIFTING CELL IN SHEIKHUPURA AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 1206*)***

**-LAUNCHING OF FIRS OF THEFT AND ROBBERY IN POLICE STATIONS OF PP-195 MULTAN AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 281*)***

**-NUMBER OF CASES REGISTERED IN POLICE STATIONS OF DERA GHAZI KHAN**

**DURING 2013-14 *(QUESTION NO. 3429*)***

**-NUMBER OF INCIDENTS OF KIDNAP AGAINST**

PAGE NO.

**RANSOM IN THE PROVINCE AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2546*)***

**-NUMBER OF INSPECTORS AND SUB INSPECTORS IN DISTRICT FAISALABAD AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2836*)***

**-NUMBER OF INSTITUTIONS WORKING UNDER CHILD PROTECTION AND WELFARE BUREAU AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 1147*)***

**-NUMBER OF NEWLY ESTABLISHED POLICE STATIONS IN THE PROVINCE AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 3428*)***

**-NUMBER OF POLICE EMPLOYEES IN DISTRICT FAISALABAD AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2837*)***

**-NUMBER OF POLICE POSTS AND DISPENSARIES IN DISTRICT KASUR *(QUESTION NO. 2520*)***

**-NUMBER OF POLICE STATIONS IN DISTRICT GUJRAT *(QUESTION NO. 2722*)***

**-NUMBER OF POLICE STATIONS IN LAHORE AND OTHER DETAILS**

***(QUESTION NO. 90*)***

-Number of police stations in PP-144 Lahore and other details *(Question No. 1607*)*

-Number of private security companies in Lahore and other details *(Question No. 2522*)*

-Number of vacant posts of police employees in district Jhelum and other details *(Question No. 1329*)*

-Posting of Police officers in district Multan and other details *(Question No. 283*)*

-Provision of budget to Traffic Police Lahore and other details *(Question No. 1680*)*

PAGE NO.

**IFTIKHAR HUSSAIN CHHACHHAR, CHAUDRY**

question REGARDING-

-DETAILS ABOUT CONSTRUCTION OF NEW BUILDING OF POLICE STATION BASIRPUR DISTRICT OKARA *(QUESTION NO. 3251*)* 543

**IMRAN ZAFAR, HAJI**

question REGARDING-

-Details about Institute of Ceramics Gujrat and other details *(Question No. 6110*)* 393

**INAM ULLAH KHAN NIAZI, MR.**

Privilege motion REGARDING- 651

-Refusal by DPO Mianwali to attend the telephone of MPA

**INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT DEPARTMENT-**

questions REGARDING-

-Details about Boiler Inspectors of factories of district Gujranwala *(Question No.3706*)* 388

-Details about boilers installed in factories in Lahore *(Question No. 565)* 394

-Details about establishment of Poly Technical College in district Chiniot *(Question No. 6058*)* 392

-Details about financial aid to labourers of factories in Gujranwala *(Question No. 3705*)* 384

-Details about finishing of factories established in houses in Lahore *(Question No.1987*)* 354

-Details about industries established in district Gujrat *(Question No. 734)* 398

-Details about Industrial Estate Gujranwala *(Question No.700)* 397

-Details about Institute of Ceramics Gujrat and other details *(Question No. 6110*)* 393

-Details about institutions affiliated with Punjab Board of Technical Education *(Question No. 5761*)* 391

-Details about institutions running by TEVTA *(Question No. 620)* 395

-Details about Small Industrial Estate Gujrat *(Question No.733)* 398

-Number of Courts of Customer Rights in Lahore and other details *(Question No. 1433*)* 387

-Number of rice plants in Punjab and other details *(Question No. 2451*)* 377

-Number of students in technical institutions of Gujrat and other details *(Question No. 2225*)* 359

-Provision of facilities to industrialists in Sunder Industrial Estate 365

PAGE NO.

and other details *(Question No. 2450*)*

J

**JAVED AKHTAR, MR.**

questions REGARDING-

531

**-DETAILS ABOUT BUSINESS OF NARCOTICS IN JURISDICTION OF POLICE STATION AROP** 530

**GUJRANWALA *(QUESTION NO. 1678*)*** 529

492

**-DETAILS ABOUT EDUCATIONAL QUALIFICATION OF SHOS POSTED IN** 528

**DISTRICT MULTAN *(QUESTION NO. 285*)*** 528

**-DETAILS ABOUT INCIDENTS OF CAR LIFTING AND ROBBERY IN MULTAN**

***(QUESTION NO. 284*)***

**-DETAILS ABOUT POSTING OF SHOS IN MULTAN *(QUESTION NO.282*)***

**-LAUNCHING OF FIRS OF THEFT AND ROBBERY IN POLICE STATIONS OF**

**PP-195 MULTAN AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 281*)***

-Posting of Police officers in district Multan and other details *(Question No. 283*)*

K

**KHADIJA UMAR, MRS.**

**BILL** *(Discussed upon)*-

-The Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 (Bill No. 19 of 2015) 446

PAGE NO.

Khalil Tahir Sindhu, mr. ***(MINISTER FOR HUMAN RIGHTS & MINORITIES AFFAIRS)*** 566

**BILLS** *(Discussed upon)*- 567

**-THE PUNJAB MATERNITY BENEFITS (AMENDMENT) BILL 2015** 655

-The Stamp (Amendment) Bill 2015

point of order REGARDING-

-Riot upon Christians only on basis of blame on a sweeper in Lahore

**KHURAM SHAHZAD, MR.**

**QUORUM-**

-Indication of quorum of the House during sitting of session held on 21st May, 2015 478

L

**LAW AND ORDER-**

-Discussion on 567,597, 692

**LEADER OF THE OPPOSITION**

*-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian*

M

**MEHMOOD UL HASSAN, RANA**

-Oath of office 670

**MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN** *(Leader of the Opposition)*

**DISCUSSION On-**

-Law and order 714

**MOTION regarding-** 674

**-SUSPENSION OF RULES FOR PRESENTATION OF A RESOLUTION** 603

point of order REGARDING- 609

-Demise of President Daska Bar by firing of SHO

question REGARDING- 674

-Details about purchase of one hundred new diesel buses *(Question No. 875*)*

Resolution REGARDING-

-Show of grief and sorrow on demise of President Bar Association Daska and demand for taking action against responsibles

PAGE NO.

**MINISTER FOR FINANCE ADDITIONAL CHARGE OF LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS**
*-See under Mujtaba Shuja-ur-Rehman, Mian*
**MINISTER FOR HOME ADDITIONAL CHARGE OF ENVIRONMENT PROTCTION**
*-See under Shuja Khanzada, Col (Retd)*

Minister for Human Rights & Minorities Affairs
*-See under Khalil Tahir Sindhu, Mr.*
**MINISTER FOR INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT**
*-See under Muhammad Shafique, Ch.*
**MOTION regarding-**
-Suspension of rules for presentation of a resolution 674
**MUHAMMAD AHMAD KHAN, MALIK**
**DISCUSSION On-**
**-LAW AND ORDER** 588
**MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.**
**BILL** *(Discussed upon)-*
-The Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 18 of 2015) 428
**DISCUSSION On-**
-Law and order 723
**QUORUM-**
-Indication of quorum of the House during sitting of session held on 21st May, 2015 434
**MUHAMMAD ARSHAD MALIK, ADVOCATE, MR.**
**DISCUSSION On-**
**-LAW AND ORDER** 701
**MUHAMMAD ASIF BAJWA, ADVOCATE, MR.**
question REGARDING-
**-DETAILS ABOUT INCREASING THE PATROLLING POLICE AND VEHICLES IN DISTRICT SIALKOT *(QUESTION NO. 2767*)*** 540
**MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN**
**BILL** *(Discussed upon)-*
**-THE PUNJAB OVERSEAS PAKISTANIS COMMISSION** 430

| | PAGE NO. |
| --- | --- |
| (AMENDMENT) BILL 2015 (BILL NO. 18 OF 2015) | 402 |
| Call attention Notice REGARDING | |
| -Details about murder of a property dealer by firing of unknown persons in Lahore | 693, 698 |
| **DISCUSSION On-** | 485 |
| **-LAW AND ORDER** | |
| question REGARDING- | |
| **-NUMBER OF POLICE STATIONS IN LAHORE AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 90*)*** | |
| **MUHAMMAD ILYAS CHINIOTI, AL HAJ** | |
| question REGARDING- | |
| -Details about establishment of Poly Technical College in district Chiniot *(Question No. 6058*)* | 392 |
| **MUHAMMAD IQBAL, CHAUDHARY** | |
| **DISCUSSION On-** | |
| -Law and order | 711 |
| **MUHAMMAD MASOOD ALAM, MAKDUM, SYED** | |
| **DISCUSSION On-** | |
| -Law and order | 743 |
| **MUHAMMAD NAWAZ CHOHAN, MR.** *(Parliamentary Secretary for Transport)* | |
| Answers to the questions REGARDING- | |
| -Construction of Metro Bus track Lahore and other details *(Question No. 2218*)* | 629 |
| -Details about launching more buses at route from Railway Station to Jalo Morr Lahore *(Question No. 1627*)* | 613 |
| -Details about provision of transport in northern Lahore according to ratio of population *(Question No. 1425*)* | 627 |
| -Details about purchase of one hundred new diesel buses *(Question No. 875*)* | 609 |
| -Details about steps taken for provision of transport in district Rawalpindi *(Question No.1027*)* | 611 |
| -Number of bus stands at Bund Road Lahore and other details *(Question No. 2501*)* | 633 |
| -Number of transport checking staff in Rawalpindi and other details *(Question No. 1037*)* | 620 |

PAGE NO.

-Reinstatement of LTC bus service at route from Thokar to Raiwind *(Question No. 2190*)* 617

**MUHAMMAD RAFIQUE, MIAN**

**DISCUSSION On-**

**-LAW AND ORDER** 583

**MUHAMMAD SHAFIQUE, CH.** *(Minister for Industries, Commerce & Investment)*

Answers to the questions REGARDING-

-Details about Boiler Inspectors of factories of district Gujranwala *(Question No.3706*)* 389

-Details about boilers installed in factories in Lahore *(Question No. 565)* 394

-Details about establishment of Poly Technical College in district Chiniot *(Question No. 6058*)* 392

-Details about financial aid to labourers of factories in Gujranwala *(Question No. 3705*)* 385

-Details about finishing of factories established in houses in Lahore *(Question No.1987*)* 354

-Details about industries established in district Gujrat *(Question No. 734)* 399

-Details about Industrial Estate Gujranwala *(Question No.700)* 397

-Details about Institute of Ceramics Gujrat and other details *(Question No.6110*)* 393

-Details about institutions affiliated with Punjab Board of Technical Education *(Question No. 5761*)* 391

-Details about institutions running by TEVTA *(Question No. 620)* 395

-Details about Small Industrial Estate Gujrat *(Question No.733)* 398

-Number of Courts of Customer Rights in Lahore and other details *(Question No. 1433*)* 388

-Number of rice plants in Punjab and other details *(Question No. 2451*)* 377

-Number of students in technical institutions of Gujrat and other details *(Question No. 2225*)* 359

-Provision of facilities to industrialists in Sunder Industrial Estate and other details *(Question No. 2450*)* 366

**MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF, MIAN** *(Chief Minister of the Punjab)*

Answers to the questions REGARDING-

-Details about bus service contract with foreign companies in Multan *(Question No. 436*)* 635

-Details about bus stands/routes in Rajanpur *(Question No. 4352*)* 642

-Details about bus/wagon stands in Vehari *(Question No. 369)* 643

-Details about fare of wagons running at the route from Rawalpindi to Taxila *(Question No. 4087*)* 641

-Details about fitness certificates of vehicles issued in district 644

PAGE NO.

Toba Tek Singh *(Question No. 393)*
-Details about issuance of concessional transport cards to old citizens and special persons in Multan *(Question No. 437*)* 636
-Details about issuance of fitness certificates of vehicles by Rawalpindi Regional Transport Authority *(Question No. 4086*)* 640
-Details about offices of Transport Department in Lahore *(Question No. 3182*)* 638
-Details about provision of facilities to passengers at bus stand Sikandria Colony Bund Road Lahore *(Question No. 2502*)* 636
-Provision of funds to Transport Department district Sahiwal and other details *(Question No. 2735*)* 637

**MUHAMMAD WAHEED GULL, MR.**
**DISCUSSION On-**
-Law and order 722

**MUHAMMAD WARIS KALLU, MALIK**
**DISCUSSION On-**
-Law and order 742

**MUJTABA SHUJA-UR-REHMAN, MIAN** *(Minister for Finance Additional Charge of Law & Parliamentary Affairs)*
**BILLS** *(Discussed upon)-*
-The Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 (Bill No. 19 of 2015) 446,451,455,476
-The Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015 677
-The Punjab Commission on the Status of Women (Amendment) Bill 2015 678
-The Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015 678
-The Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 18 of 2015) 423,433,435,441
-The Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015 679
-The University of Okara Bill 2015 422
**ORDINANCE** *(Laid in the House)-*
-The Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Amendment) Ordinance 2015 422

point of order REGARDING-
-Deprivation of a disabled girl from Carry van under "Apna Rozgar Scheme" despite of wining by balloting in Lahore 649

**MUNAWAR HUSSAIN, RANA ALIAS RANA MUNAWAR GHOUS KHAN**
**DISCUSSION On-**
-Law and order 734

**MURAD RAAS, DR.**
**DISCUSSION On-**
**-LAW AND ORDER** 571

point of order REGARDING- 648

PAGE NO.

-DEPRIVATION OF A DISABLED GIRL FROM CARRY VAN UNDER “APNA ROZGAR SCHEME” DESPITE OF WINING BY BALLOTING IN LAHORE 494

questions REGARDING-

-DETAILS ABOUT ACCUSED PERSONS DIED DUE TO TORTURE IN POLICE STATIONS OF DISTRICT SHEIKHUPURA *(QUESTION NO. 1207*)* 553

-DETAILS ABOUT CHILD PROTECTION BUREAU *(QUESTION NO. 3649*)* 554

-DETAILS ABOUT PROVISION OF FUNDS TO CHILD PROTECTION BUREAU LAHORE *(QUESTION NO. 3650*)*

N

Naat-e-Rasool-e-MaqbooL (saw) Presented in the House in sessions held on-

-21st May, 2015 352
-22nd May, 2015 484
-25th May, 2015 602

**NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.**

**BILL** *(Discussed upon)-*

-The Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 18 of 2015) 440,443

**DISCUSSION On-**

-LAW AND ORDER 733

questions REGARDING-

-DETAILS ABOUT POLICE STATIONS AND POLICE CHECK POSTS IN TEHSIL SAHIWAL, SAHIWAL *(QUESTION NO. 3459*)* 549

-Provision of funds to Transport Department district Sahiwal and other details *(Question No. 2735*)* 637

PAGE NO.

**NAUSHEEN HAMID, DR.**
**BILL** *(Discussed upon)*-
-The Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 (Bill No. 19 of 2015) 454

questions REGARDING-

**-CONSTRUCTION OF BUILDING OF POLICE STATION SHALAMAR, LAHORE** ***(QUESTION NO. 1601*)*** 520
-Details about finishing of factories established in houses in Lahore *(Question No.1987*)* 354
-Details about launching more buses at route from Railway Station to Jalo Morr Lahore *(Question No. 1627*)* 613
-Number of police stations in PP-144 Lahore and other details *(Question No. 1607*)* 503
-Provision of budget to Traffic Police Lahore and other details *(Question No. 1680*)* 521

Nazar Hussain, mr. ***(PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS)***
**ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding-**
-Demand for survey and grant of relief in PP-32 Sargodha for destroyed crops 565
-Dilapidated condition of buildings of Elementary Colleges of Lala Musa 666
-Disclosure of import of steroid based medicines under cover of food supplements at Lahore dry port 565
-Disclosure of provision of wrong information to Prime Minister and Chief Minister by District Price Control Committees 663
-Victimization of villages of PP-222 by recent rains and hailing 664

**NIGHAT SHEIKH, MS.**

questions REGARDING-
-Details about boilers installed in factories in Lahore *(Question No. 565)* 394
-Details about institutions affiliated with Punjab Board of Technical Education *(Question No. 5761*)* 391
**-NUMBER OF POLICE POSTS AND DISPENSARIES IN DISTRICT KASUR *(QUESTION NO. 2520*)*** 534

PAGE NO.

-Number of private security companies in Lahore and other details *(Question No. 2522*)* 535

**NOTIFICATION of-**

-Prorogation of 14th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 15th May, 2015 **746**

O

**OATH OF OFFICE-**

-Mehmood Ul Hassan, Rana (PP-196 ) **670**

**ORDINANCE** *(Laid in the House)*-

-The Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Amendment) Ordinance 2015 **421**

P

Parliamentary Secretary for Law & Parliamentary Affairs

*-See under Nazar Hussain, Mr.*

**PARLIAMENTARY SECRETARY FOR S & GAD**

*-See under Ali Asghar Manda, Advocate, Ch.*

**PARLIAMENTARY SECRETARY FOR TRANSPORT**

*-See under Muhammad Nawaz Chohan, Mr.*

PAGE NO.

points of order REGARDING- 603

**-DEMISE OF PRESIDENT DASKA BAR BY FIRING OF SHO** 648

-Deprivation of a disabled girl from Carry van under "Apna Rozgar Scheme" despite of wining by balloting in Lahore 654

-Riot upon Christians only on basis of blame on a sweeper in Lahore

Privilege motion REGARDING- 651

**-REFUSAL BY DPO MIANWALI TO ATTEND THE TELEPHONE OF MPA**

Prorogation-

**-NOTIFICATION OF PROROGATION OF 14TH SESSION OF 16TH PROVINCIAL ASSEMBLY** 746

**OF THE PUNJAB COMMENCED ON 15TH MAY, 2015**

Q

questions REGARDING-

**HOME DEPARTMENT-**

**-ANNUAL PERFORMANCE REPORT OF THE CHILD PROTECTION AND WELFARE BUREAU *(QUESTION NO. 1146*)*** 514

**-CONSTRUCTION OF BUILDING OF POLICE STATION SHALAMAR, LAHORE** 520

***(QUESTION NO. 1601*)*** 494

**-DETAILS ABOUT ACCUSED PERSONS DIED DUE TO TORTURE IN POLICE STATIONS OF DISTRICT SHEIKHUPURA *(QUESTION NO. 1207*)*** 533

**-DETAILS ABOUT HANDING OVER THE IMPORTANT ROADS OF THE PROVINCE**

531

550

553

506

543

530

PAGE NO.

**TO MOTORWAY AND HIGHWAYS POLICE *(QUESTION NO.2498*)***

**-DETAILS ABOUT BUSINESS OF NARCOTICS IN JURISDICTION OF POLICE STATION AROP GUJRANWALA *(QUESTION NO. 1678*)***

**-DETAILS ABOUT CASES REGISTERED IN DISTRICT GUJRAT SINCE 2013 *(QUESTION NO. 3483*)***

**-DETAILS ABOUT CHILD PROTECTION BUREAU *(QUESTION NO. 3649*)***

**-DETAILS ABOUT COMPUTERIZATION OF POLICE SYSTEM IN THE PROVINCE**

***(QUESTION NO. 2993*)***

**-DETAILS ABOUT CONSTRUCTION OF NEW BUILDING OF POLICE STATION BASIRPUR DISTRICT OKARA *(QUESTION NO. 3251*)***

**-DETAILS ABOUT EDUCATIONAL QUALIFICATION OF SHOS POSTED IN**

**DISTRICT MULTAN *(QUESTION NO. 285*)***

**-DETAILS ABOUT ESTABLISHMENT OF CRISIS CENTRES IN DISTRICT FAISALABAD**

***(QUESTION NO. 3237*)***

**-DETAILS ABOUT INCIDENTS OF CAR LIFTING AND ROBBERY IN MULTAN *(QUESTION NO. 284*)***

**-DETAILS ABOUT INCREASING THE PATROLLING POLICE AND VEHICLES IN**

**DISTRICT SIALKOT *(QUESTION NO. 2767*)***

543
529
540
510
525
544
522
524
551
549
492
554
537
552
531
528
547
536
541
516
546
542
534
539
485
503

| | PAGE NO. |
|---|---|
| -DETAILS ABOUT IRREGULARITIES IN PURCHASE OF VEHICLES IN RESCUE 1122 *(QUESTION NO. 3022*)* | 535<br>498 |
| -DETAILS ABOUT HIGHWAY PATROLLING WING OF PUNJAB POLICE *(QUESTION NO. 2126*)* | 528<br>521 |
| -DETAILS ABOUT PATROLLING POLICE POST 5/45-L SAHIWAL *(QUESTION NO. 3357*)* | 388<br>394 |
| -DETAILS ABOUT POLICE ENCOUNTERS IN DISTRICT LAHORE *(QUESTION NO. 1917*)* | 392 |
| -DETAILS ABOUT POLICE ENCOUNTERS IN THE PROVINCE *(QUESTION NO. 1919*)* | 384<br>354 |
| -DETAILS ABOUT POLICE FLATS IN MISRI SHAH LAHORE *(QUESTION NO. 3488*)* | 398<br>397<br>393 |
| -DETAILS ABOUT POLICE STATIONS AND POLICE CHECK POSTS IN TEHSIL SAHIWAL, SAHIWAL *(QUESTION NO. 3459*)* | 391<br>395<br>398 |
| -DETAILS ABOUT POSTING OF SHOS IN MULTAN *(QUESTION NO.282*)* | 387<br>377 |
| -DETAILS ABOUT PROVISION OF FUNDS TO CHILD PROTECTION BUREAU LAHORE *(QUESTION NO. 3650*)* | 359<br>365 |
| -DETAILS ABOUT RECOVERY OF WRONGFULY CONFINED PERSONS FROM POLICE STATION BAGHBANPURA GUJRANWALA *(QUESTION NO. 2675*)* | 629<br>635<br>641<br>643 |
| -DETAILS ABOUT REGISTRATION OF CASES IN DISTRICT SARGODHA SINCE 2013 | 640 |
| *(QUESTION NO. 3590*)* | 643 |
| -ESTABLISHMENT OF ANTI CAR LIFTING CELL IN | 635 |

PAGE NO.

**SHEIKHUPURA AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 1206*)*** 639

613

**-LAUNCHING OF FIRS OF THEFT AND ROBBERY IN POLICE STATIONS OF PP-195 MULTAN AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 281*)*** 638 636

626

**-NUMBER OF CASES REGISTERED IN POLICE STATIONS OF DERA GHAZI KHAN** 609

611

**DURING 2013-14 *(QUESTION NO. 3429*)***

633

**-NUMBER OF INCIDENTS OF KIDNAP AGAINST RANSOM IN THE PROVINCE AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2546*)*** 620

637

**-NUMBER OF INSPECTORS AND SUB INSPECTORS IN DISTRICT FAISALABAD AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2836*)*** 616

**-NUMBER OF INSTITUTIONS WORKING UNDER CHILD PROTECTION AND WELFARE BUREAU AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 1147*)***

**-NUMBER OF NEWLY ESTABLISHED POLICE STATIONS IN THE PROVINCE AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 3428*)***

**-NUMBER OF POLICE EMPLOYEES IN DISTRICT FAISALABAD AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2837*)***

**-NUMBER OF POLICE POSTS AND DISPENSARIES IN DISTRICT KASUR *(QUESTION NO. 2520*)***

**-NUMBER OF POLICE STATIONS IN DISTRICT GUJRAT *(QUESTION NO. 2722*)***

**-NUMBER OF POLICE STATIONS IN LAHORE AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 90*)***

-Number of police stations in PP-144 Lahore and other details

PAGE NO.

(Question No. 1607*)
-Number of private security companies in Lahore and other details (Question No. 2522*)
-Number of vacant posts of police employees in district Jhelum and other details (Question No. 1329*)
-Posting of Police officers in district Multan and other details (Question No. 283*)
-Provision of budget to Traffic Police Lahore and other details (Question No. 1680*)

**INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT DEPARTMENT-**
-Details about Boiler Inspectors of factories of district Gujranwala (Question No.3706*)
-Details about boilers installed in factories in Lahore (Question No. 565)
-Details about establishment of Poly Technical College in district Chiniot (Question No. 6058*)
-Details about financial aid to labourers of factories in Gujranwala (Question No. 3705*)
-Details about finishing of factories established in houses in Lahore (Question No.1987*)
-Details about industries established in district Gujrat (Question No. 734)
-Details about Industrial Estate Gujranwala (Question No.700)
-Details about Institute of Ceramics Gujrat and other details (Question No. 6110*)
-Details about institutions affiliated with Punjab Board of Technical Education (Question No. 5761*)
-Details about institutions running by TEVTA (Question No. 620)
-Details about Small Industrial Estate Gujrat (Question No.733)
-Number of Courts of Customer Rights in Lahore and other details (Question No. 1433*)
-Number of rice plants in Punjab and other details (Question No. 2451*)
-Number of students in technical institutions of Gujrat and other details (Question No. 2225*)
-Provision of facilities to industrialists in Sunder Industrial Estate and other details (Question No. 2450*)

**TRANSPORT DEPARTMENT-**
-Construction of Metro Bus track Lahore and other details (Question No. 2218*)
-Details about bus service contract with foreign companies in Multan (Question No. 436*)
-Details about bus stands/routes in Rajanpur (Question No. 4352*)
-Details about bus/wagon stands in Vehari (Question No. 369)
-Details about fare of wagons running at the route from Rawalpindi to Taxila (Question No. 4087*)
-Details about fitness certificates of vehicles issued in district Toba Tek Singh (Question No. 393)
-Details about issuance of concessional transport cards to old citizens and special persons in Multan (Question No. 437*)

PAGE NO.


-Details about issuance of fitness certificates of vehicles by Rawalpindi Regional Transport Authority *(Question No. 4086*)*
-Details about launching more buses at route from Railway Station to Jalo Morr Lahore *(Question No. 1627*)*
-Details about offices of Transport Department in Lahore *(Question No.3182*)*
-Details about provision of facilities to passengers at bus stand Sikandria Colony Bund Road Lahore *(Question No. 2502*)*
-Details about provision of transport in northern Lahore according to ratio of population *(Question No. 1425*)*
-Details about purchase of one hundred new diesel buses *(Question No.875*)*
-Details about steps taken for provision of transport in district Rawalpindi *(Question No.1027*)*
-Number of bus stands at Bund Road Lahore and other details *(Question No. 2501*)*
-Number of transport checking staff in Rawalpindi and other details *(Question No. 1037*)*
-Provision of funds to Transport Department district Sahiwal and other details *(Question No. 2735*)*
-Reinstatement of LTC bus service at route from Thokar to Raiwind *(Question No. 2190*)*

**QUORUM-**

**INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTING OF SESSIONS HELD ON-**

-21st May, 2015 416,434,449,478


## R


**RAFAQAT HUSSAIN GUJJAR, ADVOCATE, CH.**

question REGARDING- 395

-Details about institutions running by TEVTA *(Question No. 620)*

**RAHEELA ANWAR, MRS.**

**DISCUSSION On-** 708

**-LAW AND ORDER**

question REGARDING- 498

-Number of vacant posts of police employees in district Jhelum and other details *(Question No. 1329*)*

**RAHEELA KHADIM HUSSAIN, MRS.**

questions REGARDING- 626

-Details about provision of transport in northern Lahore according to ratio of population *(Question No. 1425*)*

PAGE NO.

-Number of Courts of Customer Rights in Lahore and other details *(Question No. 1433*)* 387

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on -
-21st May, 2015 351
-22nd May, 2015 483
-25th May, 2015 601

Resolution REGARDING-
-Show of grief and sorrow on demise of President Bar Association Daska and demand for taking action against responsibles 674

S

**SAADIA SOHAIL RANA, MRS.**
**BILL** *(Discussed upon)-*
-The Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 18 of 2015) 431
**DISCUSSION On-**
-Law and order 705

**SALAH-UD-DIN KHAN, DR.**
question REGARDING-
**-DETAILS ABOUT IRREGULARITIES IN PURCHASE OF VEHICLES IN RESCUE 1122 *(QUESTION NO. 3022*)*** **510**

**SHAHZAD MUNSHI, MR.**
point of order REGARDING- 654
**-RIOT UPON CHRISTIANS ONLY ON BASIS OF BLAME ON A SWEEPER IN LAHORE** 551
544

questions REGARDING-
**-DETAILS ABOUT POLICE FLATS IN MISRI SHAH LAHORE *(QUESTION NO. 3488*)***
**-DETAILS ABOUT PATROLLING POLICE POST 5/45-L**

PAGE NO.

**SAHIWAL *(QUESTION NO. 3357*)***

**SHAMEELA ASLAM, MRS.**

question REGARDING-

-Details about bus/wagon stands in Vehari *(Question No. 369)* 643

**SHUJA KHANZADA, COL (RETD)** *(Minister for Home Additional Charge of Environment Protection )*

Answers to the questions REGARDING-

**-ANNUAL PERFORMANCE REPORT OF THE CHILD PROTECTION AND WELFARE BUREAU *(QUESTION NO. 1146*)*** 514

**-CONSTRUCTION OF BUILDING OF POLICE STATION SHALAMAR, LAHORE *(QUESTION NO. 1601*)*** 520

**-DETAILS ABOUT ACCUSED PERSONS DIED DUE TO TORTURE IN POLICE STATIONS OF DISTRICT SHEIKHUPURA *(QUESTION NO. 1207*)*** 494

**-DETAILS ABOUT HANDING OVER THE IMPORTANT ROADS OF THE PROVINCE TO MOTORWAY AND HIGHWAYS POLICE *(QUESTION NO.2498*)*** 533 532 551 554 506

**-DETAILS ABOUT BUSINESS OF NARCOTICS IN JURISDICTION OF POLICE STATION AROP GUJRANWALA *(QUESTION NO. 1678*)***

**-DETAILS ABOUT CASES REGISTERED IN DISTRICT GUJRAT SINCE 2013 *(QUESTION NO. 3483*)*** 544

**-DETAILS ABOUT CHILD PROTECTION BUREAU *(QUESTION NO. 3649*)*** 530

**-DETAILS ABOUT COMPUTERIZATION OF POLICE**

PAGE NO.

SYSTEM IN THE PROVINCE 543

*(QUESTION NO. 2993*)*

-DETAILS ABOUT CONSTRUCTION OF NEW BUILDING OF POLICE STATION BASIRPUR DISTRICT OKARA *(QUESTION NO. 3251*)* 530

-DETAILS ABOUT EDUCATIONAL QUALIFICATION OF SHOS POSTED IN 540

DISTRICT MULTAN *(QUESTION NO. 285*)*

-DETAILS ABOUT ESTABLISHMENT OF CRISIS CENTRES IN DISTRICT FAISALABAD 510

*(QUESTION NO. 3237*)*

525

-DETAILS ABOUT INCIDENTS OF CAR LIFTING AND ROBBERY IN MULTAN *(QUESTION NO. 284*)* 544

523

-DETAILS ABOUT INCREASING THE PATROLLING POLICE AND VEHICLES IN 524

DISTRICT SIALKOT *(QUESTION NO. 2767*)* 552

-DETAILS ABOUT IRREGULARITIES IN PURCHASE OF VEHICLES IN RESCUE 1122 *(QUESTION NO. 3022*)* 549

-DETAILS ABOUT HIGHWAY PATROLLING WING OF PUNJAB POLICE *(QUESTION NO. 2126*)* 492

-DETAILS ABOUT PATROLLING POLICE POST 5/45-L SAHIWAL *(QUESTION NO. 3357*)* 555

537

-DETAILS ABOUT POLICE ENCOUNTERS IN DISTRICT LAHORE *(QUESTION NO. 1917*)* 552

-DETAILS ABOUT POLICE ENCOUNTERS IN THE PROVINCE *(QUESTION NO. 1919*)* 531

528

PAGE NO.

-DETAILS ABOUT POLICE FLATS IN MISRI SHAH LAHORE *(QUESTION NO. 3488*)* 548

537

-DETAILS ABOUT POLICE STATIONS AND POLICE CHECK POSTS IN TEHSIL SAHIWAL, SAHIWAL *(QUESTION NO. 3459*)* **541**

-DETAILS ABOUT POSTING OF SHOS IN MULTAN *(QUESTION NO.282*)* **517**

-DETAILS ABOUT PROVISION OF FUNDS TO CHILD PROTECTION BUREAU LAHORE *(QUESTION NO. 3650*)* **547**

-DETAILS ABOUT RECOVERY OF WRONGFULY CONFINED PERSONS FROM POLICE STATION BAGHBANPURA GUJRANWALA *(QUESTION NO. 2675*)* **542**

**535**

-DETAILS ABOUT REGISTRATION OF CASES IN DISTRICT SARGODHA SINCE 2013 **539**

*(QUESTION NO. 3590*)* **486**

-ESTABLISHMENT OF ANTI CAR LIFTING CELL IN SHEIKHUPURA AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 1206*)* 503

535

-LAUNCHING OF FIRS OF THEFT AND ROBBERY IN POLICE STATIONS OF PP-195 MULTAN AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 281*)* 499

529

521

-NUMBER OF CASES REGISTERED IN POLICE STATIONS OF DERA GHAZI KHAN 646

DURING 2013-14 *(QUESTION NO. 3429*)*

-NUMBER OF INCIDENTS OF KIDNAP AGAINST RANSOM IN THE PROVINCE 647

PAGE NO.

**AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2546*)*** 404

**-NUMBER OF INSPECTORS AND SUB INSPECTORS IN DISTRICT FAISALABAD AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2836*)*** 401

**-NUMBER OF INSTITUTIONS WORKING UNDER CHILD PROTECTION AND WELFARE BUREAU AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 1147*)*** 402

**-NUMBER OF NEWLY ESTABLISHED POLICE STATIONS IN THE PROVINCE AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 3428*)*** 403

**-NUMBER OF POLICE EMPLOYEES IN DISTRICT FAISALABAD AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2837*)*** 567, 744

**-NUMBER OF POLICE POSTS AND DISPENSARIES IN DISTRICT KASUR *(QUESTION NO. 2520*)*** 656

**-NUMBER OF POLICE STATIONS IN DISTRICT GUJRAT *(QUESTION NO. 2722*)***

**-NUMBER OF POLICE STATIONS IN LAHORE AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 90*)***

-Number of police stations in PP-144 Lahore and other details *(Question No. 1607*)*

-Number of private security companies in Lahore and other details *(Question No. 2522*)*

-Number of vacant posts of police employees in district Jhelum and other details *(Question No. 1329*)*

-Posting of Police officers in district Multan and other details *(Question No. 283*)*

-Provision of budget to Traffic Police Lahore and other details *(Question No. 1680*)*

Call attention Notices (ANSWERS) REGARDING

-Demise of a constable due to firing in Raiwind, Lahore

-Details about accused persons arrested in Baghdad al-Jadid Police Station Bahawalpur

-Details about death of three accused persons in fake police encounter

PAGE NO.

in Kala Bagh Police Station, Mianwali
-Details aboud demise of General Secretary Jamiat Ulma-e-Pakistan in Okara
-Details about murder of a passenger by firing of robbers in Nothern Cantt Lahore
-Details about murder of a property dealer by firing of unknown persons in Lahore

**DISCUSSION On-**
-Law and order

point of order (ANSWER) REGARDING-
-Riot upon Christians only on basis of blame on a sweeper in Lahore

**SURRIYA NASEEM, MS.**
**QUESTION regarding-**

**-DETAILS ABOUT ESTABLISHMENT OF CRISIS CENTRES IN DISTRICT FAISALABAD**

***(QUESTION NO. 3237*)*** **543**

T

**TAHIR, MIAN**
**QUESTIONS regarding-**

**-NUMBER OF INSPECTORS AND SUB INSPECTORS IN DISTRICT FAISALABAD AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2836*)*** **541**

**-NUMBER OF POLICE EMPLOYEES IN DISTRICT FAISALABAD AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2837*)*** 542

**TAHIR AHMED SINDHU, ADVOCATE, CHAUDHARY**

Call attention Notice REGARDING
-Details about robbery in Moza Ahli Rawana Police Station Kot Momin, Sargodha **405**

**TAIMOOR MASOOD, MALIK**
**QUESTIONS regarding-**
-Details about fare of wagons running at the route from Rawalpindi to Taxila *(Question No. 4087*)* 640

PAGE NO.

-Details about issuance of fitness certificates of vehicles by Rawalpindi Regional Transport Authority *(Question No. 4086*)* 639
-Details about steps taken for provision of transport in district Rawalpindi *(Question No.1027*)* 611

**TARIQ MEHMOOD, MIAN**
**QUESTIONS regarding-**

**-DETAILS ABOUT CASES REGISTERED IN DISTRICT GUJRAT SINCE 2013 *(QUESTION NO. 3483*)*** 550
398
-Details about industries established in district Gujrat *(Question No. 734)* 398
-Details about Small Industrial Estate Gujrat *(Question No.733)* 539

**-NUMBER OF POLICE STAT IONS IN DISTRICT GUJRAT *(QUESTION NO. 2722*)*** 359
-Number of students in technical institutions of Gujrat and other details *(Question No. 2225*)*

**TRANSPORT DEPARTMENT-**
**QUESTIONS regarding-**
-Construction of Metro Bus track Lahore and other details *(Question No. 2218*)* 629
-Details about bus service contract with foreign companies in Multan *(Question No. 436*)* 635
-Details about bus stands/routes in Rajanpur *(Question No. 4352*)* 641
-Details about bus/wagon stands in Vehari *(Question No. 369)* 643

-Details about fare of wagons running at the route from Rawalpindi to Taxila *(Question No. 4087*)* 640
-Details about fitness certificates of vehicles issued in district Toba Tek Singh *(Question No. 393)* 643
-Details about issuance of concessional transport cards to old citizens and special persons in Multan *(Question No. 437*)* 635
-Details about issuance of fitness certificates of vehicles by Rawalpindi Regional Transport Authority *(Question No. 4086*)* 639
-Details about launching more buses at route from Railway Station to Jalo Morr Lahore *(Question No. 1627*)* 613
-Details about offices of Transport Department in Lahore *(Question No. 3182*)* 638
-Details about provision of facilities to passengers at bus stand Sikandria Colony Bund Road Lahore *(Question No. 2502*)* 636
-Details about provision of transport in northern Lahore according to ratio of population *(Question No. 1425*)* 626
-Details about purchase of one hundred new diesel buses *(Question No.875*)* 609
-Details about steps taken for provision of transport in district Rawalpindi *(Question No.1027*)* 611

PAGE NO.

-Number of bus stands at Bund Road Lahore and other details (Question No. 2501*) 635
-Number of transport checking staff in Rawalpindi and other details (Question No. 1037*) 620
-Provision of funds to Transport Department district Sahiwal and other details (Question No. 2735*) 637
-Reinstatement of LTC bus service at route from Thokar to Raiwind (Question No. 2190*) **616**

V

**VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR**
**BILL** *(Discussed upon)*-
-The Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 (Bill No. 19 of 2015) 448, 471

Call attention Notice REGARDING 645
-Demise of a constable due to firing in Raiwind, Lahore
**DISCUSSION On-** 701
-Law and order

W

**WASEEM AKHTAR, DR SYED**
**ADJOURNMENT MOTION regarding-**
-Illegal parking at roads and in front of plazas in Lahore 564
**BILL** *(Discussed upon)*-
-The Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 18 of 2015) 425

Call attention Notice REGARDING
-Details about accused persons arrested in Baghdad al-Jadid Police Station Bahawalpur 646

Condolence ***(PRAY FOR FORGIVENESS)-*** 608
-On sad demise of mother of Mr. Akmal Saif Chatha, Parliamentary Secretary 577
**DISCUSSION On-**
**-LAW AND ORDER** 629
**QUESTIONS regarding-** 533
-Construction of Metro Bus track Lahore and other details *(Question No. 2218*)* 636

PAGE NO.

633

**-DETAILS ABOUT HANDING OVER THE IMPORTANT ROADS OF THE PROVINCE** 536

377

**TO MOTORWAY AND HIGHWAYS POLICE *(QUESTION NO.2498*)*** 365

-Details about provision of facilities to passengers at bus stand Sikandria Colony Bund Road Lahore *(Question No. 2502*)* 616

-Number of bus stands at Bund Road Lahore and other details *(Question No. 2501*)*

**-NUMBER OF INCIDENTS OF KIDNAP AGAINST RANSOM IN THE PROVINCE AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2546*)***

-Number of rice plants in Punjab and other details *(Question No. 2451*)*

-Provision of facilities to industrialists in Sunder Industrial Estate and other details *(Question No. 2450*)*

-Reinstatement of LTC bus service at route from Thokar to Raiwind *(Question No. 2190*)*

Z

**ZAHEER-UD-DIN KHAN ALIZAI, MR.**

questions REGARDING-

-Details about bus service contract with foreign companies in Multan *(Question No. 436*)* **635**

-Details about issuance of concessional transport cards to old citizens and special persons in Multan *(Question No. 437*)* 635